عمران سیریز
کاغذی قیامت
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

کاغذی قیامت

مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین!

خاص نمبر کاغذی قیامت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے نام سے آپ یہ نہ سمجھ لیجیے کہ کاغذی بموں اور کاغذی میزائلوں سے یہ قیامت برپا کی جائے گی۔ ایسی کوئی بات نہیں ـــــ ہماری دنیا میں ایک ایسا کاغذ بھی موجود ہے جس کے گرد اس وقت پوری دنیا گھوم رہی ہے ـــــ میں ـــ آپ ـــ اور ہم سب اسی کاغذ کے پیچھے دیوانے ہو رہے ہیں۔ اس کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ ہمارے کانوں کو بھلی لگتی ہے۔ اس کاغذ کی مخصوص خوشبو ہمیں زندگی بخشتی ہے اور اس کاغذ کا وزن اٹھانا ہم فخر سمجھتے ہیں۔ مگر اس کی حقیقت کیا ہے ـــــ ؟ محض کاغذ ـــ صرف کاغذ ـــ لیکن اس کے باوجود اس کاغذ نے پوری دنیا کو پاگل بنا رکھا ہے۔ دیوانہ کر رکھا ہے۔ اس کاغذ کے لئے قتل ہوتے ہیں۔ عزتیں نیلام ہوتی ہیں معصوم بچے دودھ کی ایک ایک بوند کو ترستے ہیں۔ آپ یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ کونسا کاغذ ہے ـــــ ؟ اگر نہیں تو میں بتا دیتا ہوں اسے ہم اپنی زبان میں کرنسی نوٹ کہتے ہیں۔ جی ہاں! مختلف ڈیزائنوں میں چھپا ہوا کاغذ ـــ رنگ برنگی سیاہی ـــ دلکش اور خوبصورت کاغذ ـــ ظالم اور سفاک کاغذ۔ لیکن کبھی آپ نے غور کیا کہ اس کاغذ کی اس قدر اہمیت کیوں ہے ـــــ ؟ اس میں ایسی کونسی بات ہے کہ ہر شخص اس کاغذ کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔ اپنوں کے گلے کاٹ رہا ہے ـــــ غیروں کی کھال کھینچ رہا ہے ـــــ اگر آپ غور کریں تو آپ پر یقیناً یہ حقیقت ضرور منکشف ہو گی کہ بذاتِ اس کاغذ کی کوئی اہمیّت نہیں ہے۔ اہمیّت صرف

اس سرکاری اعتماد کی ہے جس نے اس کاغذ کو اتنی اہمیت دی ہے۔ جی ہاں! صرف اعتماد۔ آپکو علم ہے کہ اس کاغذ کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ یہ ایسا کاغذ ہے جس پر حکومت کے اعتماد کی مہر لگی ہے۔ لیکن اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے یا کر دیا جائے تو پھر کیا ہوگا؟ اس کاغذ کی اہمیت یکلخت ختم ہو جائیگی اور یقین کیجیے پھر کاغذی قیامت برپا ہو جائے گی۔ جی ہاں! کاغذی قیامت ـــ اور اگر پوری دنیا کی حکومتوں کا ان کی سرکاری کرنسی پر موجود اعتماد ختم کرا دیا جائے تو پوری دنیا کا نظام معیشت یکلخت مفلوج ہو جائیگا۔ کرنسی نوٹ گلیوں میں ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے ہونگے لیکن کوئی بھی انکی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہ ہوگا۔ کروڑوں اربوں کرنسی نوٹ رکھنے کے باوجود ہر شخص روٹی کے ایک لقمے اور پانی کے ایک قطرے کیلئے ترس جائیگا۔ زندگی ساکت ہو جائیگی اور سوائے موت کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے گا ـــــــ اور اس بار مجرموں نے اس اعتماد کو ختم کرنے کا مشن اپنا لیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کاغذی قیامت پوری دنیا پر برپا ہو گئی۔ اس قیامت نے کیا کیا رُخ اختیار کیا۔ پوری دنیا کی حکومتوں اور افراد کا کیا حشر ہوا؟ اسے روکنے کیلئے کیا کیا حربے اختیار کیے گئے کیا مجرم اپنے اس خوفناک مشن میں کامیاب ہو گئے ـــ یا ـــــ؟ اس کہانی کی ہر سطر میں خوفناک ایکشن اور اس کے لفظ لفظ میں اعصاب شکن سسپنس موجود ہے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جو یقیناً اس سے پہلے صفحہ قرطاس پر نہیں ابھری۔ اس کہانی کا پلاٹ اس قدر منفرد ہے کہ پہلے دنیا بھر کے جاسوسی ادب میں کہیں نظر نہیں آیا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس کہانی میں کیا کردار ادا کیا ہے جہاں دنیا بھر کی حکومتیں اور سیکرٹ سروسز خوف و دہشت سے کانپ رہی ہوں جہاں موت کے بھیانک جبڑوں نے دنیا میں بسنے والے ہر فرد کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہو۔ وہاں عمران اور سیکرٹ سروس کے جیالوں نے کیا رنگ دکھائے یہ عمران کی زندگی کا وہ لافانی اور ناقابل فراموش کارنامہ ہے کہ جس پر آج بھی عمران کو فخر ہے اور کیوں نہ ہو یہ کارنامہ ہے ہی ایسا ـــ جس طرح یہ محاورہ مشہور ہے کہ جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا اسی طرح میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ جس نے یہ ناول نہیں پڑھا اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے نئے فلیٹ کے ڈرائینگ روم میں ایک آرام دہ صوفے پر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ایک خاصی ضخیم کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ سارے ڈرائینگ روم میں جگہ جگہ کتابیں بکھری نظر آ رہی تھیں۔ عمران کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ بال پریشان تھے اور کپڑے کسی بوڑھے کے چہرے کی طرح سلوٹوں سے پُر تھے۔

" سلیمان! ـــ ارے بھئی سلیمان" ــــــــ عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہی زور سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

" جی فرمایئے" ــــــ چند لمحوں بعد سلیمان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی اور اس کا لہجہ محسوس کرتے ہی عمران نے چونک کر کتاب سے نظریں ہٹائیں اور پھر اس کی نظریں دروازے میں کھڑے سلیمان پر جم گئیں جو منہ لٹکائے خاموش کھڑا تھا۔

" ابے کیا ہو گیا ہے تجھے ـــ؟ کیوں منہ لٹکائے کھڑا ہے" ـــ؟

عمران نے پوچھا۔

"کوئی بات نہیں صاحب جی! ـــــ آپ بس کتابیں پڑھیں ـــــ آپ کو اس سے کیا مطلب کہ دنیا پر کیا گزر رہی ہے" ـــــ سلیمان نے اسی طرح مسمسے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر دنیا کو کیا ہوا ـــــ؟ کیا ابھی جنگ شروع ہو گئی ہے ـــ یا پھر قیامت آ گئی ہے" ـــــ؟ عمران نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ـــــ بس آپ کتابیں پڑھیں" ـــــ سلیمان نے جواب دیا۔

"نہیں پڑھتا میں کتابیں! ـــــ پہلے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا بیتی ؟ کس نے جوتیاں ماری ہیں" ـــــ؟ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب میز پر پٹختے ہوئے کہا۔

"اب آپ ضد پر ہی اتر آئے ہیں تو سنیئے! ـــــ پچھلے ایک ہفتے سے راشن ختم ہو چکا ہے ـــــ میں نے گھر کا خرچہ چلانے کے لئے اپنا تمام بینک بیلنس ختم کر دیا ہے ـــــ اپنے تمام کپڑے بیچ ڈالے ہیں ـــــ منگنی کی انگوٹھی بھی بک گئی اور ـــــ" سلیمان نے بڑے گلوگیر لہجے میں جواب دیا اور فقرے کے آخر میں اس کا گلا رندھ گیا اور آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ؟ ابھی دس دن پہلے میں نے تمہیں دو ہزار روپے دیتے تھے" ـــــ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"دس! ـــ یعنی ایک ـــ دو ـــ تین ـــ چار ـــ پانچ ـــ

چھ ـــــ" سلیمان نے دس کے لفظ پر انتہائی زور دینے کے بعد باقاعدہ گنتی شروع کر دی۔

"بس ـــ بس! ـــ مجھے گنتی آتی ہے ـــــ تم آگے بات کرو" ـــ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ دو ہزار روپے تو دو دن نہیں چلتے ـــــ آپ نے کبھی جا کر بازار سے کوئی چیز خریدی ہے ـــــ قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں" ـــــ سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو کرنے دو باتیں آسمان سے ـــــ تمہارا کیا جاتا ہے ـــ تم کوئی آسمان کے عاشق تو نہیں ہو کہ تمہیں برا محسوس ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں! ـــ کرنے دوں باتیں ـــ ٹھیک ہے کریں ـــ بہرحال میں یہ بتا دوں کہ اب چار پانچ ہزار میں مہینہ نہیں گزر سکتا ـــــ چار پانچ لاکھ روپے ماہانہ کا بندوبست کریں تو کام چل سکتا ہے ـــــ ورنہ نہیں" ـــ سلیمان کے لہجے میں اس بار تلخی تھی۔

"چار پانچ لاکھ روپے سے تم مہینہ چلاؤ گے ـــــ غضب خدا کا ـــ آخر یہ تم نوٹوں کا کرتے کیا ہو ـــــ؟ کیا انہیں جلا جلا کر چائے بناتے ہو" ـــ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــ کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے ـــــ اب تو یوں سمجھیئے کہ ایک پیالی چائے کے لئے ایک سو روپے کا نوٹ جلانا پڑتا ہے ـــ اور آپ ہیں کہ گذشتہ ایک ہفتے سے بس کتابیں پڑھے جا رہے ہیں اور چلے ہی جا رہے ہیں" ـــــ سلیمان نے کہا۔

" سلیمان! ـــــ تمہاری جنس کب سے تبدیل ہوئی ہے" ـــــ اچانک عمران کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہریں ابھر آئیں۔

" جنس ـــــ او میری تبدیل ہوئی ہے ـــــ کیا مطلب" ـــــ؟ سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

" بھئی نک چڑھی بیوی کی طرح باتیں جو کرنے لگے ہو ـــــ کہ کس نکھٹو شوہر سے پالا پڑ گیا ہے ـــــ بس کتابیں پڑھے جا رہا ہے اور چائے پیئے جا رہا ہے ـــــ نہ کوئی کام کرتا ہے نہ دھندا ـــــ آخر گھر کا خرچ کیسے چلے گا" ـــــ عمران نے ناک پر انگلی رکھ کر باقاعدہ عورت کی سی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

" میں مذاق نہیں کر رہا جناب" ـــــ سلیمان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تو میں کب مذاق کر رہا ہوں ـــــ خوامخواہ سارے موڈ کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا ہے ـــــ رقم کی ضرورت تھی تو کوٹ کی جیب سے نکال لینی تھی" ـــــ عمران نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" وہ بھی نکال چکا ہوں" ـــــ سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو سیف سے نکال لینی تھی ـــــ چابی تو تمہارے پاس ہے ہی" ـــــ عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

" سیف بھی خالی ہو چکا ہے" ـــــ سلیمان نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" تو کیا ہوا ـــــ بینک میں میرے اکاؤنٹ سے نکلوا لینے تھے ـــــ

میں نے چیک بک پر دستخط کر کے تمہیں دیئے ہوئے ہیں ـــــ عمران نے اس بار آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے کہا۔

" اکاؤنٹ خالی ہو چکا ہے" ـــــ سلیمان نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کک ـــــ کیا کہہ رہے ہو ـــــ یعنی جیب میں موجود دس ہزار روپے ـــــ سیف میں پڑے ہوئے ۲ لاکھ روپے ـــــ اور بینک میں موجود دس لاکھ روپے سب ختم ہو گئے ـــــ ایک ہفتے میں" ـــــ اس بار واقعی عمران کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار ابھر آئے تھے۔

" بس آپ کتابیں پڑھیں اور چائے پیئیں ـــــ آپ کو اس سے کیا مطلب کہ دنیا پر کیا گزر رہی ہے" ـــــ سلیمان نے جواب دیا۔

" اگر یہ حالات ہیں تو بس پڑھ لیں میں نے کتابیں ـــــ مجھے پتہ ہوتا کہ ایک ہفتے کا مطالعہ اتنا مہنگا پڑے گا تو میں زندگی بھر نہ پڑھتا کتابیں ـــــ اٹھاؤ ان سب کتابوں کو" ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" چائے لے آؤں" ـــــ سلیمان نے جلدی سے کتابیں سمیٹتے ہوئے کہا۔

" کہاں سے لے آؤ گے ـــــ؟ بہتر ہے میں کچھ کما کے تو لاؤں" ـــــ عمران نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

" ابھی اتنی بھی نوبت نہیں آئی کہ سلیمان ایک چائے بھی نہ بنا سکے" ـــــ سلیمان نے کتابیں اٹھا کر جاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور عمران ایک طویل سانس لیکر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ سارا چکر سلیمان نے اسی لئے چلایا ہے کہ اس کا کتابیں پڑھنا بند کرا سکے۔ وہ پچھلے

ایک ہفتے سے مسلسل چائے بنا بنا کر تنگ آ چکا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ سلیمان چائے کا کپ لے آتا۔ پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس ــــ قلاش و مفلس علی عمران سپیکنگ" ــــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

صفدر بول رہا ہوں جناب! ــــ آپ کب سے قلاش و مفلس ہو گئے ہیں" ــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" جب سے کتابیں پڑھنا شروع کی ہیں ــــ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ لوگ کتابیں پڑھنے سے مفلس ہو جاتے ہیں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب! ــــ ایک ہی خزانہ ایک وقت میں مل سکتا ہے۔ چاہے آپ علم کا خزانہ لے لیں ــــ یا پھر نوٹوں والا خزانہ" ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" مگر بھئی علم کے خزانے سے سلیمان جیسے باورچی کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ آج اس نے الٹی میٹم دے دیا ہے کہ قیمتیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ اب بھلا تم خود اُسے سمجھاؤ ــــ کہ آخر باتیں کرنے میں کیا حرج ہے ــ؟ کرنے دو باتیں" ــــ عمران نے کہا۔

" سلیمان درست کہہ رہا ہے عمران صاحب! ــــ واقعی مہنگائی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے" ــــ صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا

" بڑھنے دو یار! ــــ ملک میں آبادی کے علاوہ کوئی اور چیز بھی تو بڑھے بس آبادی ہی بڑھے چلی جا رہی تھی" ــــ عمران نے فلسفہ جھاڑتے

ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب! ــــ ہم بھلا اسے بڑھنے سے کیسے روک سکتے ہیں ــــ ؟ میں نے تو آپ کو ٹیلیفون اس لئے کیا تھا کہ آج مس جولیا کی سالگرہ ہے۔ ــــ آپ آ رہے ہیں ناں" ــ ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

سالگرہ ــــ اور جولیا کی! ــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ــــ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

کیوں ــــ ؟ جولیا کی سالگرہ کیوں نہیں ہو سکتی" ــــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یار تم بھی عقل سے پیدل ہوتے جا رہے ہو ــــ شاید عقل کی کار میں پٹرول ختم ہو گیا ہو گا ــــ عورتوں کی آخری سالگرہ سولہویں سالگرہ ہوتی ہے ــــ اس کے بعد نہ ان کی عمر بڑھتی ہے ــــ اور نہ سالگرہ ہوتی ہے ــــ اور جہاں تک مجھے یاد ہے جولیا پچھلے دس سال سے سولہویں سالگرہ منا رہی ہے" ــــ عمران نے کہا۔

آپ کی بات درست ہے ــــ بہرحال یہ بھی سولہویں سالگرہ ہے" ــــ صفدر نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

" تب ٹھیک ہے ــــ مجھے جولیا نے فون تو کیا تھا ــــ مگر میں تو اس وقت مفلس ہونے میں مصروف تھا۔ اس لئے میں نے دھیان نہیں دیا ــــ کیا پروگرام ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آج شام سات بجے ہوٹل میٹروپول میں ــــ تمام ممبرز وہاں اکھٹے

ہوں گے" ـــــ صفدر نے پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا چوہا بھی آئے گا" ـــــــ؟ عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"کاش! ـــــ اگر وہ آسکتا تو شائد جولیا سولہویں کی بجائے پندرھویں سالگرہ منانے کا اعلان کر دیتی" ـــــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ـــــ نہ ہی آئے تو اچھا ہے ـــــ اگر اس نے جولیا کی دو تین سالگروں میں شرکت کر لی تو ہمیں جولیا کو بیٹی کہہ کر پکارنا پڑے گا ـــــــ اور پھر اور چاہے کچھ ہو نہ ہو ـــــ تنویر کو خودکشی کرنی پڑ جائے گی" ـــــــ عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"پھر آپ آرہے ہیں نا" ـــــــ؟ صفدر نے پوچھا۔

"یقیناً آؤنگا ـــــ مگر یار صفدر! ـــــ میں تو مفلس و قلاش ہو چکا ہوں ـــــ سالگرہ کا تحفہ کہاں سے لے آؤنگا" ـــــــ؟ عمران نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ کو شائد یاد نہیں رہا کہ مس جولیا نے تحفے لے آنے کی سختی سے ممانعت کر رکھی ہے" ـــــــ صفدر نے جواب دیا۔

"چلو یہ بھی اچھا ہوا ـــــــ مفلسی کا بھرم رہ گیا" ـــــــ عمران نے اطمینان کی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یاد رکھیئے گا پروگرام ـــــ شام کو سات بجے ہوٹل میٹروپول ـــــ خدا حافظ" ـــــــ دوسری طرف سے صفدر نے ایک بار پھر یاد دہانی کراتے ہوئے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے

ریسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں ایک نئی شرارت کی کھچڑی پک رہی تھی۔

سلیمان نے اس دوران چائے کی پیالی لاکر میز پر رکھ دی تھی۔ عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ایکسٹو" ـــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز گونجی۔ ظاہر ہے بلیک زیرو بات کر رہا تھا۔

"عمران بول رہا ہوں مبیّنہ کالے زیرو! ـــــ سناؤ کیا ہو رہا ہے" ـــ؟ عمران نے چہکتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ـــــ عمران صاحب لیس گزر رہی ہے ـــــ آج کل فراغت ہی فراغت ہے" ـــــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یار! ـــــ آج ہوٹل میٹروپول میں جولیا کی سالگرہ پارٹی ہے ـــــ کیا خیال ہے شرکت کرو گے" ـــــــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیسے شریک ہو سکتا ہوں عمران صاحب" ـــــــ؟ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں شریک ہو سکتے ـــــــ؟ ضروری ہے کہ تم نقاب لگا کر شریک ہو ـــــــ؟ بس تم میرے فلیٹ میں آجانا ـــــ میں تمہیں ایک دوست کے طور پہ لے جاؤنگا" ـــــــ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں عمران صاحب! ـــــ اس طرح سب تکلف میں پڑ جائیں گے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"میں انہیں پڑنے دیتا ہوں تکلف میں ـــــ بس تم تیاری کرو" ـــــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ جیسے آپ مناسب سمجھیں ـــــ میں ساڑھے چھ بجے آپ کے فلیٹ پر پہنچ جاؤں گا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ کوئی دلچسپ شرارت کا موڈ بنائے بیٹھا ہے۔

سیاہ رنگ کی شیورلیٹ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر کو پیچھے چھوڑے چلی جا رہی تھی۔ اس کا رُخ مضافات کی طرف تھا۔ سٹیرنگ پر ایک خوبصورت سا نوجوان موجود تھا۔ جبکہ اس کے ساتھ بلڈاگ کی شکل والا ادھیڑ عمر آدمی بڑے بارعب طریقے سے گردن اکڑائے بیٹھا تھا۔ اور پچھلی نشست پر دو افراد موجود تھے۔ جن کے چہروں پر موجود زخموں کے آڑے ترچھے نشانات اس بات کی صاف چغلی کھا رہے تھے کہ ان کی تمام زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزر رہی ہے۔

وہ سب خاموش بیٹھے بس آگے سڑک کو دیکھ رہے تھے۔ اور کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اب شہر جیسی ہنگامہ خیز ٹریفک ختم ہو چکی تھی اور اِکا دُکا کاریں ہی آ جا رہی تھیں۔ یہ سڑک شہر کے مضافات

میں واقع نیو کالونی تک جاتی تھی۔

یہ کالونی چند سال قبل حکومت نے بسائی تھی۔ اور نیو کالونی اپنی جگہ ایک پورا شہر تھا۔ جہاں شہر جیسی ہر سہولت موجود تھی۔

"میرا خیال ہے ـــــ آج ہیڈ کوارٹر سے آپریشن کے احکامات ملنے والے ہیں" ـــــ نوجوان نے قدرے مؤدبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے خاموشی کو توڑا۔

"طارق! ـــــ کھلی جگہ پر کسی قسم کے تبصرے سے گریز کیا کرو" ـــــ بلڈاگ کی شکل والے نے انتہائی کرخت لہجے میں اُسے جھڑکتے ہوئے کہا اور نوجوان نے دانت بھینچ لئے۔

کار میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ صرف کار کے انجن کی نفیس آواز سنائی دے رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار نیو کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی کالونی کے اے بلاک میں داخل ہو گئی جہاں بڑی بڑی وسیع و عریض کوٹھیاں موجود تھیں۔

ایک نئی تعمیر شدہ کوٹھی کے گیٹ پر نوجوان نے کار موڑ کر روک دی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا۔ پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان گیٹ سے باہر نکل آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائیور کے قریب آیا۔

"کس سے ملنا ہے" ـــــ؟ آنے والے نے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

"آج ہم اپنے آپ سے ملنے نکلے ہیں" ـــــ نوجوان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوڈ" ۔۔۔ اس بار آنے والے کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"پیپر ماسٹرز" ۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔

"کار میں کون کون ہے" ۔۔۔ آنے والے نے کار کے اندر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"نمبر ون ۔ ٹو ۔ فور" ۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔

"او۔ کے" ۔۔۔ آنے والے نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر مڑ کر تیزی سے فوری کھڑکی پار کر کے پھاٹک کے اندر غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد پھاٹک بے آواز انداز میں کھلتا چلا گیا اور ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان کے درمیان موجود سُرخ بجری کی سڑک پر دوڑتی ہوئی کار عمارت کے سامنے بڑے سے پورچ میں جا کر رک گئی۔ پورچ کے قریب چار مسلح افراد بڑے چاق و چوبند انداز میں کھڑے تھے۔ کار کے رکتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی سٹین گنیں سیدھی کر لیں۔ ان کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

کار رکتے ہی دروازے کھلے اور کار میں سوار چاروں افراد باہر آ گئے۔

"کوڈ" ۔۔۔ ایک مسلح شخص نے کرخت لہجے میں کہا۔

"پیپر ماسٹرز" ۔۔۔ اس بار بھی نوجوان نے جواب دیا۔

"میک اپ روم میں چلیں" ۔۔۔ اسی مسلح شخص نے بدستور کرخت لہجے میں کہا اور وہ چاروں خاموشی سے آگے بڑھ کر برآمدے میں پہنچ گئے۔ وہ چاروں سٹین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی دشمن کو کور کر کے اندر لے جا رہے ہوں۔

برآمدے کے کونے میں موجود ایک دروازے کے قریب جا کر کار سے اترنے والے چاروں افراد رک گئے۔ اور پھر نوجوان نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور سب سے پہلے نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے باقی تین بھی اندر داخل ہو گئے۔ اور مسلح افراد میں سے دو باہر ہی رک گئے۔ جبکہ دو افراد ان کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک کافی وسیع کمرہ تھا جس کی شمالی دیوار کے ساتھ پانچ بڑی بڑی مشینیں فٹ تھیں۔ ان مشینوں کے آگے پلاسٹک کے بڑے بڑے کنٹوپ لٹکے ہوئے تھے۔ ان چاروں نے وہ کنٹوپ کھینچ کر اپنے چہروں پر چڑھا لیے۔ اور پھر مشینوں کے بٹن آن کر دیئے گئے۔ مشینوں پر موجود چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور پھر ان کے اوپر سبز رنگ کی پلیٹ روشن ہو گئی جس پر "نو میک اپ" کے الفاظ نمایاں تھے۔ اس کے ساتھ ہی مشینیں خود بخود بند ہو گئیں۔ اور ان چاروں نے وہ کنٹوپ اتار دیئے۔

"تھینک یو سر" ۔۔۔ مسلح افراد نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی وہ بلڈاگ کی شکل والا تیزی سے کمرے کے جنوبی کونے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دیوار کے ایک مخصوص حصے پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اور وہ آگے بڑھ گیا۔ باقی تینوں بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے وہ دیوار پار کر گئے۔

دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جو ان کے آخری سیڑھی پر پیر رکھتے ہی خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور اب وہ ایک طویل راہداری میں تھے جس میں دونوں

طرف کمروں کے دروازے موجود تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے راہداری پار کرتے چلے گئے۔

راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ وہ چاروں اس دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ بلڈاگ کی شکل والے نے اپنا دایاں ہاتھ دروازے پر کھول کر رکھا اور پھر اُسے آہستہ سے دبا دیا۔ چند لمحوں تک وہ ہاتھ رکھے کھڑا رہا پھر دروازے کے اوپر لگا ہوا بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ چاروں کمرے میں داخل ہو گئے۔

کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ چاروں ان کرسیوں پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ بلڈاگ کی شکل والے نے میز کے کونے کا ایک مخصوص حصہ دبایا تو میز کی سطح درمیان سے کھلتی چلی گئی اور اس میں سے ایک کافی بڑے سائز کا ٹرانسمیٹر ابھر کر باہر آ گیا۔ ٹرانسمیٹر انتہائی جدید انداز کا تھا۔

"ابھی دو منٹ باقی رہتے ہیں" ___ نوجوان نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ دوسروں نے کوئی جواب نہ دیا۔

اور پھر دو منٹ تک کمرے میں مکمل خاموشی طاری رہی۔ پھر اچانک ٹرانسمیٹر کا ایک بلب خودبخود جل اٹھا۔ چند لمحے جلنے بجھنے کے بعد وہ خودبخود بجھ گیا۔ اور اس کے ساتھ موجود دوسرا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ بلڈاگ کی شکل والے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کر دیا۔ اور ٹرانسمیٹر سے زاں زاں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سمندر کی موجیں کناروں سے سر پٹخ رہی ہوں۔
چند لمحوں بعد ایک کرخت آواز ٹرانسمیٹر پر گونج اٹھی۔

ہیلو ___ کالنگ ہیڈ کوارٹر ___ شناخت کراؤ۔ اوور" ___ بولنے

والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"پاکیشیا پوائنٹ ___ نمبر ون ___ ٹو ___ فور حاضر ہیں۔ اوور" ___ بلڈاگ کی شکل والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوڈ۔ اوور" ___ دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

"پیپر ماسٹرز۔ اوور" ___ بلڈاگ کی شکل والے نے جو یقیناً نمبر ون تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ___ رپورٹ دو۔ اوور" ___ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"تمام پوائنٹس پر کام مکمل ہو چکا ہے ___ صرف ڈلیوری کا انتظار ہے۔ اوور" ___ نمبر ون نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیلی رپورٹ دو۔ اوور" ___ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں یکدم کرختگی اُبھر آئی۔

"یس باس! ___ سٹیٹ بنک کے کیش ڈیپارٹمنٹ میں کرنسی کی تبدیلی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ___ یہاں چار بڑے کمرشل بنک ہیں وہاں بھی کرنسی کی تبدیلی کے انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ اوور" ___ نمبر ون نے جواب دیا۔

کیا کرنسی کے نمبرز کی لسٹیں مہیا ہو گئی ہیں۔ اوور" ___؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جی ہاں! ___ وہ لسٹیں آج ہی مائیکرو فلم کی صورت میں نمبر ٹو آفس میں بھجوا دی گئی ہیں۔ اوور" ___ نمبر ون نے جواب دیا۔

"اوکے ___ ڈلیوری جلد ہی ہو جائے گی ___ اس سلسلے میں

تفصیلی ہدایات ڈلیوری کے ساتھ ہی مل جائیں گی۔ اوور" ——— دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں جواب دیا گیا۔

" بہتر جناب! ——— ڈلیوری ملتے ہی ہم آپریشن شروع کر دیں گے۔ اوور" نمبر ون نے جواب دیا۔

" او۔ کے! ——— تمام کام ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" بہتر جناب! اوور" ——— نمبر ون نے جواب دیا۔

" نمبر ٹو! ——— تم رپورٹ دو۔ اوور" ——— اس بار نمبر ٹو سے مخاطب ہو کر کہا گیا۔

" باس! ——— پولیس اور انٹیلی جنس کو خرید لیا گیا ہے ——— وہ کسی بھی طرح آپریشن میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ اوور" ——— نوجوان نے جو نمبر دو تھا، جواب دیا۔

" نمبر تھری اور فور! ——— تمہاری کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ——— اس بار خطاب باقی دو افراد سے تھا۔

" باس! ——— شہر کے چیدہ چیدہ جرائم پیشہ استادوں کو آپریشن کے لئے تیار کر لیا گیا ہے۔ اوور" ——— نمبر تھری نے جواب دیا۔

" او کے! ——— اس کا مطلب ہے کہ تمام انتظامات اطمینان بخش ہیں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس باس! اوور" ——— نمبر ون نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اسکے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ نمبر ون نے میز کا مخصوص کونہ دبایا تو ٹرانسمیٹر میز کے اندر غائب ہو گیا اور میز کی سطح برابر ہو گئی اور وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کا رخ اب بیرونی دروازے کی طرف تھا۔

ہوٹل میٹروپول کے خوبصورت لان کے ایک کونے میں ایک بڑی سی میز پر کھانے کا انواع و قسم کا سامان سجا ہوا تھا۔ میز کے درمیان میں ایک بڑا سا کیک موجود تھا۔ جس پر چھوٹی موم بتیوں کی قطاریں گول دائرے میں لگی ہوئی تھیں۔ میز سے ذرا ہٹ کر دائرے کی صورت میں آٹھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے سات کرسیوں پر اس وقت سیکرٹ سروس کے ممبران موجود تھے۔ جبکہ ایک کرسی خالی تھی۔

سیکرٹ سروس کے سب ممبران صفدر، شکیل، چوہان، تنویر، صدیقی، نعمانی اور جولیا وہاں موجود تھے۔ جولیا نے بڑا خوبصورت سا لباس پہنا ہوا تھا۔ جبکہ باقی سب ممبران خوبصورت اور قیمتی سوٹوں میں ملبوس تھے۔ وہ سب کوک پینے کے ساتھ ساتھ آپس میں گفتگو میں مصروف تھے۔

" عمران ابھی تک نہیں پہنچا"۔ ——— صفدر نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم خوامخواہ عمران کا انتظار کر رہے ہیں ——— وہ مسخرہ نجانے اس وقت کونسے سرکس میں جوکری کر رہا ہو گا" ——— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر! ——— اس بات کا خیال رکھو کہ یہ خوشی کی محفل ہے ——— یہاں بدمزگی نہیں پیدا ہونی چاہیئے" ——— جولیا نے قدرے سخت لہجے میں تنویر کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہو! ——— بھلا میں نے کونسی غلط بات کہہ دی ہے ——— وہ ہے ہی مسخرہ ——— خوامخواہ آپ لوگوں نے اُسے اہمیت دے رکھی ہے"۔ تنویر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے ——— اگر ایکسٹو بھی اس محفل میں شریک ہوتا تو لطف آجاتا" ——— کیپٹن شکیل نے شاید موضوع بدلنے کی خاطر بات کرتے ہوئے کہا۔

"خاک لطف آجاتا ——— سارے سکول کے بچوں کی طرح مؤدب بیٹھے ہوتے ——— اور یوں لگتا جیسے ہم کسی سرکاری میٹنگ میں مصروف ہوں"۔ تنویر نے جواب دیا۔

"ہاں! ——— یہ بات تو ہے ——— ایکسٹو رکھ رکھاؤ کے معاملے میں بے حد سخت ہے ——— مجال ہے کسی سے ذرا برابر بھی بے تکلف ہو جائے"۔ نعمانی نے کہا۔

"بے تکلف ہونے کے لئے عمران کسی سے کم ہے ——— وہ ایکسٹو کی کمی پوری کر دیتا ہے" ——— چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی چوہان کی بات پر تبصرہ کرتا۔ اچانک ان کی

نظریں سامنے سے آتے ہوئے عمران پر پڑیں جو اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں ملبوس بڑے مطمئن انداز میں چلا آ رہا تھا۔

"عمران آگیا" ——— جولیا نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے اس مسرت سے بھرپور انداز پر تنویر کا منہ بن گیا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ——— عمران نے قریب آکر باقاعدہ خشوع و خضوع سے سلام کیا۔

"وعلیکم السّلام" ——— سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا۔

"بھئی جولیا! ——— تمہاری سالگرہ میں شامل ہو کر مجھے واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے ——— یوں لگ رہا ہے جیسے تمہاری عمر کی سالگرہ نہ ہو بلکہ شادی کی سالگرہ ہو" ——— عمران نے کرسی سنبھالتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"شٹ اپ! ——— مجھے بیہودہ مذاق پسند نہیں ہے" ——— جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو یہ بتاؤ کہ مذاق سے ہٹ کر تمہیں اور کون کونسی بیہودہ چیزیں پسند ہیں" ——— عمران نے کہا اور جولیا تو کٹ کر رہ گئی۔ البتہ باقی سب لوگ سوائے تنویر کے ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہیں تمیز ہے کسی محفل میں شریک ہونے کی ——— آجاتے ہیں منہ اٹھا کر" ——— تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ ابل پڑا۔

"ارے ارے تمہیں کیا ہو گیا ——— میں نے تو جولیا کی شادی کی سالگرہ کی بات کی تھی ——— تمہارے ہاتھ پر تو شادی کی لکیر ہی نہیں ہے" ——— عمران نے پلٹ کر جواب دیا۔

" میں کہتا ہوں خاموش رہو ۔۔۔۔ میں ایسی باتیں پسند نہیں کرتا۔"
تنویر غصے سے بڑبڑاتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

" بیٹھو تنویر ! ۔۔۔۔ غصہ مت دکھاؤ ۔۔۔۔ اٹھو جولیا ! ۔۔۔۔ تم کیک کاٹو ۔۔۔۔ یہاں جھگڑا بڑھے گا کم نہیں ہوگا ۔" ۔۔۔۔ صفدر نے بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سب کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اب وہ میز کے گرد پھیلتے جا رہے تھے ۔

صفدر نے جیب سے ماچس نکالی تاکہ کیک پر لگی ہوئی موم بتیوں کو جلائے کہ اچانک ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف آتا دکھائی دیا ۔

عمران نے نوجوان کو آتے دیکھ کر دل ہی دل میں زندہ باد کا نعرہ لگایا کیونکہ آنے والا جو بلیک زیرو تھا ، بالکل ٹھیک وقت پر پہنچا تھا اور اب جو کچھ ہونا تھا وہ عمران کے پروگرام کے عین مطابق تھا ۔

نوجوان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ سب سیدھے ہو گئے ان سب کی نظریں اس نوجوان پر جم گئیں جو بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا ۔

" معاف کیجئے " ۔۔۔۔ نوجوان نے جو بلیک زیرو تھا قریب آکر بڑے سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا ۔

" معاف کیا " ۔۔۔۔ عمران نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" آپ شاید مس جولیانا فٹزواٹر ہیں " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کی طرف توجہ دیئے بغیر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ہاں ! ۔۔۔۔ میرا نام جولیانا ہے ۔۔۔۔ فرمائیے ! " ۔۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا ۔

" میرا تعلق سپیشل برانچ سے ہے ۔۔۔۔ یہ میرا شناختی کارڈ ہے " ۔ بلیک زیرو نے جیب سے ایک سنہرے رنگ کا خوبصورت کارڈ نکال کر جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔

" آپ کا تعلق برانچ کی بجائے مین لائن سے بھی ہوتا ۔۔۔۔ تب بھی کیا فرق پڑتا تھا " ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا ۔

" پلیز ۔۔۔۔ آپ خاموش رہیں ۔۔۔۔ یہ سرکاری کام ہے ۔۔۔۔ اور سرکاری کام میں بیجا مداخلت جرم ہے " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں عمران کو جھاڑتے ہوئے کہا ۔

" اچھا اچھا ! ۔۔۔۔ آپ سرکاری کام کر رہے ہیں ۔۔۔۔ میں سمجھا تھا کہ آپ غیر سرکاری کام میں مصروف ہیں " ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا ۔

" میں نے دیکھ لیا ہے کارڈ ۔۔۔۔ فرمائیے ! ۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی ناگوار سے لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا ۔ دراصل اسے اس وقت اس کا ٹپکنا انتہائی برا لگا تھا ۔

" میرے پاس آپ کی گرفتاری کے وارنٹ ہیں " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ اور اس کے یہ الفاظ کسی بم کی طرح پوری محفل پر پھٹے سب لوگوں کی آنکھیں پھٹی چلی گئیں ، ایسی کوئی بات تو شاید ان میں سے کسی کے تصور میں بھی نہ تھی ۔ البتہ عمران مطمئن انداز میں کھڑا تھا ۔

" م ۔۔۔۔ میری گرفتاری کے وارنٹ ! ۔۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں " ۔ جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا ۔ اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا ۔

" ہاں مس جولیانا ! ۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کی محفل میں

مداخلت کی مگر یہ میرا فرض ہے ــــــ آپ اپنے آپ کو حراست میں سمجھیں اور میرے ساتھ چلیں" ــــــ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر آپ مس جولیانا کو کیوں گرفتار کر رہے ہیں" ــــــ؟ صفدر نے قدرے تیز لہجے میں پوچھا۔

"مسٹر! ــــــ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے ــــــ بہرحال اتنا عرض کر دوں کہ غداری کے الزام میں ان کی گرفتاری مطلوب ہے" ــــــ بلیک زیرو نے بھی جواب میں تلخ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ــــــ ہم آپ کی عزت کر رہے ہیں اور آپ خوامخواہ سر پر چڑھتے آ رہے ہیں" ــــــ تنویر اس بار پھٹ پڑا۔

"شٹ اپ! ــــــ آپ سرکاری کام میں مداخلت کر رہے ہیں ــــــ میں آپ کو اس جرم میں گرفتار کر سکتا ہوں ــــــ چلیئے مس جولیانا" ــــــ بلیک زیرو نے اس بار غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں ــــــ؟ بڑے آئے سپیشل برانچ کے۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے ــــــ ورنہ مار مار کر بھرکس نکال دوں گا" ــــــ اس بار واقعی تنویر کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔ اس لئے اس نے فقرے کے آخر تک پہنچتے پہنچتے رسمی آداب سے بھی پیچھا چھڑا لیا۔

"آپ میرے ساتھ چلتی ہیں مس جولیانا ــــــ یا پھر میں ٹیلیفون کر کے پولیس منگواؤں ــــــ اور آپ کو ہتھکڑیاں ڈال کر یہاں سے لے جاؤں"۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ج ــــــ جی ہاں میں چلتی ہوں" ــــــ جولیا نے انتہائی کمزور لہجے میں کہا۔ وہ شاید ہتھکڑیوں کے تصور سے ہی خوفزدہ ہو گئی تھی۔

"جناب سرکاری کام والے صاحب! ــــــ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں کچھ عرض کروں" ــــــ اچانک عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی! ــــــ آپ بھی فرمائیے" ــــــ بلیک زیرو نے غصیلے انداز میں کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ مس جولیا کی گرفتاری کچھ لمحوں کے لئے ملتوی کر دیں ــــــ تاکہ مس جولیا اپنی سالگرہ کا کیک کاٹ لیں ــــــ اور ہم ہیپی برتھ ڈے کہہ کر تالیاں بجا سکیں ــــــ اس کے بعد آپ کو اجازت ہو گی کہ آپ بے شک سرکاری کام کریں" ــــــ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے افسوس ہے جناب! ــــــ میں ایسا نہیں کر سکتا ــــــ ہیڈ کوارٹر کو ان کی فوری گرفتاری مطلوب ہے" ــــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــــ آپ کی مرضی" ــــــ عمران نے مایوس ہو کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے اس انداز پر جولیا سمیت سب کے چہرے لٹک گئے۔ کیونکہ انہیں توقع تھی کہ عمران کچھ نہ کچھ کام ضرور دکھائے گا۔ مسئلہ یہ بھی تھا کہ وہ اپنی شناخت بھی نہ کرا سکتے تھے۔

"چلیئے مس جولیانا" ــــــ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"چلیئے" ــــــ جولیا نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

مگر عین اسی لمحے بیرہ ہاتھ میں ٹیلیفون سیٹ اٹھائے وہاں نمودار ہوا۔

"مس جولیانا ــــــ آپ کا ٹیلیفون ہے" ــــــ بیرے نے جولیا کی طرف رسیور بڑھاتے ہوئے کہا۔ ٹیلیفون سیٹ اس نے میز پر رکھ دیا تھا۔

"مم ــ میرا فون" ـــــــ جولیانے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور کان سے لگا لیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ" ـــــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ج ج ــ جناب! ــ میں جولیا بول رہی ہوں ــ یہاں ہوٹل میٹروپول میں ہم سالگرہ منا رہے تھے کہ کوئی صاحب آئے ہیں ــ وہ سپیشل برانچ کا کارڈ رکھتے ہیں ــ وہ مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں"۔ جولیا نے ایک ہی سانس میں پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اسے فون دو" ـــــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور جولیا نے ایک جھٹکے سے رسیور قریب کھڑے بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"کون ہے" ـــــــ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ سنیئے تو سہی" ـــــــ جولیا نے کہا۔

"جی فرمایئے" ـــــــ بلیک زیرو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ" ـــــــ دوسری طرف سے آنے والی کرخت آواز اتنی اونچی تھی کہ جولیا کے ساتھ ساتھ دوسرے ممبران نے بھی سن لی۔

"ج ج ــ جی ــ جی فرمایئے" ـــــــ اس بار بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ بوکھلاہٹ تھی۔ اور اس کی اس بوکھلاہٹ نے جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ممبرز کا بھی سیروں خون بڑھا دیا۔

"یہ کیا تماشہ ہے ـــــــ؟ آپ مس جولیانا کو گرفتار کرنے کیوں آئے ہیں" ـــــــ؟ ایکسٹو نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"ج ج ــ جناب ہیڈ کوارٹر ـــــــ" بلیک زیرو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ! ـــــــ میں تمہیں تمہاری سپیشل برانچ سمیت اسی وقت معطل کرتا ہوں ــ نان سنس" ـــــــ ایکسٹو کا لہجہ انتہائی گرجدار تھا۔

"ج ج ــ جناب معافی چاہتا ہوں ــ میں تو ـــــــ" اس بار بلیک زیرو کی بوکھلاہٹ عروج پر تھی۔

"فوراً مس جولیانا سے معافی مانگو ــ اور فون اسے دے دو" ـــــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے فون مس جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں مس جولیانا" ـــــــ بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ شکست کے آثار تھے۔

"جولیا! ــ تم بھی اسے معاف کر دو ــ میں ان کی برانچ کو احکام دے دوں گا ــ ایسا شاید کسی غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے" ـــــــ ایکسٹو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! ــ آپ کی مہربانی ـــــــ" جولیا سے فقرہ مکمل نہ ہو سکا اور لہجہ گلوگیر ہو گیا۔

"کوئی بات نہیں ـــــــ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے ــ بہرحال میں نے تمہیں سالگرہ کی مبارکباد دینے کے لئے فون کیا تھا۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو" ـــــــ ایکسٹو نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب جاؤ بھی سہی مسٹر! ـــــ خوامخواہ رنگ میں بھنگ ڈال دی"
تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں تنویر! ـــــ اتنی بے مروتی بھی اچھی نہیں ـــــ بیچارے سرکاری کام والے آدمی ہیں ـــــ یہ بھی ہیپی برتھ ڈے کہہ دیں گے تو کم از کم ایک مبارک باد کا اضافہ ہو جائے گا" ـــــ عمران نے آگے بڑھ کر بلیک زیرو کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں! ـــــ آپ بھی میری خوشی میں شریک ہوں" ـــــ جولیا نے کھلے دل سے کہا۔

اور پھر وہ میز کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر نے موم بتیاں جلائیں اور پھر جولیا نے پھونک مار کر موم بتیاں بجھائیں اور کیک کاٹا۔ اس کے ساتھ ہی سب نے تالیاں بجا بجا کر ہیپی برتھ ڈے کا نعرہ لگایا اور جولیا نے خوشی کے مارے سب کو جھک جھک کر سلام کرنے اور شکریہ ادا کرنے میں مصروف ہو گئی۔

پھر کھانے کا دور چلا اور بلیک زیرو نے بھی ہلکا سا کھانا کھایا اور پھر مس جولیا کو مبارک باد دے کر مرے مرے قدم اٹھاتا واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک زوردار قہقہہ پڑا۔

"واہ بھئی واہ! ـــــ باس ہو تو ایسا ہو ـــــ مزہ آ گیا"
نعمانی نے اس کے جاتے ہی کہا۔

"ہاں! ـــــ آج اگر باس بروقت فون نہ کرتا تو میں صدمے سے ہی مر جاتی" ـــــ جولیا نے کہا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"یار! ـــــ یہ چوہا عین وقت پر ٹپک پڑتا ہے ـــــ اب دیکھو اچھا بھلا سسپنس سے بھرپور ڈرامہ تھا کہ اس نے سارا مزہ ہی کرکرا کر دیا"

عمران نے ہانک لگائی۔

"اچھا! ـــــ یہاں میری جان پر بنی ہوئی تھی ـــــ اور تمہیں مزہ آ رہا تھا" ـــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو بڑا مزہ آ رہا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبر کو بھی گرفتار کرنے والا کوئی پیدا ہوا ـــــ خوامخواہ سارے زمانے میں اکڑتے پھرتے ہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"غلط نہیں اکڑتے ـــــ دیکھا باس کا نام سنتے ہی اس کی کیا حالت ہو گئی تھی ـــــ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو" ـــــ اس بار تنویر بول پڑا۔

"ماشاءاللہ! ـــــ ماشاءاللہ! ـــــ اور چاہے کچھ ہوا نہ ہوا ہو۔ کم از کم اس سارے ڈرامے کا یہ فائدہ تو ہوا کہ تنویر پر بھی اس چوہے نے اپنا رعب جما ہی لیا" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم بار بار چوہا کہہ کر باس کا مذاق اڑا رہے ہو ـــــ اگر اب تم نے ایسا کہا تو میں تمہیں گولی مار دوں گی" ـــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا! ـــــ میں سمجھ گیا کہ اس سالگرہ کے بعد تم بھی بالغ ہو گئی ہو بھئی تنویر مبارک ہو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر جولیا کے ہینڈ بیگ سے بچنے کے لئے اس نے جھکائی دی اور پھر وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو جولیا کا پھینکا ہوا ہینڈ بیگ اس کے سر پر پڑتا۔

عمران کے جانے کے بعد جولیا نے خفت بھرے انداز میں آگے بڑھ کر ہینڈ بیگ اٹھایا اور پھر کرسی پر آ بیٹھی۔ اب پوری محفل کا موضوع ایکسٹو ہی بنا ہوا تھا۔ وہ سب ایکسٹو پر فخر کر رہے تھے کہ اس جیسا باس شاید ہی کسی کو نصیب ہو۔

شہر کے وسط میں موجود تیس منزلہ عالیشان عمارت کے سب سے اوپر والے بلاک میں ایک افراتفری کا عالم برپا تھا۔ بے شمار لوگ ادھر سے اُدھر آجا رہے تھے۔ اس منزل کے ہر انچ پر چاق و چوبند مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ ان کی تیز نظریں ہر شخص کا جائزہ لے رہی تھیں۔

اس منزل کے وسطی ہال میں تقریباً دو سو کے قریب کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان سب کے سامنے ایک کافی بڑی میز موجود تھی جس کے پیچھے دس کرسیاں تھیں۔ ان کرسیوں پر بین الاقوامی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نمائندے بڑے تیز لہجے میں ایک دوسرے سے گفتگو میں مصروف تھے۔

یہ حکومت ایکریمیا کا پبلک پریس کانفرنس ہال تھا اور حکومت ایکریمیا کے صدر یہاں ایک اہم ترین موضوع پر پوری دنیا کے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نمائندوں سے بات چیت کرنے کے لئے آ رہے تھے۔

اور پھر فوجی ہیلی کاپٹروں کے نرغے میں صدر کا مخصوص ہیلی کاپٹر بلڈنگ

کی چھت پر بنے ہوئے مخصوص ہیلی پیڈ پر آ کر اترا۔ جہاں حکومت کے اعلیٰ افسران صدر کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

صدر نے نیچے اتر کر سب سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک مخصوص لفٹ کے ذریعے وہ پریس کانفرنس ہال کے عقب میں ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

پھر سیکورٹی چیف نے انہیں کانفرنس ہال میں چلنے کے لئے کہا اور ایک باوردی دربان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور صدر ایکریمیا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے کانفرنس ہال میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ صرف مخصوص لوگ ہی کانفرنس ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے استقبال کے لئے ہال میں موجود سب لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کیمروں کی فلش گنیں تیزی سے جھپکنے لگ گئیں۔ ٹی۔ وی کیمرے بھی فلم بنانے میں مصروف ہو گیا اور اخباری نمائندوں نے کاغذ قلم سنبھال لئے۔

"دوستو! ____ اس وقت میں جس مسئلے پر آپ سے بات کرنے والا ہوں ____ یہ نہ صرف ہمارا مسئلہ ہے بلکہ یہ آہستہ آہستہ پوری دنیا میں پھیلتا چلا جا رہا ہے ____ اور اگر اس کا فوری طور پر کوئی تدارک نہ کیا گیا تو پھر یہ پوری دنیا اتنے بڑے بحران کا شکار ہو جائے گی کہ اسے کوئی طاقت بچا نہ سکے گی ____ دنیا کا تمام تباہ کن اسلحہ بھی مل کر دنیا کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا ____ جس قدر یہ مسئلہ دنیا کو نقصان پہنچا سکتا ہے ____ یوں سمجھیئے کہ اگر اس مسئلے کا فوری حل نہ نکالا گیا تو جلد ہی وہ دن آ جائے گا جب اس دنیا کے کروڑوں اربوں افراد بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے"۔

صدر ایکریمیا نے انتہائی گھمبیر لہجے میں تقریر کرتے ہوئے کہا اور ہال میں موجود ہر فرد کے چہرے پر سنسنی کے بے پناہ اثرات پھیلتے چلے گئے۔

صدر ایکریمیا نے یہ ہنگامی پریس کانفرنس بلائی تھی اور ابھی تک کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ صدر ایکریمیا کس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ان کی یہ باتیں سن کر سب لوگ پریشان ہو گئے۔

" تو دوستو! ــــ پوری دنیا کے کروڑوں اربوں افراد کو بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جانے سے بچانے کے لئے ہمیں انتہائی ہنگامی طور پر فوری اقدامات کرنے پڑیں گے ـ اور یہ بھی بتا دوں کہ صرف حکومت ایکریمیا ہی اکیلی اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتی ــــ بلکہ پوری دنیا کو اکٹھے ہو کر اس کا تدارک کرنا پڑے گا ــــ دوستو! ــــ اس بات کا آپ سب کو علم ہے کہ ہماری دنیا کی معیشت کرنسی نوٹوں کے بل بوتے پر قائم ہے۔ پوری دنیا میں ہر قسم کا کاروبار کرنسی نوٹوں کے بل بوتے پر ہو رہا ہے ــــ ہر ملک کی ایک سرکاری کرنسی ہے ــــ اور پوری دنیا ہر ملک کی سرکاری کرنسی کو نہ صرف تسلیم کرتی ہے ــــ بلکہ اس کرنسی کے اعتماد پر پوری دنیا کا لین دین چل رہا ہے ــــ پوری دنیا کے لوگ اپنی اپنی کرنسی کے بل بوتے پر کچھ بیچتے ہیں اور کچھ خریدتے ہیں ــــ چاہے وہ افراد کا آپس میں لین دین ہو یا اداروں اور حکومتوں کا ــــ تمام لین دین کی بنیاد انہی کرنسی نوٹوں پر ہے ــــ یہ کرنسی نوٹ بظاہر کاغذ کے پرزے ہوتے ہیں اور بذات خود ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی ــــ لیکن ان کاغذوں کے پرزوں کے پیچھے ہر ملک کا سرکاری اعتماد موجود ہوتا ہے ــــ تو دوستو! ــــ ایک لمحے کے لئے فرض کر لیجئے کہ اگر اس سرکاری کرنسی ــــ یہاں میں صرف کسی حکومت کی سرکاری کرنسی کی بات نہیں کر رہا ــــ بلکہ پوری دنیا کے ملکوں کی کرنسی کی بات کر رہا ہوں ــــ کے پیچھے موجود اعتماد اچانک ختم ہو

جائے تو آپ سوچیئے کہ ان کاغذ کے پرزوں کی کیا اہمیت رہ جائے گی؟ اور پوری دنیا کا نظام معیشت کس طرح چل سکے گا ــــ؟ اس کے نتائج کیا ہوں گے ــــ؟ ذرا سوچیئے ــــ کاروبار ــــ لین دین ــــ غلے کی خرید و فروخت ــــ سرکاری ملازمت ــــ غرضیکہ کونسا شعبہ ایسا ہوگا جہاں اس کے خوفناک اثرات نہ پہنچیں گے ــــ؟ ذرا غور کیجئے کیا یہ دنیا بھر کے تباہ کن اسلحے سے زیادہ خوفناک ثابت نہیں ہوگا ــــ؟ ہم خوراک کیسے حاصل کریں گے ــــ؟ ہم زندہ کیسے رہیں گے ـ؟ ذرا سوچیئے ــــ ذرا غور کیجئے "ــــ صدر ایکریمیا نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ یکدم خاموش ہو گئے۔ اور پورے ہال میں موت کی سی خاموشی چھا گئی ــــ ہر شخص کے چہرے پر انتہائی پریشانی اور خوف کے آثار پھیلتے چلے جا رہے تھے۔

ان سب کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ واقعی اگر ایسا ہو جائے تو پوری دنیا آناً فاناً تباہ ہو جائے گی ــــ اور واقعی کروڑوں اربوں افراد بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں گے اور کوئی ان کی مدد نہ کر سکے گا۔ جب ہر شخص کی اپنی جان پر بنی ہوئی ہو گی تو پھر وہ دوسرے کی کیا مدد کر سکے گا؟

" تو دوستو! ــــ یقیناً میری بات کی اہمیت آپ کی سمجھ میں آ گئی ہو گی۔ اب میں اصل بات پر آتا ہوں ــــ ہمیں ایک ہفتہ پہلے اطلاع ملی تھی کہ ایکریمیا میں انتہائی منظم طور پر ایسی جعلی ایکریمی کرنسی پھیلائی جا رہی ہے جسے شناخت کرنا ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے ــــ یہ جعلی کرنسی اتنی بڑی تعداد میں پھیلائی جا رہی تھی کہ حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا اور

حکومت نے ایسی کرنسی کی روک تھام کے لئے فوری اقدامات کئے۔ اور خدا
کا شکر ہے کہ حکومت ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئی ــــ اور ایسی تمام
جعلی کرنسی نہ صرف فوری طور پر سمیٹ لی گئی بلکہ اس کی آئندہ کے لئے روک تھام
بھی کر لی گئی ــــ اور اس طرح حکومت ایکریمیا تباہ ہو جانے سے بچ گئی
مگر اس کے ساتھ ساتھ ایسے شواہد بھی سامنے آئے جس سے اس بات کے ثبوت
ملے کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا میں کاغذی قیامت برپا کرنے کے لئے
انتہائی وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے ــــ اور ایسے انتظامات کئے
جا رہے ہیں کہ پوری دنیا میں یکدم ایسی جعلی کرنسی ایک مخصوص وقت میں پھیلا دی
جائے کہ پھر دنیا کی کوئی بھی حکومت اسے نہ سنبھال سکے۔ اور جیسا کہ میں نے
پہلے کہا تھا کہ سرکاری کرنسی پر اعتماد اٹھ جائے گا اور اس کے بعد اصلی کرنسی بھی
جعلی بن جائے گی ــــ اور پوری دنیا ایک خوفناک اور تباہ کن بحران کا
شکار ہو جائیگی ــــ ایک ایسا بحران جسے سنبھالنا کسی کے لئے بھی ممکن نہ ہوگا
اور انجام کا تصور آپ پہلے ہی سوچ چکے ہیں ــــ یہی وجہ ہے کہ میں
نے اس مسئلے کو بین الاقوامی پریس کانفرنس میں پیش کرنے کی تجویز سوچی اور
آپ لوگوں کو یہاں آنے کی تکلیف دی ــــ میں آپ سب کی وساطت
سے پوری دنیا کے عوام اور حکومتوں کو اس بات سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں
کہ اس خوفناک بحران کی ننگی تلوار پوری دنیا کے ہر فرد کے سر پر لٹک رہی
ہے ــــ اور کسی بھی لمحے یہ طوفان ٹوٹ پڑے گا ــــ اس
لئے میری گزارش ہے کہ اس مسئلے پر پوری دنیا کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے اور
اس مسئلے کا کوئی ایسا حل سوچنا چاہیئے کہ جس کے ذریعے اس بحران کا خاتمہ مکمل
طور پر کیا جا سکے ــــ اب آپ سوال پوچھ سکتے ہیں۔

"جناب صدر! ــــ کیا یہ کسی ایسے ملک کی سوچ تو نہیں ــــ جو اس
طرح پوری دنیا پر اپنا اقتدار دیکھنا چاہتا ہو" ــــ؟ ایک نے اٹھ کر سوال
کرتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک ہمیں رپورٹیں ملی ہیں ــــ اور ایسے شواہد سامنے آتے ہیں کہ
دنیا کا کوئی بھی ملک چاہے وہ مشرقی ہے یا مغربی ــــ شمالی ہے یا جنوبی
کسی بھی نظریہ معیشت سے تعلق رکھتا ہے ــــ اس خطرے سے بچا ہوا
نہیں ہے" ــــ صدر نے بڑے محتاط الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ کیا کوئی تنظیم اتنی طاقتور اور بااثر ہو سکتی ہے
کہ وہ پوری دنیا میں موجود ہر ملک کی نہ صرف جعلی کرنسی تیار کر سکے ــــ بلکہ
اسے وہاں پھیلا بھی سکے" ــــ؟ دوسرے نمائندے نے سوال کیا۔

"آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے ــــ واقعی کوئی تنظیم اتنی
طاقتور اور بااثر نہیں ہو سکتی ــــ کیونکہ ہر ملک کی جعلی کرنسی چھاپنے
کے لئے اتنا کاغذ چاہیئے کہ شاید وہ تنظیم زندگی بھر بھی اتنا کاغذ ــــ سیاہیاں
یا دیگر مشینری کا بندوبست نہ کر سکے ــــ مگر شاید آپ نے اس پہلو
پر غور نہیں کیا کہ اصل مسئلہ سرکاری کرنسی پر اعتماد کا ہے ــــ آپ
سوچیئے کہ اگر تھوڑی سی ایسی کرنسی کسی بھی ملک میں پھیلا دی جائے کہ اس کی
شناخت ناممکن ہو ــــ اور پھر اس کے ساتھ عوام میں اس بات کو پھیلا
دیا جائے کہ ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آ گیا ہے تو نتیجہ کیا ہو گا ــــ؟
وہی جس کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے ــــ اعتماد اٹھتے ہی اصل
سرکاری کرنسی بھی جعلی بن جائے گی" ــــ صدر نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا۔

" جناب صدر! ـــــ کیا آپ کی یہ پریس کانفرنس اس مجرم تنظیم کا مقصد
بلا واسطہ طور پہ پورا نہیں کرتی کہ دنیا بھر کی کرنسی پر سے اعتماد ختم کر دیا جائے"۔
ایک نمائندے نے اٹھ کر کہا۔
" آپ نے اپنے لحاظ سے درست سوچا ہو گا ـــــ مگر میں اس بات
کی وضاحت پہلے کر چکا ہوں ـــــ ابھی اس تنظیم کے صرف منصوبے ہی
سامنے آتے ہیں ـــــ انتہائی محدود تعداد میں وہ کرنسی ہمارے ملک میں
پھیلائی گئی جسے بروقت پتہ چل جانے کی بنا پر ہم نے سنبھال لیا اور میری
اس پریس کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ پوری دنیا اس سلسلے میں ہوشیار
ہو جائے ـــــ ہم چاہتے تو صرف اپنے طور پر تمام دنیا کی حکومتوں کو خفیہ
طور پر اس مسئلے سے مطلع کر سکتے تھے ـــــ مگر اس سے ایک تو وقت
بہت چاہیئے تھا ـــــ دوسرا یہ کہ ہو سکتا تھا کہ کچھ ملک اسے ہماری
کوئی سیاسی چال سمجھتے ـــــ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ پوری دنیا
کے عوام کو اس خوفناک مسئلے سے آگاہ کر کے انہیں ہوشیار کر دیا جائے تاکہ اس
خوفناک مسئلے پر ہر ملک کے عوام اپنی اپنی حکومتوں کو اس امر پر مجبور کر سکیں کہ وہ
پوری دنیا کے ساتھ مل کر اس مسئلے کا حل سوچیں" ـــــ صدر نے قدرے
غصیلے لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" جناب صدر! ـــــ آپ نے اس سلسلے میں کوئی حل سوچا ہے ـــــ؟"
ایک اور نمائندے نے سوال کیا۔
" اس سلسلے میں ہم نے یہ اقدامات کئے ہیں کہ اس تنظیم سے متعلق ملنے
والے شواہد پر مشتمل رپورٹیں دنیا کے ہر ملک کے حکام کو بھجوا دی ہیں ـــــ خاص
طور پر دنیا کی بڑی طاقتوں کو ـــــ تاکہ ان کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر

ہو سکے تو دنیا کی بڑی طاقتوں کی ایک سربراہی کانفرنس کو عملی جامہ پہنایا جا سکے
اور پھر اس کانفرنس میں اس کے حل کے لئے کوئی ٹھوس اور فوری لائن آف
ایکشن اختیار کی جا سکے" ـــــ صدر نے جواب دیا۔
" جناب صدر! ـــــ ایک پوائنٹ غور طلب ہے ـــــ ظاہر
ہے ایسی تنظیم کے افراد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں گے ۔ اور وہ
کروڑوں، اربوں ڈالر خرچ کر کے جعلی کرنسی چھاپیں گے ـــــ اور بے پناہ
رسک لے کر اسے پوری دنیا میں پھیلائیں گے ـــــ فرض کیا کہ کاغذی
قیامت ٹوٹ پڑتی ہے ـــــ اور پوری دنیا کی معیشت مفلوج ہو جاتی
ہے ـــــ تو پھر یہ تنظیم خود کیسے زندہ رہے گی" ـــــ؟ ایک
نمائندے نے سوال کیا۔
" آپ نے اچھا نکتہ اٹھایا ہے ـــــ مگر فی الحال میں اس کا
واضح جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ کیونکہ اس بات پر غور کرنا
اس تنظیم کا اپنا کام ہے ـــــ جہاں تک میری سوچ کام کرتی ہے
ہو سکتا ہے انہوں نے اس سلسلے میں حفظ ماتقدم کے طور پہ اقدامات کئے
ہوں" ـــــ صدر نے مبہم اور غیر واضح سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
" جناب صدر! ـــــ آخر اس تنظیم کا اس کاغذی قیامت لے آنے کا
اصل مقصد کیا ہے ـــــ؟ انہیں اس سے کیا فوائد حاصل ہوں گے"؟
ایک اور نمائندے نے سوال کیا۔
" جہاں تک میرا خیال ہے ـــــ یہ تنظیم چند جنونیوں پر مشتمل ہے جو
اس طرح دنیا کو معاشی طور پر مفلوج کر کے پوری دنیا پہ اقتدار حاصل کرنا چاہتی
ہے ـــــ بہر حال اصل مقصد تو اس وقت سامنے آئے گا جب اس

تنظیم کے سرغنے پکڑ لئے جائیں گے ـــ ـــ فی الحال یہ سوال قبل از وقت ہے" ـــــ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب صدر! ـــ ـــ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمام ممالک مل کر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہر ملک کی علیحدہ کرنسی کی بجائے ایک بین الاقوامی ہو ـــ ظاہر ہے اس طرح اس تنظیم کو پوری دنیا سے بیک وقت لڑنا پڑے گا اور ایسا ہونا ناممکن ہے ـــ اس طرح اس تنظیم کے اس خوفناک منصوبے کو آسانی سے سبوتاژ کیا جا سکتا ہے" ـــ ـــ ایک نمائندے نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" اس سلسلے میں ہم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے ـــ ایسا تو تبھی ہو سکتا ہے جب دنیا بھر کے ممالک اس کے متعلق سوچیں ـــ مگر جہاں تک میرا خیال ہے ـــ عملی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے" ـــ صدر نے اس تجویز کو ابتدا میں ہی رد کرتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی صدر کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر شکریہ ادا کر کے وہ مڑے اور پچھلے دروازے میں غائب ہو گئے۔

" آپ نے سلیمان سے خوب کام لیا ـــ اس کی آواز واقعی ایسی تھی کہ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی محسوس نہیں ہوا کہ ایکسٹو کی بجائے سلیمان بول رہا ہے" ـــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" سلیمان ساری عمر باورچی ہی نہیں رہنا چاہتا ـــ میں سوچ رہا ہوں کہ وصیت کر جاؤں کہ ہمارے بعد اسے سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا جائے" ـــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ویسے آج اس کے لہجے ـــ ڈانٹ کے انداز ـــ اور رعب داب سے اس نے واقعی اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دیا ہے" ـــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ویسے بیچاری جولیا کا حال بہت برا ہوا تھا ـــ مجھے خیال بھی نہ تھا کہ وہ اس قدر گھبرا جائے گی" ـــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ہاں ـــ یہ تو ہے ـــ مگر عمران صاحب! ـــ میں اب

تک اس ڈرامے کا مقصد نہیں سمجھ سکا ــــ کیا یہ صرف شرارت تھی یا اس کے پیچھے کوئی مقصد بھی تھا" ــــ ؟ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تھی تو شرارت ہی ــــ مگر اس طرح سیکرٹ سروس کے ممبران کا ایک امتحان بھی میں نے لیا تھا کہ آیا ایسے مواقع پر وہ سرکاری احکامات کی پرواہ کرتے ہیں ــــ یا نہیں ــــ اور مجھے خوشی ہے کہ سب نے سرکاری احکامات کا احترام کیا ــــ اور دوسری بات یہ ہوئی کہ ان پر ایکسٹو کے اعتماد کے نقوش کچھ اور زیادہ ہو گئے ہیں ــــ بہرحال چھوڑو ــــ تمہاری خواہش تو پوری ہو گئی کہ تم بھی جولیا کی سالگرہ میں شریک ہو سکو" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا، قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"جی فرمایئے جناب! ــــ میں طاہر بول رہا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے فوراً ہی اپنی اصل آواز میں انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"عمران کہاں ہے" ــــ ؟ سر سلطان نے پوچھا۔

"جی بیٹھے ہیں" ــــ بلیک زیرو نے فوراً ہی کہا۔

"اسے رسیور دو" ــــ سر سلطان کا لہجہ بے حد گھمبیر تھا اور بلیک زیرو نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کوئی خاص چکر

ہے۔ ورنہ سر سلطان اتنے سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔

"جناب بیٹھا رہوں ــــ یا ــــ کھڑا ہو جاؤں ــــ حکم فرمایئے"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں سنجیدہ ہوں بیٹے! ــــ ایک اہم ترین مسئلہ سامنے آیا ہے۔ تم فوراً میرے پاس پہنچو" ــــ سر سلطان نے اس کا مذاق نظر انداز کرتے ہوئے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے! ــــ میں سنجیدہ آدمیوں کے پاس نہیں جا سکتا ــــ سنجیدگی چھوت چھات کی بیماری ہے ــــ اس کے جراثیم مجھ پر چڑھ دوڑے تو خواہ مخواہ مجھے شادی کرنی پڑ جائے گی ــــ اور پھر ظاہر ہے سیکرٹ ایجنٹی تو دھری رہ جائے گی ــــ اور میں بچوں کی ٹیاؤں ٹیاؤں اور دوائی کی بوتلوں کے پیچھے دوڑ رہا ہوں گا" ــــ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔

"فوراً آؤ" ــــ دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں دو الفاظ کہے اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڈھا کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ ہے ــــ خدا خیر کرے"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ میں بھی محسوس کر رہا ہوں کہ کوئی خاص چکر چل پڑا ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا تم بیٹھے محسوس کرتے رہو ــــ میں ذرا سنجیدگی کے چند جراثیم وصول کر لاؤں" ــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر سڑکوں پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے عمران نے کار کا رخ سر سلطان کی کوٹھی کی طرف ہی رکھا تھا۔

اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد عمران کی کار سر سلطان کی عظیم الشان سرکاری کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ گیٹ پر موجود سکیورٹی گارڈ عمران کو چونکہ اچھی طرح پہچانتے تھے اس لئے انہوں نے کوئی تعرض نہیں کیا اور عمران کار آگے بڑھاتا ہوا سیدھا پورچ میں جا رکا۔

پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر برآمدے سے ہوتا ہوا وہ سر سلطان کے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جو انتہائی دائیں جانب تھا۔ دفتر کی کھڑکیوں سے روشنی چھن چھن کر باہر آ رہی تھی۔ دروازے پر موجود باوردی دربان نے عمران کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا جیسے اُسے پہلے سے اس بارے میں ہدایات مل چکی ہوں۔

عمران دفتر میں داخل ہوا تو اس نے سر سلطان کو دفتر کی بڑی میز کے پیچھے انتہائی پریشانی اور سراسیمگی کے عالم میں بیٹھے دیکھا۔ ان کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اچانک دس سال مزید بوڑھے ہو گئے ہوں۔

"آؤ بیٹھو" ---- سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران بھی خاموشی سے میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے جناب! ---- کیا دوسری شادی کا پروگرام بنا لیا ہے"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی پھلجھڑی چھوڑ دی۔

"شٹ اپ! ---- ہر وقت کی ٹیں ٹیں مجھے اچھی نہیں لگتی ---- یہ فلم دیکھو" ---- سر سلطان نے انتہائی خشک لہجے میں اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے انہوں نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں یکدم اندھیرا چھا گیا۔ اور پھر عمران کے دائیں ہاتھ والی دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

چند لمحوں تک سکرین پر روشنی کے جھماکے سے ہوتے رہے پھر یکدم سکرین پر ایک بڑے ہال کا منظر نظر آنے لگا۔ ہال میں ایسے لوگوں کی اکثریت تھی جنہوں نے کیمرے اٹھائے ہوئے تھے۔ سامنے ڈائس پر ایکریمیا کے صدر نظر آ رہے تھے اور پھر ایکریمیا کے صدر کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ وہ پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک فلم چلتی رہی اور صدر ایکریمیا کی تقریر کے بعد نمائندوں کے سوال جواب ہوتے رہے۔ پھر اچانک فلم ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سے کمرہ روشنی سے بھر گیا۔

"حیرت انگیز ---- انتہائی حیرت انگیز" ---- عمران نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"لو ---- اب یہ فائل دیکھو! ---- یہ ابھی ابھی حکومت ایکریمیا کی طرف سے موصول ہوئی ہے" ---- سر سلطان نے سامنے میز پر پڑی ہوئی سرخ رنگ کی فائل عمران کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا اور عمران نے فائل کھینچ کر اپنے سامنے رکھی اور پھر اُسے کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

سر سلطان خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے

آثار نمایاں تھے۔

عمران کے چہرے پر بھی لمحہ بہ لمحہ سنجیدگی کی تہہ گہری ہوتی چلی جارہی تھی۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک فائل کا ایک ایک کاغذ پڑھنے کے بعد عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"انتہائی خوفناک منصوبہ ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ نہ صرف خوفناک ـــــ بلکہ انتہائی درجے کا تباہ کن۔ عمران بیٹے! ـــــ میں نے اس سلسلے میں وزارتِ خزانہ سے خصوصی رپورٹ طلب کی ہے ـــــ ان کی خفیہ رپورٹ کے مطابق اگر مجرموں نے ہمارے ملک میں بھی جعلی کرنسی پھیلا دی تو ہماری معیشت یقیناً تباہ ہو جائے گی۔ کیونکہ چند اہم اور خفیہ پراجیکٹس کے لئے حکومت نے بے پناہ رقومات خرچ کی ہیں اور ان پراجیکٹس کو دنیا کی نظروں سے خفیہ رکھنے کے لئے ہم نے اپنے سٹاک میں موجود سونے کے ذخائر کی نسبت کافی زیادہ مقدار میں کرنسی چھاپ دی ہے اور اس کو برابر کرنے کے لئے ہم ایک دوست ملک سے زرِ مبادلہ کی شکل میں بھاری امداد لینے کے لئے مذاکرات کر رہے ہیں ـــــ اب تم خود سوچو کہ اگر اچانک ہمارے ملک میں جعلی کرنسی کا حوا کھڑا کر دیا گیا تو ہم اپنی اصلی کرنسی کے برابر سونا بھی پورا نہ کر سکیں گے ـــــ اور اس طرح لازماً ہماری کرنسی پر اعتماد ختم ہو جائے گا ـــــ اور اس کا نتیجہ تم زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو" ـــــ سرسلطان نے انتہائی گمبھیر لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں ـــــ واقعی ہمارے لئے انتہائی تباہ کن مسئلہ ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب تم اس بارے میں کچھ سوچو" ـــــ سرسلطان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لینا چاہتا ہو۔

"جہاں تک صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کا تعلق ہے ـــــ اس سے تو یہ مسئلہ بین الاقوامی ہے ـــــ اور اسے بین الاقوامی طور پر ہی حل کیا جا سکتا ہے ـــــ مگر جہاں تک اس فائل کے مندرجات کا تعلق ہے اس سے تو ظاہر ہو رہا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی اس تنظیم نے کام شروع کر دیا ہے ـــــ اور ہمیں زیادہ خطرہ اس مقامی تنظیم سے ہے" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"دونوں پہلو اپنی اپنی جگہ اہم ہیں ـــــ میری ابھی ابھی ایکریمیا کے وزارتِ خارجہ کے سیکرٹری سے بات ہوئی ہے ـــــ ان کا پروگرام ہے کہ سپر پاورز کے مخصوص سیکرٹ ایجنٹ اس تنظیم کے خلاف کام کریں ـــــ وہ اس سلسلے میں سپر پاورز سے ہٹ کر کسی اور کو لفٹ دینے پر تیار نہیں ہیں" سرسلطان نے کہا۔

"میں ان کی نفسیات سمجھتا ہوں ـــــ یہ بڑے ممالک چھوٹے ممالک کی سیکرٹ سروسز کو کوئی حیثیت نہیں دیتے ـــــ ان کی نظر میں ہم لوگ ابھی اس قابل نہیں ہیں کہ کسی بین الاقوامی تنظیم کے خلاف لڑ سکیں ـــــ مگر ہم صرف ان پر تکیہ کر کے نہیں بیٹھ سکتے ـــــ ہمیں اپنا کوئی لائحہ عمل تیار کرنا پڑے گا" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ـــــ ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کو جعلی کرنسی سے محفوظ رکھنا ہے ـــــ اس کے بعد ہم آگے بڑھ سکتے ہیں" ـــــ سرسلطان نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی تک جعلی کرنسی کے بارے میں کوئی رپورٹ تو نہیں ملی"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں!۔۔۔۔ کوئی اکا دکا واردات تو سامنے اکثر و بیشتر آتی ہی رہتی ہے۔۔۔۔ مگر ایسا تو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔۔۔۔ کوئی منظم صورت ابھی سامنے نہیں آئی"۔۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم فوری طور پر اپنی ساری کرنسی منجمد کر کے نئی کرنسی جاری کر دیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے ناراض لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔۔۔۔ بس خوامخواہ ایسا خیال آ گیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے خفیف سے لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔ فائل سے تو اس بات کا اندازہ ہوتا تھا کہ ان کے ملک میں بھی جعلی کرنسی کے سلسلے میں کام ہو رہا ہے۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ لائن آف ایکشن کیا اختیار کی جائے۔ اس تنظیم کا کلیو کہاں سے حاصل کیا جائے۔۔۔۔ اور اگر اس سلسلے میں دیر ہو گئی اور جعلی کرنسی کا سیلاب ایک بار ملک میں پھیل گیا تو پھر اسے کسی قیمت پر نہ سنبھالا جا سکے گا۔۔۔۔ اور یہی بات عمران سوچ رہا تھا کہ لائن آف ایکشن کیا اختیار کی جائے۔

"میرا خیال ہے کہ اب تم یہ سوچ رہے ہو گے کہ کام کا آغاز کہاں سے کیا جائے"۔۔۔۔ سر سلطان نے اسے گہری سوچ میں غرق دیکھ کر کہا۔

"ارے آپ تو ماہر نفسیات بن گئے ہیں۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وزارت خارجہ کی سیکرٹری شپ چھوڑ کر کوئی نفسیاتی کلینک کھول لیجئے"۔۔۔۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مذاق چھوڑو۔۔۔۔ میں نے بھی اس بارے میں سوچا تھا۔۔۔۔ جہاں تک میرا ذہن کام کرتا ہے، یہ تنظیم جدید اور منظم طور پر کام کرے گی۔۔۔۔ یہ اس طرح کا کام نہیں کر سکتی کہ کسی کو چند نوٹ دیکر بازار میں بھیج دیا۔ اور وہ نوٹ تبدیل کر لایا"۔۔۔۔ سر سلطان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ لوگ جعلی کرنسی بنکوں کے سٹاک رومز میں تبدیل کر دیں گے۔۔۔۔ تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔۔۔۔ اور جعلی کرنسی بھی دھڑا دھڑ مارکیٹ میں آ جائے"۔۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔۔ آپ کی بات دل کو لگتی ہے۔۔۔۔ مگر اس کے لئے سٹاک انچارج کو خریدنا لازمی ہے۔۔۔۔ کیونکہ سٹاک میں موجود کرنسی ان کے نمبروں کے مطابق تبدیل کی جا سکتی ہے۔۔۔۔ ورنہ ایک لمحہ میں پتہ چل جائے گا کہ یہ کرنسی جعلی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ!۔۔۔۔ واقعی اس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا۔۔۔۔ ویری گڈ آئیڈیا"۔۔۔۔ سر سلطان نے بڑے تعریفی لہجے میں کہا۔

"سٹیٹ بنک کا سٹاک انچارج کون ہے"۔۔۔۔ عمران نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ابھی معلوم کر لیتے ہیں"۔۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا اور پھر انہوں نے قریب پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ چند لمحوں بعد وہ سٹیٹ بنک کے گورنر

سے بات کر رہے تھے ۔

" آصف سلیمانی سٹاک کے انچارج ہیں اور ان کی کوٹھی دلشاد روڈ پر نمبر گیارہ ہے" ـــــ سر سلطان نے رسیور واپس کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــ میں ابھی سے کام شروع کر دیتا ہوں ـــ مجھے یقین ہے کہ ہم مقامی تنظیم کو تو بہت جلد قابو کر لیں گے ـــ اس کے بعد بین الاقوامی تنظیم کے متعلق کوئی لائحہ عمل سوچیں گے" ـــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" بیٹے! ـــ جس قدر جلد ہو سکے یہ کام کرو ـــ ورنہ ـــ" سر سلطان نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں" ـــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

وسیع و عریض عمارت کے گرد ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ عمارت کے باہر ایک انچ جگہ بھی ایسی نہ تھی جہاں مسلح سپاہی موجود نہ ہو۔

عمارت کے گیٹ پر فوجی افسران کی پوری چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی اور جو کار بھی وہاں پہنچتی۔ اس کی باقاعدہ چھان بین ہوتی اور پھر اسے عمارت کے اندر جانے کی اجازت ملتی۔

یہ دنیا کی سپر پاور روسیاہ کے دارالحکومت میں موجود پیلاٹ ہال کی عمارت تھی۔ اس عمارت میں اس وقت روسیاہ کی برسر اقتدار پارٹی کی چوٹی کی کانفرنس طلب کی گئی تھی اور روسیاہ کے وزیراعظم اور پارٹی کے جنرل سیکرٹری باروف اس ہنگامی میٹنگ کی صدارت کرنے والے تھے اس لئے عمارت کے گرد سیکورٹی کا انتظام انتہائی سخت کر رکھا تھا۔

عمارت کے اندر ایک ساؤنڈ پروف اور لک پروف ہال میں میٹنگ میں

شریک ہونے والے افراد جمع ہو رہے تھے۔

اس وسیع و عریض ہال کی دیواروں پر ایسے کیمیکل کی تہہ چڑھائی گئی تھی کہ بجلی کے آلات ان دیواروں سے چھپائے نہ کئے جا سکتے تھے۔ اور پھر اسی ہال کی دیواروں میں ایسے خفیہ آلات نصب تھے کہ اگر ہال کے اندر کی کارروائی دیکھنے یا سننے کے لئے کوئی آلہ لگایا جاتا تو وہ آلات فوراً اس کی نشاندہی کر دیتے۔ یہ ہال خصوصی طور پر ایسی میٹنگ کے لئے بنایا گیا تھا جس میں ہونے والی تمام کارروائی کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہو۔

ہال میں موجود ایک بڑی سی میز کے گرد بارہ کرسیاں موجود تھیں اور اس وقت تک ان میں سے گیارہ کرسیوں پر افراد موجود تھے۔ یہ سب لوگ ملک کے اعلیٰ ترین حکام تھے اور سب اپنے اپنے محکموں کے سربراہ تھے۔ صرف ایک بڑی کرسی خالی تھی اور ظاہر ہے وزیراعظم کا انتظار تھا۔

چند لمحوں بعد ہال کا خفیہ دروازہ کھلا اور روسیاہ کے وزیراعظم تیز تیز قدم اٹھاتے ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے استقبال کے لئے سب ممبرز اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

وزیراعظم نے خالی کرسی سنبھالی اور پھر ان سب کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے" ـــــ وزیراعظم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ پہلے صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کی فلم دیکھ لیجئے" ـــ ایک طرف بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا اور پھر اس کے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہی ہال میں یکدم تاریکی چھا گئی۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار میں ایک سکرین

روشن ہو گئی اور پھر اس پر صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کا منظر ابھر آیا۔

ہال میں موجود ہر فرد کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور کان صدر ایکریمیا کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک فلم چلتی رہی۔ پھر یکدم ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ہال دوبارہ روشن ہو گیا۔

ہال میں روشنی ہوتے ہی انتہائی کونے میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اپنے سامنے رکھی ہوئی فائلوں کو باری باری ہر ممبر کے سامنے کھسکا دیا۔ ایک فائل وزیراعظم کے سامنے بھی پہنچ گئی۔

"جناب! ـــــ یہ فائل حکومت ایکریمیا نے ارسال کی ہے ـــ ہم نے اس کی کاپیاں کرالی ہیں تاکہ بیک وقت سب ممبرز اس پر غور کر سکیں" ـــــ اسی آدمی نے کہا۔

اور پھر وزیراعظم کے فائل کھول لینے پر ہر شخص نے فائل کھول لی اور اس کے مندرجات پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وزیراعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر وہ اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد اور طوطے جیسی ناک کے مالک سے مخاطب ہو کر بولے۔

"مسٹر جوفسکی! ـــــ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے" ـــ؟

"جناب! ـــــ جہاں تک میں نے غور کیا ہے ـــــ یہ سب کچھ ایکریمیا کی سیاسی چال ہے ـــــ وہ ہمیں اس چکر میں الجھا کر کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے" ـــــ جوفسکی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب! ـــــ میرا خیال ہے کہ یہ سیاسی چال نہیں ـــــ بلکہ واقعی ایک بھیانک اور تباہ کن صورت حال سامنے آنے والی ہے" ـــــ میز کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے فوراً ہی مسٹر جونسکی کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

"کھل کر بات کریں مسٹر ماکاوف" ـــــ وزیراعظم نے قدرے فہمائش بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ـــــ مجھے اپنے ملک کی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہونے کا فخر حاصل ہے ـــــ اور مجھے سیکرٹ سروس کی طرف سے ایک رپورٹ ایسی مل چکی ہے۔ جس کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کوئی خوفناک تنظیم اس منصوبے کے لئے کام کر رہی ہے" ـــــ ماکاوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا رپورٹ ہے ـــــ تفصیل سے بیان کریں" ـــــ وزیراعظم نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ ایک سیکرٹ ایجنٹ نے اتفاقاً اپنے ٹرانسمیٹر پر ایک کال پکڑ لی ـــــ جس میں دو افراد ایک نئے کوڈ کے تحت باتیں کر رہے تھے ـــــ اس ایجنٹ نے وہ کال ٹیپ کر کے ڈی کوڈ سنٹر میں بھجوا دی۔ وہاں ماہرین نے بڑی محنت کے بعد اس کال کو ڈی کوڈ کر لیا ـــــ اور تب پتہ چلا کہ ہمارے ملک میں جعلی کرنسی پھیلانے کا منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے ـــــ صرف ایک خاص وقت کا انتظار ہے" ـــــ سیکرٹ سروس کے سربراہ ماکاوف نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ یہ تو انتہائی اہم خبر ہے ـــــ مجھے اس خبر سے

مطلع کیوں نہیں کیا گیا" ـــــ وزیراعظم نے انتہائی سخت اور تلخ لہجے میں کہا۔

"سر! ـــــ آج ہی ماہرین نے اس پیغام کو ڈی کوڈ کیا ہے۔ اور اس کی رپورٹ ملتے ہی میں نے وزارت خزانہ کے سیکرٹری کو اس کی فائل بھجوا دی تھی ـــــ اور دوسری فائل آپ کے مالیات کے سیکرٹری کو بھجوا دی تھی" ـــــ ماکاوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری مالیات سے بات کرائیں" ـــــ وزیراعظم نے کچھ دیر سوچنے کے بعد قریب بیٹھے ہوئے شخص سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔ اور اس نے پھرتی سے میز کے نچلے خانے میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا سُرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ نکال کر میز پر رکھا۔

یہ ویژن ٹیلی فون تھا۔ اس کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین نصب تھی جس میں دوسری طرف سے بولنے والے کی تصویر آجاتی تھی۔ یہ ٹیلیفون صرف وزیراعظم کے لئے مخصوص تھا تاکہ کوئی جعلی آدمی ان سے بات نہ کر سکے۔

نمبر ڈائل ہوتے ہی سکرین روشن ہو گئی اور پھر ایک نوجوان دوشیزہ کا چہرہ سکرین پر ابھر آیا۔

"یس سر ـــــ ناڈیا سپیکنگ" ـــــ نوجوان دوشیزہ کی مترنم آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر سے بات کریں" ـــــ اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور وزیراعظم کی طرف بڑھا دیا۔

"مس ناڈیا! ـــــ مسٹر ماکاوف نے کوئی فائل آپ کو بھیجی ہے؟"

وزیراعظم نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! ---- ابھی آدھ گھنٹہ قبل یہ فائل میرے پاس پہنچی ہے"۔ مس ناڈیا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ---- وہ فائل سپیشل مینیجر کے ہاتھ میٹنگ ہال میں بھجوا دیں" ---- وزیراعظم نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"گیٹ پر کہہ دیں کہ سپیشل مینیجر جو فائل لے کر آئے ---- اُسے فوراً یہاں بھجوا دیں" ---- وزیراعظم نے قریب بیٹھے آدمی سے کہا اور اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے فائل کے متعلق احکامات دیکر رسیور رکھا اور پھر ٹیلیفون اٹھا کر میز کے نچلے خانے میں رکھ دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کوئی سیاسی چال نہیں ہے ---- بلکہ کوئی خوفناک بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا کی معیشت کا خاتمہ کرنے کے درپے ہے" ---- وزیراعظم نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جناب! ---- ایک پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت ایکریمیا کے ایجنٹ ہی ہر ملک میں ایسا کر رہے ہوں ---- تاکہ سب اس مسئلے سے خوفزدہ ہو کر حکومت ایکریمیا کے ساتھ ہو جائیں" ---- ایک گنجے شخص نے تیز آواز میں کہا۔

"ہاں! ---- ایسا بھی ہو سکتا ہے ---- مگر اس سے حکومت ایکریمیا کیا فائدہ اٹھا سکتی ہے ---- ؟ پہلے ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے" ---- دوسرے شخص نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ کوئی بین الاقوامی کرنسی کا منصوبہ بنائے ہو ---- اور اگر بین الاقوامی کرنسی وجود میں آجاتی ہے تو ظاہر ہے دنیا کی سب سے بڑی سرمایہ دار حکومت ہونے کی وجہ سے پوری دنیا کا معاشی کنٹرول اس کے ہاتھ میں چلا جائے گا" ---- ایک اور شخص نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"مگر اس پہلو پر سوچنا بے کار ہے ---- کیونکہ پریس کانفرنس میں یہ سوال کیا گیا تھا جسے صدر ایکریمیا نے خود ہی رد کر دیا ہے ---- اور ظاہر ہے اب وہ اس موضوع پر دوبارہ بات نہیں کر سکتے" ---- وزیراعظم نے جواب دیا۔

اسی لمحے خفیہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں سرخ رنگ کی فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں وہ فائل وزیراعظم کے سامنے رکھ دی اور خود تیزی سے مڑ کر واپس دروازے میں غائب ہو گیا۔

وزیراعظم نے فائل کھولی اور پھر اس کے اندر موجود کاغذ کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تمام ممبر بیٹھے اُسے پڑھتا دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد وزیراعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی اب ان کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"اس فائل نے تمام شکوک ختم کر دیئے ہیں ---- یقیناً یہ بین الاقوامی تنظیم ہمارے ملک میں بھی کام کر رہی ہے ---- اور ہمیں نہ صرف مقامی سطح پر اس سے لڑنا ہے بلکہ پوری دنیا سے مل کر اس تنظیم کو جڑ سے اکھاڑنا ہے ---- ورنہ ملک تباہ ہو جائے گا" ---- وزیراعظم کا لہجہ خاصا پُرجوش تھا۔

"ٹھیک ہے جناب! ---- مگر اس سلسلے میں ہمارا لائحہ عمل کیا

ہوگا" ـــــــ ؟ وزیراعظم کے قریب بیٹھے ہوئے شخص نے فوراً اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــــ جہاں تک مقامی تنظیم کا تعلق ہے ـــــــ آپ اس سلسلے میں بے فکر رہیں۔ ـــــــ ہماری سیکرٹ سروس نے اس سلسلے میں کام شروع کر دیا ہے ـــــــ اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹوں میں ہم مقامی تنظیم کے ممبران یا کم از کم اس کے سرغنہ کو گرفتار کرلیں گے" ـــــــ سیکرٹ سروس کے سربراہ ماکاوف نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کوئی مسئلہ نہیں ـــــــ مقامی تنظیم کے ممبران سے ہیڈکوارٹر کا پتہ چلایا جاسکتا ہے" ـــــــ میٹنگ میں شریک ایک اور شخص نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر آکوپا! ـــــــ آپ کو بین الاقوامی مجرم تنظیموں کے متعلق کوئی تجربہ نہیں ـــــــ یہ وقتی طور پر ایجنٹ خرید لیتے ہیں ـــــــ جنہیں صرف اتنا ہی بتایا جاتا ہے۔ جتنا ان کے خیال میں ضروری ہوتا ہے ـــــــ اس لئے ان لوگوں سے ہیڈکوارٹر کا پتہ چلانا ناممکن ہوگا" ـــــــ مسٹر ماکاوف نے اس آدمی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ـــــــ حکومت ایکریمیا کو ہماری طرف سے یہ تجویز بھیج دی جائے کہ سپر پاورز کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کی ایک مشترکہ ٹیم تشکیل دی جائے ـــــــ اور وہ مشترکہ طور پر اس تنظیم کے خلاف کام کرے" ـــــــ وزیراعظم نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! ـــــــ مگر اس ٹیم کی سربراہی ہمارے

ایجنٹ کے پاس ہونی چاہیئے" ـــــــ ایک اور شخص نے فوراً ہی رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہاٹ لائن پر صدر ایکریمیا سے بات کرائیں ـــــــ ابھی طے ہو جاتا ہے" ـــــــ وزیراعظم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ساتھ بیٹھا ہوا شخص تیزی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس خفیہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اس نے دیوار کے قریب پہنچ کر ہاتھ سے مخصوص قسم کا اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے خفیہ دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ شخص دروازہ پار کر گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ شخص واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا ٹیلیفون پکڑا ہوا تھا جس کے ساتھ کوئی تار نہیں تھی اور نہ ہی اس ٹیلیفون سیٹ پر کوئی ڈائل تھا۔ اس کے اندر آتے ہی دروازہ خود بخود بند ہوگیا۔ اس نے وہ عجیب ساخت کا ٹیلیفون وزیراعظم کے سامنے رکھ دیا۔

وزیراعظم نے اپنی تیسری انگلی ڈائل والی سپاٹ جگہ پر رکھ کر ہلکے سے دبا دی۔ ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا اور آدھی انگلی اندر غائب ہوگئی۔ اسی لمحے ترنم سی گھنٹی کی آواز سنائی دی اور وزیراعظم نے انگلی واپس کھینچ کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ ٹیلیفون صرف حکومت ایکریمیا کے صدر سے خاص لائن پر بات کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا اور اس میں ایسا سسٹم رکھا گیا تھا کہ صرف وزیراعظم کی تیسری انگلی کی پہلی پور کے دباؤ سے ہی یہ آن ہوسکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس فون سے لائن ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

چند لمحوں بعد صدر ایکریمیا کی آواز وزیراعظم کے کانوں سے ٹکرائی۔

"باگن پریذیڈنٹ آف ایکریمیا سپیکنگ آن ہاٹ لائن" ـــــــ صدر ایکریمیا کا لہجہ بڑا باوقار تھا۔

"پرائم منسٹر مستوگ آف روسیاہ سپیکنگ آن ہاٹ لائن" ـــــ وزیراعظم نے بھی باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے" ـــــ صدر ایکریمیا نے ایک لفظ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! ـــــ آپ کی معاشی بحران والی پریس کانفرنس اور فائل پر ہماری حکومت نے غور و خوض کر لیا ہے ـــــ اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ واقعی ایسی خوفناک تنظیم کام کر رہی ہے جس کا سدباب ضروری ہے" ـــــ وزیراعظم نے جواب دیا۔

"اعتماد کا شکریہ! ـــــ آپ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی تجویز ـــــ؟" صدر ایکریمیا شاید مختصر الفاظ میں بات کرنے کے عادی تھے۔

"ہماری تجویز یہ ہے کہ سپر پاورز کی طرف سے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کی ایک ٹیم تشکیل دی جائے ـــــ اور وہ مشترکہ طور پر اس تنظیم کے خلاف کام کرے" ـــــ وزیراعظم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھی تجویز ہے ـــــ ابھی ابھی وزیراعظم شوگران نے بھی یہی تجویز پیش کی ہے" ـــــ صدر ایکریمیا نے جواب دیا۔

"اس تنظیم کی تشکیل سے متعلق کوئی تجویز ـــــ؟" وزیراعظم نے پوچھا۔

"جہاں تک شوگران اور ایکریمیا کا خیال ہے ـــــ ہر ملک کے دو ممبرز اس ٹیم میں ہوں ـــــ اور ان کی سربراہی کا مسئلہ قرعہ اندازی سے طے کیا جائے اور پھر اس ٹیم کو پوری دنیا میں کام کرنے کی ہر قسم کی آزادی اور مراعات حاصل ہوں ـــــ ہمیں یقین ہے کہ ایسی ٹیم فوری طور پر اس بین الاقوامی تنظیم کا قلع قمع کرنے میں کامیاب رہے گی" ـــــ صدر ایکریمیا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہر ملک سے آپ کی مراد، دنیا کے ہر ملک سے ہے" ـــــ؟ وزیراعظم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر پرائم منسٹر! ـــــ آپ نے غلط سمجھا ہے ـــــ میرا مطلب سپر پاورز سے تھا ـــــ یعنی ایکریمیا ـــــ روسیاہ ـــــ اور شوگران سے تھا ـــــ ظاہر ہے باقی دنیا کے سیکرٹ ایجنٹس ابھی اس قابل کہاں کہ ایسی تنظیم کے خلاف کام کر سکیں" ـــــ صدر ایکریمیا نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیجئے! ـــــ ایسا نہ ہو کہ حکومت کرالنس ـــــ ویسٹرن برمنی اور ساطینہ اس تجویز سے اختلاف نہ کریں" ـــــ وزیراعظم نے دوسرے یورپی ملکوں کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں ـــــ ان ملکوں سے ہماری بات چیت ہو چکی ہے وہ بھی ہم پر اعتماد کرنے پر تیار ہیں ـــــ پہلے تو وہ بھی چاہتے تھے کہ ان کے سیکرٹ ایجنٹ اس تنظیم میں شامل ہوں ـــــ مگر ہم نے انہیں سمجھایا کہ ابھی آپ کی سیکرٹ سروسز اس قابل نہیں کہ ہمارے ساتھ چل سکیں۔ چنانچہ وہ رضامند ہو گئے کہ چیف سپر پاورز کی تنظیم ہی کام کرے ـــــ وہ صرف اپنے اپنے ملکوں میں کام کریں گے ـــــ اور اگر انہیں کوئی کلیو ملے گا تو وہ اسے ہم تک پہنچائیں گے" ـــــ صدر ایکریمیا نے اب مختصر الفاظ بولنے چھوڑ کر تفصیلی بات کرنی شروع کر دی تھی۔

"یہ آپ نے بہت اچھا کیا ـــــ اس طرح کام زیادہ تیز رفتاری سے ہو سکے گا ـــــ ویسے ایک بات ہے کہ ایشیائی ممالک اور خاص طور پر پاکیشیا اور کافرستان اس سلسلے میں شور مچائیں گے ـــــ کیونکہ وہ اپنی

سیکرٹ سروسز کو بہت اہمیت دیتے ہیں" ـــــــ وزیراعظم روسیاہ نے دونوں ملکوں کا نام حقارت سے لیتے ہوئے کہا۔

" ہاں! ـــــ خوامخواہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اہمیت دے رکھی ہے بہرحال مختصر بات یہ کہ آپ دو ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ فوری طور پر منتخب کر کے عالمی ہیڈ کوارٹر نمبر ون پر بھجوا دیں ـــــ تاکہ جلد از جلد کام شروع ہو سکے ـــــ کوڈ تھرٹی پاور درست رہے گا" ـــــ صدر ایکریمیا نے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ کل سپیشل فلائیٹ سے دونوں ایجنٹ پہنچ جائیں گے" ـــــ وزیراعظم نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

" او کے ـــــ گڈ بائی" ـــــ صدر ایکریمیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وزیراعظم نے بھی گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" مسٹر ماکاوف! ـــــ اب آپ دو ایسے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ تجویز کریں جو اس تنظیم میں کام کر کے حکومت روسیاہ کا سر فخر سے بلند کر سکیں" ـــــ وزیراعظم نے سیکرٹ سروس کے سربراہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ایسے ایجنٹ صرف مسٹر شاکل اور مس بوجرہ ہی ہو سکتے ہیں ـــــ روسیاہ سیکرٹ سروس کو ان پر فخر ہے ـــــ یہ آج تک ناکام نہیں ہوئے" ـــــ مسٹر ماکاوف نے فوراً ہی دو نام تجویز کرتے ہوئے کہا۔

" او کے ـــــ آپ ان دونوں کو عالمی ہیڈ کوارٹر تفصیلی ہدایات دے کر بھجوا دیں ـــــ کوڈ تھرٹی پاور رہے" ـــــ وزیراعظم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" بہتر جناب! ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــــ مسٹر ماکاوف نے جواب دیا اور وہ سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر وزیراعظم تیز تیز قدم اٹھاتے خفیہ دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

وسیع و عریض ہال میں سرخ رنگ کے چست لباس میں ملبوس منہ پر سرخ رنگ کا نقاب لگائے دس افراد خاموش بیٹھے ہوئے ہال کی ایک دیوار پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ نقابوں سے جھانکتی ہوئی ان کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انہیں چند لمحوں بعد کوئی عظیم خوشخبری ملنے والی ہو۔

پھر اچانک کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور ان سب کے اعصاب تن گئے۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار کا درمیانی حصہ کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا۔ اور چند لمحے سکرین پر روشنی کی لہریں کوندتی رہیں۔ پھر ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر ابھر آئی۔

بلی کی آنکھیں انتہائی سُرخ تھیں۔ اتنی سرخ کہ نقاب پوشوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ ہال میں ایک بار پھر بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور اس بار سکرین پر موجود بلی کا منہ بھی اس طرح حرکت میں آیا جیسے یہ آوازیں اسی کے حلق سے نکل رہی ہوں۔ ان سب کے جسم

ان آوازوں کے ساتھ ہی تنتے چلے گئے۔ ان کی نظریں اس طرح بلی پر جمی ہوئی تھیں جیسے لوہے سے مقناطیس چمٹ جاتا ہے۔

"ون ریڈ" ــــ اچانک بلی کے حلق سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی لہجہ نسوانی تھا مگر انداز اتنا کرخت تھا کہ سننے والے کو بے اختیار جھرجھری سی آجاتی تھی۔

"یس میڈم کیٹ" ــــ قطار میں بیٹھے ہوئے سرخ نقاب پوشوں میں سے ایک نقاب پوش نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ایکریمیا میں ہمارا ابتدائی مشن کیوں فیل ہوگیا" ــــ بلی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"میڈم کیٹ! ــــ اس مشن کے لئے ہم نے جن افراد کو عارضی طور پر خریدا تھا ــــ ان میں سے ایک غلطی کر بیٹھا اور اس کے نتیجے میں وہاں کی سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی اور اس مشن کا راز کھل گیا" ــــ ون ریڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس عارضی خریدے ہوئے آدمی کو اس قدر معلومات کیسے مل گئیں کہ صدر ایکریمیا کو عالمی پریس کانفرنس بلانے پر مجبور ہونا پڑا" ــــ بلی کی غراہٹ میں اضافہ ہوگیا تھا۔

"میڈم کیٹ! ــــ دراصل اس آدمی نے ایکریمیا برانچ کے انچارج کی جیب سے وہ کاغذ نکال لیا تھا جس میں اس مشن کے متعلق تمام ہدایات درج تھیں گو یہ ہدایات مخصوص کوڈ میں تھیں ــــ مگر اس آدمی نے وہ کوڈ حل کر لیا" ون ریڈ کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہوگیا۔

"پھر اس انچارج اور اس آدمی کو اس کی کیا سزا ملی" ــــ بلی نے پوچھا۔

"موت کی سزا" ــــ ون ریڈ نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ون ریڈ ــــ تم اس مشن کو ہیڈکوارٹر سے کنٹرول کر رہے تھے ــــ ٹھیک ہے" ــــ بلی نے پوچھا۔

"یس میڈم کیٹ" ــــ ون ریڈ کا لہجہ پژمردہ ہوگیا تھا۔

"اور نہ صرف مشن ناکام ہوگیا ــــ بلکہ اس کے نتیجے میں پوری دنیا ہمارے مشن سے آگاہ ہوگئی ــــ اور اب ظاہر ہے پوری دنیا میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہے ــــ اور سب اکٹھے ہوکر ہمارے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں"۔ بلی کی غراہٹ سے اب کمرہ گونجنے لگا تھا۔

"یہ درست ہے میڈم کیٹ! ــــ مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارا مشن کسی طور پر بھی ناکام نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس طرح ہمارے مشن کو ہی تقویت پہنچی ہے" ــــ ون ریڈ نے اپنی بچی کھچی ہمت جمع کرتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے ــــ وضاحت کرو" ــــ میڈم کیٹ کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"وہ اس طرح میڈم کہ اب پوری دنیا اس انتظار میں ہے کہ ہم کب جعلی کرنسی پوری دنیا میں پھیلاتے ہیں ــــ اب جیسے ہی ہم نے ذرا سی جعلی کرنسی پھیلائی ــــ پوری دنیا میں بحران آجائے گا ــــ اور سرکاری کرنسی سے اعتماد یکدم اٹھ جائے گا ــــ اور اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ہمارے لئے یقیناً انتہائی مفید ثابت ہوگا" ــــ ون ریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور اب اس بات کی وضاحت بھی کردو کہ ہمارا مشن کیا ہے" ــــ بلی

کی غراہٹ بدستور تھی۔

"یہی میڈم کہ ہم پوری دنیا کو معاشی بحران کا شکار کر کے دنیا کا اقتدار سنبھال لیں" ـــــــ ون ریڈ نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"اقتدار سنبھال لینے کے بعد ہم دنیا کو کنٹرول کس طرح کریں گے" ـــــ؟ بلی نے پوچھا۔

"ب ـــــ ب ـــــ ب ـــــــــ" ون ریڈ نے ہکلا کر کچھ کہنا چاہا مگر جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو خاموش ہو گیا۔

"بس دلائل ختم ہو گئے تو سنو ون ریڈ! ـــــ ہمارا منصوبہ صرف دنیا کو معاشی بحران میں ہی مبتلا کرنا نہیں ـــــ بلکہ بعد میں اسے خود کنٹرول کرنا بھی ہے۔ ـــــ اور اس کا واحد طریقہ یہی تھا کہ ہم جعلی کرنسی کے بدلے میں اصل کرنسی حاصل کرتے اور پھر اصلی کرنسی کے ذریعے ہم پوری دنیا کا سونا خرید کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں جمع کر لیتے ـــــ اس طرح ہمیں دو فائدے ہوتے ـــــ ایک تو یہ کہ ہم ایک ٹھوس معاشی بنیاد حاصل کر لیتے ـــــ دوسرے یہ کہ سونا اس قدر مہنگا ہو جاتا کہ اس کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ اور چونکہ موجودہ معاشی نظام کی بنیاد تمام تر سونے پر رکھی گئی ہے ـــــ اس لئے سونا مارکیٹ سے غائب ہوتے ہی پوری دنیا میں زبردست افراط زر پھیل جاتا ـــــ اس طرح جعلی کرنسی اور افراط زر دونوں مل کر پوری دنیا کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیتے ـــــ جس کا انجام یہ ہوتا کہ جب ہم یہ اعلان کرتے کہ ہمارے پاس سونے کے ذخائر موجود ہیں تو پوری دنیا ہماری طرف دوڑ پڑتی اور پھر ہم اس سونے کے بل بوتے پر پوری دنیا میں اپنا بلاواسطہ اقتدار قائم کر لیتے ـــــ اور کرنسی کی بجائے سونے کے سکوں کو پوری دنیا میں کرنسی کی جگہ چلا دیتے ـــــ اس طرح ہم پوری دنیا کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جاتے" ـــــ میڈم کیٹ نے پلان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا پلان بالکل درست ہے میڈم" ـــــــ ون ریڈ نے بڑے عاجزانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہاری ذرا سی کمزوری سے یہ سارا پلان تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ اب جعلی کرنسی کا ہوا کھڑا ہو جائے گا ـــــ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اصلی کرنسی بھی جعلی بن جائے گی اور ہم اس کے بدلے میں سونا نہیں خرید سکیں گے ـــــ کیونکہ اب کوئی بھی حکومت کسی قیمت پر سونا فروخت کرنے پر تیار نہ ہو گی۔ اس سے یہ ضرور ہو گا کہ پوری دنیا معاشی بحران کا شکار ہو جائے گی ـــــ مگر ظاہر ہے دنیا کے دانشور مل کر اس کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری طرح یہ سوچیں کہ کاغذی کرنسی منسوخ کر کے خالص سونے کے سکے چلائے جائیں ـــــــ اس طرح ہمارا تمام کیا دھرا بیکار ہو کر رہ جائیگا" ـــــــ میڈم کیٹ کے لہجے میں شدید تلخی عود کر آئی تھی۔

"میں معافی چاہتا ہوں میڈم! ـــــ میرا دماغ اتنی دور تک نہیں سوچ سکتا" ـــــــ ون ریڈ کے لہجے میں موت کی لرزش نمایاں تھی۔

"معافی کا لفظ تم خود جانتے ہو ـــــ ہماری تنظیم کے اصولوں میں جرم قرار دے دیا گیا ہے" ـــــــ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ون ریڈ کوئی جواب دیتا، اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یوں چھت کی طرف کھنچتا چلا گیا جیسے مقناطیس نے لوہے کو کھینچ لیا ہو۔ اس کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ وہ یوں ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے کسی انجانے خطرے سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہو۔ اس کے

سر کے بال یوں سیدھے کھڑے ہو گئے تھے جیسے بال نہ ہوں، لوہے کی تاریں ہوں اور پھر ان بالوں کے ساتھ وہ چھت کے ساتھ لٹک گیا۔

"میں تمہیں تمہارے جرم کی سب سے کم سزا دے رہی ہوں" ـــــ میڈم کیسٹ کی آواز ہال میں ابھری۔

باقی تمام نقاب پوش دم بخود بیٹھے تھے۔ ان سب کی نظریں اب اپنے ساتھی پر جمی ہوئی تھیں جو چھت سے سر کے بل لٹکا ہوا بُری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ اس کے حلق سے ہلکی ہلکی چیخیں نکل رہی تھیں اور چہرہ یوں اکڑ گیا تھا جیسے وہ سو سال کا بوڑھا ہو گیا ہو۔

اچانک چھت میں بنے ہوئے خانوں میں سے ایک خانہ کھلا اور دوسرے لمحے اس میں سے سرخ رنگ کی ایک شعاع نکل کر ون ریڈ کے جسم پر پڑی اور ون ریڈ کے حلق سے یوں چیخ نکلی جیسے وہ ذبح ہو رہا ہو۔ اس شعاع کے اس کے جسم پر پڑتے ہی اس کے تمام کپڑوں میں آگ لگ گئی۔

اب ہال ون ریڈ کی مسلسل چیخوں سے گونج رہا تھا۔ وہ جسم میں لگی ہوئی آگ کو بجھانے کے لئے بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا مگر آگ تیزی سے پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر اس کا مکمل جسم ایک بڑے سے شعلے میں تبدیل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد اس کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخیں آہستہ آہستہ مدھم پڑتی چلی گئیں اور پھر زیادہ سے زیادہ دو منٹ بعد آگ یکلخت بجھ گئی اور اب ون ریڈ کی جگہ چھت سے ایک انسانی پنجر لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ـــــ اور پھر ایک دھماکے سے وہ پنجر چھت سے علیحدہ ہو کر واپس اپنی سیٹ پر آ گرا اور ہڈیاں یوں بکھر گئیں جیسے راکھ بکھر جاتی ہے۔

سیٹوں پر بیٹھے ہوئے باقی نقاب پوشوں کے جسموں میں پیدا ہونے والی خوف کی لرزش اب اتنی نمایاں ہو چکی تھی کہ صاف دیکھی جا سکتی تھی۔

"سنو دوستو! ـــــ خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ اس تنظیم کے اصول اٹل ہیں۔ اس لئے جب تک تم میں سے کوئی کوتاہی نہیں کرے گا ـــــ اس وقت تک تمہیں کوئی خوف نہیں ہونا چاہیئے ـــــ اب ٹو ریڈ، ون ریڈ کی جگہ لے گا اور اس طرح سب کے نمبر تبدیل سمجھے جائیں" ـــــ بٹی کی سرد آواز کمرے میں گونجی۔

"یس میڈم" ـــــ تمام نقاب پوشوں نے بیک زبان ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب میں نے اپنا پلان تبدیل کر دیا ہے ـــــ پوری دنیا میں جعلی کرنسی والا مشن کچھ مرحلے کے لئے ملتوی کر دیتے ہیں تاکہ صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس سے پھیلنے والی سنسنی کی شدت کم ہو جائے ـــــ لیکن اگر ہم بالکل ہی خاموش ہو کر بیٹھ گئے تو یہ امر ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو گا ـــــ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تجرباتی طور پر پوری دنیا میں سے ایک ملک کا چناؤ کیا جائے اور پھر اس ملک میں جعلی کرنسی پھیلا دی جائے ـــــ تاکہ اس کے صحیح نتائج کا بھی علم ہو جائے ـــــ اور اس بات کا بھی پتہ چل جائے کہ اس کے جواب میں دنیا بھر کے دانشور کیا سوچتے ہیں" ـــــ میڈم کیسٹ نے کہا۔

"میڈم! ـــــ اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں" ـــــ ایک نقاب پوش نے کھڑے ہو کر کہا۔

"یس فور ریڈ! ـــــ اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ـــــ تم سب اپنا نقطہ نظر کھل کر پیش کر سکتے ہو" ـــــ میڈم کیسٹ نے جواب دیا۔

"میڈم! ——— میری تجویز یہ ہے کہ ہم پوری دنیا کے سونے کے ذخائر اس طرح حاصل کریں کہ اصل کی بجائے نقلی سونا تبدیل کر لیا جائے" ——— فور ریڈ نے کہا۔

"نقلی سونے والی تجویز پر میں نے پہلے ہی غور کیا تھا اور ہمارے ہیڈ کوارٹر میں اس پر تجربات بھی کیے گئے ——— مگر مجھے افسوس ہے کہ ہم ایسا نقلی سونا بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے جو اصل سونے سے سستا پڑتا ہو ——— کیمیائی طور پر ہمارے سائنسدانوں نے نقلی سونا بنا تو لیا۔ مگر اس پر اتنے اخراجات آتے ہیں کہ اصلی سونا اس کے مقابلے میں مٹی کے برابر ہو جاتا ہے ——— اس لئے یہ تجویز ناقابل عمل ہے" ——— میڈم کیٹ نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک اور تجویز ہے کہ کیوں نہ پوری دنیا میں جعلی کرنسی پھیلانے کے بعد جب حکومتیں بحران کا شکار ہوں تو بزور طاقت ان پر قبضہ کر لیا جائے ——— اور جب ہم اقتدار پر آجائیں گے تو ظاہر ہے پوری دنیا کا سونا بھی خود بخود ہمارے قبضے میں آجائے گا" ——— ایک اور نقاب پوش نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز بچگانہ ہے نائن ریڈ! ——— تمہیں عالمی طاقتوں کی اصل جنگی طاقت کا علم نہیں ہے ——— معاشی بحران کے ساتھ ان کی جنگی طاقت میں کمی نہیں ہوگی ——— ان کے پاس ایسا جدید ترین اسلحہ ہے کہ اس کی موجودگی میں ایک تنظیم کا چاہے وہ کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو، ان سے طاقت سے جیتنا ناممکن ہے" ——— میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

"مگر میڈم! ——— ایک ملک میں تجربے کا کیا فائدہ ہوگا ——— ؟ اس طرح

تو ہمیں نقصان ہوگا ——— کیونکہ اس ملک میں تجربے کے بعد پوری دنیا اس کا حل تجویز کرے گی اور بعد میں ہم باقی دنیا میں اپنا پلان کامیاب نہ کر سکیں گے" ——— ایک نقاب پوش نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ——— اس پہلو پر میں نے سوچا ہی نہ تھا ——— مگر اب اس کا حل کیا ہونا چاہیئے" ——— ؟ اس بار میڈم کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"میڈم! ——— میری تو تجویز ہے کہ ہمیں اپنا پلان شروع کر دینا چاہیئے۔ پھر جیسے جیسے اس کے نتائج سامنے آتے جائیں گے۔ ویسے ہی اس کے مقابلے کی تجویز بھی سوچ میں آتی جائیگی" ——— ایک اور نقاب پوش نے تجویز پیش کی۔

"نہیں! ——— اس طرح اندھا دھند اقدام کرنے سے نقصان بھی ہو سکتا ہے ——— ایسا ہے کہ آپ لوگوں کو ایک ہفتے کی مہلت دی جاتی ہے۔ آپ اس معاملے پر اچھی طرح سوچ بچار کر کے اپنی اپنی تجاویز پیش کریں اور اس ہفتے کے دوران میں بھی اس پر پوری طرح غور کروں گی ——— چنانچہ آج سے ٹھیک ایک ہفتے بعد دوبارہ میٹنگ ہوگی ——— اور اس میٹنگ میں فیصلہ کن اقدامات کئے جائیں گے" ——— میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

اور اس کے ساتھ ہی یکدم سکرین تاریک ہوتے ہی سب نقاب پوش اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی دلشاد روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سٹیٹ بنک کے سٹاک انچارج آصف سلیمان کی کوٹھی دلشاد روڈ پر ہی بتائی گئی تھی۔

عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ اسے مسئلے کی خوفناک اہمیت کا پوری طرح احساس ہو چکا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر ایک بار بھی ملک میں جعلی کرنسی کی بات پھیل گئی تو پھر ملک کی معیشت کو کسی طور بھی نہ سنبھالا جا سکے گا۔ اس لئے وہ فوری طور پر اس مسئلے کا حل نکالنا چاہتا تھا۔ اس کے ذہن میں اس سلسلے میں کئی تجویزیں آئیں۔ مگر ہر تجویز کو وہ کسی نہ کسی وجہ کی بنا پر رد کر دیتا۔ اسی ادھیڑ بن میں مبتلا وہ کار ڈرائیو کرتا چلا گیا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ دلشاد روڈ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار دلشاد روڈ کے پہلے چوک پر پہنچتے ہی ایک بڑے سے درخت کے نیچے روکی اور پھر اسے لاک کر کے وہ پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے

ایک کوٹھی کے قریب پہنچ کر اس کا نمبر دیکھا اور پھر اسی نمبر کے لحاظ سے وہ آگے بڑھ گیا اور دو کوٹھیاں چھوڑ کر وہ گیارہ نمبر کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی مگر جدید طرز کی بنی ہوئی کوٹھی تھی۔ گیٹ پر آصف سلیمان کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔

عمران وہاں کھڑا کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر وہ کوٹھی سے متصل چھوٹی گلی میں داخل ہوا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی پشت پر پہنچ گیا۔ کوٹھی کی عقبی دیوار زیادہ اونچی نہ تھی عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا ہوا نقاب نکال کر منہ پر پہنا۔ یہ نقاب وہ احتیاط کے طور پر ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا اور پھر جیب میں ریوالور کی موجودگی کا اطمینان کر کے اس نے اچھل کر دونوں ہاتھ دیوار پر جمائے اور پھر اچھل کر دیوار پر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ دیوار پر بیٹھا نہ صرف اندر کے ماحول کا جائزہ لیتا رہا بلکہ اس کے کان کسی آہٹ پر بھی لگے رہے۔ مگر کوٹھی کے عقبی سمت اندھیرا تھا اور کسی کتے کی آہٹ بھی سنائی نہ دے رہی تھی پوری طرح اطمینان کر لینے کے بعد وہ ہاتھوں کے بل لٹک کر اندر اتر گیا اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اصل عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہ برآمدے کی طرف پہنچ گیا۔ برآمدے میں ہلکی پاور کا ایک بلب جل رہا تھا مگر وہاں کوئی چوکیدار قسم کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ کوٹھی کے اندر سکوت طاری تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ کوٹھی کے مکین سوئے ہوئے ہیں وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا برآمدے میں داخل ہوا۔ اور پھر ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے برآمدے میں موجود دو اور دروازوں کو آزمایا مگر تمام دروازے اندر سے بند تھے۔ اس نے دروازوں پر موجود ہینڈل دبائے۔ مگر جلد ہی اس نے محسوس کر لیا کہ دروازوں کو اندر سے چٹخنیاں چڑھا کر بند کیا گیا ہے۔

اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر برآمدے سے اتر کر وہ کوٹھی کی دوسری سائیڈ کی طرف گھوم گیا۔ اُسے یقین تھا کہ اس طرف موجود کوئی نہ کوئی کھڑکی ضرور کھلی ہوئی ہوگی کیونکہ یہ انسانی نفسیات ہے کہ وہ دروازے بند کر لینے کے بعد انہیں ضرور چیک کرتا ہے مگر روزانہ تمام کھڑکیاں چیک کرنے کا اُسے خیال تک نہیں آتا۔ عمارت کی اس طرف کھڑکیاں تو موجود تھیں۔ مگر عمران نے یہ دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا کہ سب کھڑکیوں کے سامنے لوہے کی مضبوط آرائشی جالیاں نصب تھیں۔ ظاہر ہے ان کی موجودگی کے بعد چاہے کھڑکی کھلی ہی کیوں نہ ہو، وہ ان کے ذریعے اندر نہ جاسکتا تھا۔ اب اُسے سمجھ آرہی تھی کہ کوٹھی میں کوئی چوکیدار یا کتا کیوں نہیں رکھا گیا۔ کوٹھی کے تمام راستے بند تھے اور مکینوں کو جگائے بغیر کوئی شخص اصل عمارت میں داخل نہ ہوسکتا تھا۔

عمران نے اب مجبوراً اپنا پلان تبدیل کیا اور تیزی سے واپس عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر دیوار پھلانگ کر وہ گلی میں آیا۔ اس نے نقاب اتار کر واپس جیب میں ڈالا اور سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا واپس چوک کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔

کار میں بیٹھ کر اس نے اُسے سٹارٹ کیا اور پھر وہ سیدھا اسی کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ وہ اسے کافی دیر تک دباتا رہا۔

اچانک گیٹ پر لگا ہوا بلب یکدم جل اٹھا اور عمران اس کی تیز روشنی میں نہا گیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں ایک آواز گونجی۔ لہجہ بے حد سخت تھا مگر اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ بولنے والا ابھی ابھی گہری نیند سے بیدار

ہوا ہے۔

"کون ہے" ——— ستون میں لگی ہوئی ایک جالی سے وہ آواز نکل رہی تھی۔

"آصف سلیمان صاحب سے ملنا ہے" ——— عمران نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اس بار نرم تھا۔

"میرا نام عالی جاہ ہے ——— اور میں سپیشل برانچ کا نمائندہ ہوں" ——— عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مگر اس وقت" ——— دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"سرکاری کاموں میں وقت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ——— اٹ از ایمرجنسی"۔ عمران کا لہجہ بے حد سخت ہوگیا۔

"کیا آپ کے پاس شناختی کارڈ ہے" ——— دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"ہاں ہے ——— مگر آپ ملیں گے تو دکھاؤں گا" ——— عمران نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"معاف کیجئے ——— میں بغیر اطمینان کے پھاٹک نہیں کھول سکتا۔ آپ کارڈ نکالئے۔ میں دیکھ لوں گا" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکالا اور پھر اس کا رُخ بلب کی طرف کر دیا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ بلب

کی اس تیز روشنی میں اُسے وڈیو سکرین پر دیکھا جا رہا ہے۔

" او کے ــــ تھینک یُو! ــــ میں پھاٹک کھول رہا ہوں ۔ آپ کار سمیت تشریف لے آیئے" ــــ دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

اور پھر پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔

عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار اندر لے گیا۔ پھاٹک بھی میکانکی طریقے سے عمارت کے اندر سے ہی کھولا گیا تھا۔

جب عمران نے کار پورچ میں روکی تو اس نے ایک ادھیڑ عمر شخص کو سلیپنگ گون پہنے برآمدے میں موجود پایا۔

" مجھے آصف سلیمان کہتے ہیں ــــ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو تھوڑی سی تکلیف اٹھانی پڑی" ــــ اس ادھیڑ عمر شخص نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں ــــ ایسا ہو ہی جاتا ہے" ــــ عمران نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

" آیئے! ــــ تشریف لے آیئے" ــــ آصف سلیمان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو اس وقت کھلا ہوا تھا۔ اور پھر آگے پیچھے چلتے ہوئے وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے۔

یہ انتہائی خوبصورت اور سجا ہوا ڈرائنگ روم تھا۔ آصف سلیمان نے دروازہ بند کیا اور پھر عمران کو ایک صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

" معاف کیجئے! ــــ تمام گھر والے سوئے ہوئے ہیں ــــ میں آپ

کی تواضع نہیں کر سکتا" ــــ آصف سلیمان نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تکلف کی ضرورت نہیں آصف صاحب" ــــ عمران نے صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" فرمایئے کیا کام ہے" ــــ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آصف سلیمان مطلب کی بات پر آ گیا۔

" آپ سٹیٹ بنک کے سٹاک انچارج ہیں" ــــ؟ عمران نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں پوچھا۔

" جی ہاں" ــــ آصف سلیمان نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ نے سٹاک میں موجود کرنسی نوٹوں کے نمبروں کی لسٹیں پچھلے دنوں ایک پارٹی کو مہیا کی ہیں" ــــ؟ عمران نے گہری نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

" ن ج ــــ جی ــــ کیا کہہ رہے ہیں" ــــ آصف سلیمان ایک لمحے کے لئے بوکھلا گیا۔ مگر فوراً ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر عمران کی تیز نظروں سے اس کی بوکھلاہٹ بھلا کیسے چھپ سکتی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ تیر نشانے پر بیٹھا ہے۔

" میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے ایسا کس مقصد کے لئے کیا ہے" ــــ؟ عمران کا لہجہ یکدم سرد ہو گیا۔

" آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ــــ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے ــــ میں بھلا ایسا کیسے کر سکتا ہوں" ــــ آصف سلیمان نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر اس کا یکدم زرد پڑتا ہوا چہرہ ساری کہانی خود ہی سنا رہا تھا۔

"دیکھئے آصف صاحب! ــــ سپیشل برانچ کو اس بات کا حتمی ثبوت مل چکا ہے کہ آپ نے ایسا کیا ہے۔ اس لئے آپ کا انکار تو فضول ہے ــــ باقی رہی یہ بات کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ــــ؟ اس کا جواب دیجئے" ــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! ــــ میں نے ایسا ہرگز نہیں کیا ــــ آپ کو غلط اطلاعات ملی ہیں" ــــ آصف سلیمان نے اس بار لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ــــ تو آپ خود ہی اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا رہے ہیں۔ ہم نے مکمل تحقیقات کی ہیں ــــ آپ کا سابقہ ریکارڈ بے داغ ہے۔ اس لئے سپیشل برانچ اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ آپ کی نیت میں کھوٹ نہیں تھا۔ بلکہ آپ نے ایسا کسی خاص مجبوری کی بنا پر کیا ہے ــــ مگر اب آپ انکار کر کے اس بات کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں کہ آپ کی نیت خراب تھی۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا ــــ آپ کی فوری موت" ــــ عمران نے بڑے مضبوط لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور فقرہ ختم ہونے سے پہلے اس کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آ گیا۔ جس میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور موجود تھا۔

"مم ــــ مم ــــ میں ــــ" آصف سلیمان کا چہرہ ریوالور دیکھ کر اتنا زرد پڑ گیا کہ عمران کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ اس کے دل کی حرکت نہ رک جائے۔

"اب بھی وقت ہے ــــ اپنے آپ کو بچا لیجئے ــــ سپیشل برانچ آپ کی رپورٹ نہیں کرے گی ــــ مگر ہم اصل حالات جاننا چاہتے ہیں ــــ ورنہ آپ کل صبح کا سورج نہیں دیکھ سکیں گے" ــــ عمران کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ آصف سلیمان کے جسم میں پیدا ہونے والی لرزش صاف

دکھائی دینے لگی۔

"مم ــــ میں ــــ مجبور تھا ــــ میری بیٹی کی شادی قریب تھی اور میرے پاس نقد رقم نہ تھی ــــ میں مجبور ہو گیا" ــــ اچانک آصف سلیمان نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا اور اس کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ وہ بری طرح رو رہا تھا۔

"ہوں! ــــ تو یہ وجہ تھی ــــ جس کی بنا پر آپ جیسا ایماندار آدمی بھی مجبور ہو گیا" ــــ عمران کا لہجہ اس بار واضح طور پر نرم تھا۔

"آپ یقین کریں میرا ضمیر اس لمحے سے مجھے ملامت کر رہا ہے ــــ مگر میں مجبور تھا ــــ یقین کریں بے حد مجبور تھا" ــــ آصف سلیمان نے اچانک اٹھ کر عمران کے پیر پکڑ لئے۔ وہ بری طرح رو رہا تھا۔

"اپنے آپ کو سنبھالئے آصف صاحب! ــــ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی بچالی ہے ــــ یقین کیجئے سپیشل برانچ آپ کے خلاف رپورٹ نہیں کرے گی ــــ آپ مجھے تمام تفصیلات بتا دیجئے" ــــ عمران نے ریوالور جیب میں رکھ کر اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور آصف سلیمان اٹھ کر واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ اب اپنے آنسو پونچھ رہا تھا۔

"وہ کون لوگ تھے جنہیں آپ نے نمبروں کی لسٹیں مہیا کی ہیں" ــــ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"آج سے دو ہفتے قبل میں نے ایک دعوت کے دوران اپنے دوست سے اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں پریشانی کا ذکر کیا تو اس نے مجھے اطمینان دلایا کہ وہ اس سلسلے میں میری مدد کرے گا ــــ پھر دوسرے روز رات کے وقت دو افراد میری کوٹھی میں آئے۔ انہوں نے میرے دوست کا حوالہ

دیتے ہوئے میری مدد کرنے کا کہا ـــــ اور پھر انہوں نے دس لاکھ روپے
نقد نکال کر میرے سامنے میز پر رکھ دیئے کہ میں ان کا تھوڑا سا کام کر دوں تو یہ
تمام رقم میری ہو گی ـــــ اور کسی کو کانوں کان پتہ بھی نہ چلے گا ـــــ اور
وہ کام یہ تھا کہ میں انہیں سٹاک میں موجود کرنسی نوٹوں کے سیریل نمبر مہیا کر دوں
پہلے تو میں نے انکار کر دیا ـــــ مگر جب انہوں نے اصرار کیا اور اس
بات کا وعدہ کیا کہ اس کا کسی کو پتہ نہ چلے گا ـــــ تو میں نے وعدہ کر لیا۔
کیونکہ مجھے صرف اس بات کا اطمینان تھا کہ صرف نمبر مہیا کرنے سے کچھ نہیں
ہو سکتا ـــــ اصل نوٹ تو محفوظ ہیں ـــــ چنانچہ میں نے صرف بیٹی
کی شادی کی مجبوری کی بنا پر وہ رقم قبول کر لی اور دوسرے روز نمبروں کی تفصیل
انہیں مہیا کر دی" ـــــ آصف سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ ان افراد کو جانتے ہیں" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ـــــ وہ میرے لئے اجنبی تھے" ـــــ آصف سلیمان نے
جواب دیا۔ اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

"کیا وہ مقامی تھے ـــــ یا غیر ملکی تھے" ـــــ ؟ عمران نے
سوال کیا۔

"دونوں مقامی تھے ـــــ ان میں سے ایک نوجوان تھا ـــــ جبکہ دوسرا
ادھیڑ عمر تھا" ـــــ آصف سلیمان نے جواب دیا۔

"آپ کے دوست کا نام اور پتہ ـــــ جس نے انہیں بھیجا تھا" ـــــ ؟
عمران نے پوچھا۔

"اس کا نام عبدالرشید ہے ـــــ اور وہ مقامی گورنمنٹ کالج میں
ہسٹری کا پروفیسر ہے" ـــــ آصف سلیمان نے چند لمحے جھجکنے کے بعد

جواب دیا۔

"اس کی رہائش کہاں ہے" ـــــ ؟ عمران نے اور سوال کیا

"وہ نادرن کالونی میں رہتا ہے ـــــ مکان نمبر ایک سو بیس ہے" ـــــ
آصف سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے آصف صاحب! ـــــ اب میں چلتا ہوں ـــــ مجھے
امید ہے کہ آپ نے صحیح باتیں بتائی ہوں گی" ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔

"جج ـــــ جی ہاں! ـــــ میں نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔
آپ تصدیق کر لیں" ـــــ آصف نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھئے آصف صاحب! ـــــ ایک بات کو ذہن میں بٹھا لیجئے کہ
ملک سے غداری کسی قیمت پر بھی جائز نہیں ہوتی ـــــ آپ ایک اہم
ترین پوسٹ پر ہیں ـــــ اس لئے آپ کو اس بات کا زیادہ خیال رہنا
چاہیئے ـــــ یہ آپ کی پہلی غلطی تھی اس لئے اس بار آپ کو معافی مل گئی
ہے۔ مگر اس کے بعد آپ سے کوئی بات کرنے نہیں آئے گا ـــــ بلکہ
دو چھٹانک سیسہ آپ کے سینے میں اتر جائے گا ـــــ اور اب آپ نے اس
بات کا خیال رکھنا ہے کہ میری آپ سے ملاقات کا ذکر آپ اپنے سائے سے
بھی نہیں کریں گے" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــــ اور یقین کیجئے ـــــ میں اپنی اس
غلطی پر سخت شرمندہ ہوں" ـــــ آصف سلیمان نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ اب میں چلتا ہوں ـــــ آپ آرام کیجئے" ـــــ عمران
نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار سٹارٹ ہوئی اور موڑ کاٹ کر پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

کوٹھی سے نکل کر وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا ایک چوک پر پہنچا جہاں ایک پبلک ٹیلیفون موجود تھا۔ اس نے کار ٹیلیفون بوتھ کے قریب روکی اور پھر اتر کر وہ بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے سکے ڈال کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تو گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"صفدر سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ صفدر کی آواز یکدم ہوشیار ہو گئی۔

"ایک نام اور پتہ نوٹ کرو" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"یس سر ـــ لکھوائیے" ـــــ صفدر نے چند لمحوں کے توقف کے بعد جواب دیا۔

"نام عبدالرشید ـــــ پتہ۔ مکان نمبر ایک سو بیس فاران کالونی۔ یہ مقامی کالج میں پروفیسر ہے" ـــــ عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر!" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اسے ابھی اور اسی وقت اغوا کر کے دانش منزل پہنچاؤ ـــــ اپنی مدد کے لئے کیپٹن شکیل کو ساتھ لے لینا" ـــــ عمران نے حکم دیتے ہوئے کہا

"بہتر جناب" ـــــ صفدر نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"سنو! ـــــ اس اغوا کا اس کے گھر والوں کو بھی پتہ نہیں چلنا چاہیئے۔ اور دوسری بات یہ کہ اغوا سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا کہ اس کے مکان کی نگرانی نہ ہو رہی ہو" ـــــ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــــ ایسا ہی ہو گا" ـــــ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اسے صحیح سالم دانش منزل تک پہنچنا چاہیئے ـــــ بیہوش کر کے اغوا کرنا" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ـــــ ایسا ہی ہو گا" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر وہ واپس مڑا۔ مگر دوسرے لمحے وہ رکا اور اس نے ایک بار پھر سکے ڈال کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار گھنٹی بجتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ایکسٹو" ـــــ دوسری طرف سے مخصوص آواز ابھری۔

"طاہر! ـــــ میں عمران بول رہا ہوں ـــــ میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو ایک آدمی کو اغوا کر کے دانش منزل تک پہنچانے کے لئے کہا ہے۔ میں خود بھی دانش منزل آ رہا ہوں ـــــ اگر وہ مجھ سے پہلے پہنچ جائیں تو اس آدمی کو گیسٹ روم میں لاک کر دینا" ـــــ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا

"کیا کوئی چکر چل پڑا ہے" ـــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ انتہائی خوفناک ـــــ بائی بائی" ـــــ عمران نے

www.pdfbooksfree.pk

جواب دیا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔

پھر وہ ٹیلیفون بوتھ سے نکل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گو اس کا پروگرام بھی دانش منزل پہنچنے کا تھا مگر اس نے احتیاطاً بلیک زیرو کو ہدایات دے دی تھیں تاکہ اگر کوئی مسئلہ ہو جائے اور وہ بروقت نہ پہنچ سکے تو بلیک زیرو ہوشیار رہے۔

اب اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

یہ ایک وسیع و عریض عمارت تھی جس کے پہلے فلور پر سپر مارکیٹیں تھی اور باقی منزلوں پر مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ اسی عمارت کی چالیسویں منزل پر ایک بہت بڑا دفتر تھا جس کے باہر یونیورسل ٹریڈرز کا بورڈ موجود تھا اور دفتر میں کم از کم پندرہ افراد کا عملہ اپنے دفتری کاموں میں مصروف تھا۔
ایک کونے میں پارٹیشن بنا ہوا تھا جس کے باہر مینجنگ ڈائریکٹر کی تختی آویزاں تھی اور پارٹیشن کے باہر ایک خوبصورت ریسپشنسٹ لڑکی چار مختلف رنگوں کے ٹیلیفون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔

دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اور اس کے ساتھ برف کی طرح سفید بالوں والا ایک نوجوان داخل ہوئے۔ اس نوجوان کے ہاتھ میں ایک بریف کیس اٹھایا ہوا تھا۔ وہ دونوں غیر ملکی تھے ان کی تیز نظروں نے پورے دفتر کا جائزہ لیا اور پھر وہ تیزی سے اس ریسپشنسٹ لڑکی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
" فرمایئے " ـــــ اس لڑکی نے ان دونوں کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔
" عالمی ہیڈکوارٹر نمبر ون " ـــــ نوجوان نے یوں سرسری سے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنا تعارف کرا رہا ہو۔
" کوڈ پلیز " ـــــ ؟ لڑکی کی آواز یکدم سرد ہو گئی۔
" تھری پاورز " ـــــ اس بار اس نوجوان لڑکی نے جواب دیا۔
" فرام " ـــــ ؟ لڑکی نے اسی طرح سرد لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔
" حکومتِ روسیاہ " ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔
" اوکے! ـــــ باقی لوگ پہنچ چکے ہیں ـــــ صرف آپ ہی کا انتظار تھا ـــــ آیئے میرے ساتھ " ـــــ لڑکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے اس بار قدرے گرم جوشی سے کہا اور ان دونوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ پھر وہ ریسپشنسٹ لڑکی کے پیچھے چلتے ہوئے مینجنگ ڈائریکٹر کے پارٹیشن میں داخل ہو گئے۔
کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ ریسپشنسٹ لڑکی نے ایک کونے میں موجود الماری کے پٹ کھولے اور پھر اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تو ایک طرف کی دیوار درمیان سے بے آواز طور پر ہٹتی چلی گئی۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔
" تشریف لے جایئے " ـــــ لڑکی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور وہ دونوں

تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک بڑی میز کے پیچھے چھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے چار کرسیوں پر دو عورتیں اور دو مرد بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تشکریہ! ——— تشریف رکھیئے ——— ہم روسیاہ سے آئے ہیں ——— میرا نام شاکل ہے ——— اور یہ میری ساتھی مس بوچر ہیں" ——— نوجوان نے اپنا اور اپنی ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق شوگران سے ہے ——— مجھے کاشاکی کہتے ہیں ——— اور یہ میرے ساتھی چوشان ہیں" ——— ایک نوجوان عورت نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق ایکریمیا سے ہے ——— مجھے بلیک کہتے ہیں ——— اور یہ میری ساتھی ہیں مارگریٹ" ——— دوسرے جوڑے نے بھی اپنا تعارف کرایا اور ایک دوسرے سے مصافحے کے بعد وہ سب دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہمیں سب سے پہلے قرعہ اندازی کے ذریعے اپنا چیف منتخب کر لینا چاہیئے" ——— مسٹر بلیک نے کہا اور باقیوں نے سر ہلا دیئے۔

مسٹر بلیک نے جیب سے ایک سادہ کاغذ نکالا اور اس کے چھ حصے کر دیئے۔ پھر ہر حصے پر نام لکھ کر اس نے انہیں ایک ہی طرح تہہ کیا اور پرچیاں بنا کر اس نے مٹھی میں انہیں خلط ملط کرنے کے بعد ان سب کو میز پر

پھینک دیا۔

"مس بوچر! ——— آپ ایک پرچی اٹھا لیں ——— جس کا نام نکلے گا وہ اس مہم میں سب کا چیف ہوگا" ——— بلیک نے مس بوچر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو" ——— مس بوچر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک پرچی اٹھا کر شوگران کے چوشان کے حوالے کر دی۔

"آپ پڑھیں اسے" ——— بوچر نے پرچی دیتے ہوئے کہا اور چوشان نے سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پرچی لی اور پھر اس کی تہیں کھولنی شروع کر دیں۔

سب کے چہروں پر عجیب سی سنسنی طاری تھی۔ کیونکہ اس اہم ترین بین الاقوامی مہم کی سربراہی ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

"مسٹر شاکل" ——— چوشان نے اعلان کیا اور پرچی میز پر رکھ دی۔ اور شاکل کے ساتھ ساتھ مس بوچر کا چہرہ بھی خوشی سے کھل اٹھا۔ کیونکہ ان کے ذہن کے مطابق روسیاہ نے باقی دونوں سپر پاورز پر ترجیح حاصل کر لی تھی۔

"اس اعتماد کا تشکریہ ساتھیو! ——— سب سے پہلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملنے کے بعد ہمیں یہ بھول جانا چاہیئے کہ ہمارا تعلق کس ملک سے ہے ——— ہم سب ایک ٹیم کے طور پر کام کریں گے ——— تاکہ پوری دنیا کے لئے خوفناک خطرہ بننے والی اس بین الاقوامی تنظیم کا فوری اور مؤثر طور پر قلع قمع کر سکیں" ——— شاکل نے چیف بنتے ہی باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ایسا ہی ہو گا ۔۔۔ اب ہمیں فوری طور پر لائن آف ایکشن مقرر کر لینی چاہیئے ۔۔۔ تاکہ کام شروع کیا جا سکے" ۔۔۔ بلیک نے جواب دیا۔

"مسٹر بلیک! ۔۔۔ آپ ہی کوئی تجویز پیش کریں ۔۔۔ کیونکہ سب سے پہلے آپ کے ملک نے ہی اس تنظیم کا سراغ لگایا ہے" ۔۔۔ کاشا کی نے بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ساتھیو! ۔۔۔ جہاں تک ہماری اطلاع ہے ۔۔۔ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول ملک میں ہے ۔۔۔ اور اس کی سربراہ کوئی عورت میڈم کیٹ ہے ۔۔۔ اس کے علاوہ ہمیں کوئی علم نہیں ہے" ۔۔۔ بلیک نے جواب دیا۔

"نارتھ پول اور میڈم کیٹ" ۔۔۔ چوشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ چونک پڑا۔

"اوہ! ۔۔۔ میں بتاتا ہوں ۔۔۔ میں اس میڈم کیٹ سے ایک بار ٹکرا چکا ہوں ۔۔۔ یہ دراصل بین الاقوامی مجرمہ میڈم ڈاروجینی کا کوڈ نام ہے ۔۔۔ انتہائی خطرناک ۔۔۔ ذہین ترین ۔۔۔ اور شاطر ترین عورت ہے" ۔۔۔ چوشان نے بتایا۔

"اوہ! ۔۔۔ میڈم ڈاروجینی! ۔۔۔ اگر واقعی یہی میڈم کیٹ ہے تو پھر ہمیں انتہائی ہوشیاری سے کام کرنا پڑے گا ۔۔۔ آج تک بڑے سے بڑا سیکرٹ ایجنٹ بھی اس کی گرد کو نہیں پا سکا" ۔۔۔ چیف شاکل نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی میڈم ڈاروجینی کے متعلق ایک بات کا علم ہے کہ میڈم ڈاروجینی

نفسیاتی مریضہ ہے ۔۔۔ انتہائی سفاک اور ظالم عورت ہے ۔۔۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ ایسے مرد اس کی کمزوری ہیں جو انتہائی اکھڑ مزاج اور سفاک ہوں ۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ اس کے مخصوص آدمی ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں ۔۔۔ جہاں اس قسم کا مرد انہیں میسر آتا ہے اسے اغوا کر کے میڈم کیٹ کے پاس پہنچا دیتے ہیں ۔۔۔ مگر آج تک وہ مرد پھر کبھی دنیا میں واپس نظر نہیں آیا" ۔۔۔ مس بوچہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اور ایک بات میں بھی بتا دوں کہ ایسی عورتیں جو آرائش حسن اور مساج فن میں ماہر ہوں ۔۔۔ مادام کیٹ کے لئے بے حد اہم ہوتی ہیں۔ کیونکہ سنا ہے وہ اپنے جسم پر روزانہ مختلف عطریات کی مالش کرواتی ہے اور جہاں بھی مالش کرنے والی عورت کا ہاتھ نرم پڑا ۔۔۔ وہ عورت دوسرا سانس نہیں لے سکتی ۔۔۔ اس لئے اسے ہر وقت ایسی عورتوں کی تلاش رہتی ہے جو آرائش حسن اور مساج کے فن میں طاق ہوں" ۔۔۔ کاشا کی نے معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کیا جائے کہ ٹیم فوراً نارتھ پول پہنچ جائے ۔۔۔ جہاں مس بوچہ ۔۔۔ مس کاشا کی ۔۔۔ اور مس مارگریٹ مل کر بیوٹی پارلر کھول لیں اور اس کی وسیع پیمانے پر پبلسٹی کی جائے ۔۔۔ شاید اس طرح ان میں سے کسی کو مادام کیٹ تک پہنچنے کا موقع مل جائے ۔۔۔ اور میں مسٹر بلیک ۔۔۔ اور مسٹر چوشان نارتھ پول میں غنڈوں کے روپ میں ایک گروہ بنا لیں ۔۔۔ ہمارا کام ہوٹلوں ۔۔۔ باروں ۔۔۔ اور جوئے خانوں میں اودھم مچانا ہو ۔۔۔ انتہائی اکھڑپن اور سفاکی کا مظاہرہ ہماری فطرت

ہوگا ـــــ اس طرح ہوسکتا ہے ہم میں سے کسی پر مادام کیٹ کی نظر پڑ جائے۔"
چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھی تجویز ہے ـــــ اس طرح مجھے یقین ہے کہ ہم خود منزل تک پہنچ جائیں گے" ـــــ بلیک نے حمایت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ـــــ یہ طے رہا ـــــ ہمارا آپس میں رابطہ ٹیلی پوک نمبر تھرٹی سے رہے گا ـــــ کوڈ یوں رہے گا کہ ہم میں سے ہر شخص ٹیلی پوک نمبر تھرٹی پر بات کرتے ہوئے ایک دوسرے کو اس دن کے پہلے حرف سے بلوائے گا ـــــ مثال کے طور پر سنڈے کے روز جب ہم بات کریں گے تو ایس بلیک ـــــ ایس شاکل کہہ کر ـــــ اور منڈے کو ایم بلیک اور ایم شاکل ـــــ اور اسی طرح ہر روز یہ کوڈ بدلتا رہے گا۔"
چیف شاکل نے کہا۔

"بہت خوب! ـــــ بہت اچھا کوڈ ہے" ـــــ سب نے اس کوڈ کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"تو یہ طے رہا ـــــ لیڈیز علیحدہ نارتھ پول پہنچیں گی ـــــ جبکہ ہم مرد علیحدہ جائیں گے" ـــــ چیف شاکل نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بڑی گرمجوشی سے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور پھر وہ سب باری باری سیڑھیاں چڑھتے ہوئے باہر آ گئے۔

عمران جب دانش منزل پہنچا تو بلیک زیرو نے بتایا کہ ابھی تک مطلوبہ آدمی نہیں پہنچا۔

"ٹھیک ہے آ جائے گا ـــــ میں نے تو احتیاطاً فون کر دیا تھا" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا چکر چل پڑا ہے ـــــ؟ کچھ مجھے تو بتائیے" ـــــ بلیک زیرو نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا اور عمران نے سر سلطان سے ملاقات کی تفصیل کے ساتھ ساتھ آصف سلیمان سے ملاقات تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ! ـــــ واقعی انتہائی خوفناک حملہ ہوگا یہ ـــــ مگر میرا خیال ہے کہ صرف سٹیٹ بنک تک ہی وہ لوگ اپنے آپ کو محدود نہیں رکھیں گے۔ بلکہ کمرشل بنکوں کے سٹاک رومز میں بھی گڑبڑ کی جائے گی" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں !۔۔۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے ۔۔۔۔ میرا خیال ہے انہیں بھی فوری طور پر چیک کر لیا جاتے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلطان سپیکنگ" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب !۔۔۔۔ سٹیٹ بنک والا کلیو درست رہا ہے ۔۔۔۔ میں تیزی سے آگے بڑھ رہا ہوں ۔۔۔۔ اب آپ ایسا کیجئے کہ کمرشل بنکوں کی مین برانچوں کے سٹاک انچارجز کے نام اور پتے حاصل کر کے مجھے جلد از جلد اطلاع دیں ۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ بھی اس سلسلے میں ملوث ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے !۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اگر سٹیٹ بنک کے ذریعے تم آگے بڑھو تو زیادہ بہتر رہے گا ۔۔۔۔ اگر ہم تنظیم کے سرغنوں کو پکڑ لیں تو باقی بکھیڑے کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"جناب !۔۔۔۔ جو میں کہہ رہا ہوں ۔۔۔۔ آپ وہ کام کریں ۔۔۔۔ مجھے نصیحتیں مت کریں ۔۔۔۔ میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ کسی کو شک میں مبتلا کئے بغیر یہ کام کر سکتے ہیں ۔۔۔۔ باقی برا بھلا میں خود اچھی طرح سمجھتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ !۔۔۔ تم ناراض ہو گئے ۔۔۔۔ میں نے تو ویسے ہی مشورہ دیا تھا" ۔۔۔۔ سر سلطان نے نرم لہجے میں کہا۔

"ناراضگی کی بات نہیں جناب !۔۔۔۔ میں اس تنظیم کو فوری طور پر

قابو میں کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔ اگر ہم صرف ایک سائیڈ پر چلتے رہے اور وہ لوگ کسی اور سائیڈ پر جعلی کرنسی پھیلانے میں کامیاب ہو گئے ۔۔۔۔ تو پھر سب کیا دھرا خاک میں مل جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے !۔۔۔۔ تم صحیح نتیجے پر پہنچے ہو ۔۔۔۔ میں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں یہ پتے حاصل کر کے تمہیں اطلاع دیتا ہوں" ۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"شکریہ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"طاہر !۔۔۔۔ اگر میں آنے والے آدمی سے پوچھ گچھ میں مصروف ہو جاؤں اور سر سلطان کا فون آ جائے تو تم ممبران کو کہہ کر انہیں اغوا کرا لینا۔ یہ کام فوری طور پر ہو جانا چاہیئے" ۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اور عین اسی لمحے کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور دیوار پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر نصب سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہرے ابھر آئے۔ وہ گیٹ سے باہر کار سمیت موجود تھے۔ بلیک زیرو نے اطمینان کر لینے کے بعد ایک اور بٹن دبا دیا تو گیٹ کھلتا چلا گیا اور کار اندر آ گئی۔ وہ لوگ سیدھے کار گیسٹ روم کی طرف بڑھاتے چلے گئے۔ وہاں کار روک کر صفدر تیزی سے نیچے اترا اور اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر ایک بیہوش آدمی کو کھینچ کر باہر نکالا اور کندھے پر لاد کر تیزی سے گیسٹ روم کی

طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا تو گیسٹ روم کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور صفدر اس آدمی کو اٹھائے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ خالی ہاتھ واپس آیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ میٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ تھا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں میٹنگ روم میں پہنچ گئے۔ بلیک زیرو اور عمران ان دونوں کی حرکات و سکنات سکرین پر دیکھ رہے تھے۔ جیسے ہی وہ میٹنگ روم میں پہنچے، بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا۔

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر! ــــ مطلوبہ آدمی گیسٹ روم میں پہنچ گیا ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی" ــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ــــ یہ وہاں اکیلا رہتا تھا ــــ سویا ہوا تھا کہ ہم نے بیہوش کر دیا اور یہاں لے آئے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر بلیک زیرو کو خاموش رہنے کے لئے کہا اور پھر خود بول پڑا۔

"نگرانی تو نہیں ہو رہی تھی اس کے مکان کی" ــــ ؟ لہجہ وہی ایکسٹو والا تھا۔

"نہیں جناب! ــــ ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا تھا" ــــ صفدر نے جواب دیا۔ اُسے ذرا برابر بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ اب بولنے والا بدل گیا ہے۔

"او۔ کے! ــــ اب تم جا سکتے ہو ــــ مگر تم نے الرٹ رہنا ہے اور ٹیلیفون کر کے باقی ممبرز کو بھی الرٹ کر دو ــــ ہو سکتا ہے کچھ اور لوگوں کو فوری طور پر اغوا کرنا پڑے" ــــ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب! ــــ ویسے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ چکر کیا ہے" ــــ ؟ صفدر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ابھی تفصیلات بتانے کا وقت نہیں آیا ــــ بہرحال انتہائی اہم اور خطرناک مسئلہ ہے" ــــ عمران نے مبہم سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے سر! ــــ اب ہم چلتے ہیں" ــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب تک وہ دونوں کار سمیت دانش منزل سے باہر نہ چلے گئے، عمران آپریشن روم میں بیٹھا رہا۔ ان کے جانے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر سلطان کا ٹیلیفون ملتے ہی ممبرز کو کام پر لگا دینا ــــ میں ذرا اس پروفیسر کو ٹٹول لوں" ــــ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران آپریشن روم سے نکل کر سیدھا گیسٹ روم کی طرف بڑھا۔ عمران نے دانش منزل میں مشکوک افراد سے پوچھ گچھ کے لئے یہ خصوصی کمرہ تیار کروایا تھا اور وہ اسے طنزاً گیسٹ روم کہتا تھا اور اب تو اس کمرے کا نام ہی گیسٹ روم پڑ گیا تھا۔ اس کمرے میں پوچھ گچھ کے لئے انتہائی جدید سائنسی حربوں کے ساتھ ساتھ انتہائی سادہ مگر انتہائی پُراثر چٹکلے بھی رکھے ہوئے تھے۔ اور عمران ہر آدمی کی نفسیات کے مطابق اس پر حربہ استعمال کرتا تھا اور ایسا آج تک نہ ہوا تھا کہ عمران نے کسی سے کوئی بات پوچھنی چاہی ہو اور وہ اس میں ناکام لوٹا ہو۔

عمران نے مخصوص لاک ہٹا کر گیسٹ روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر کے اس کا لاک بند کر دیا سامنے فرش پر ایک ادھیڑ عمر کا شخص بے ہوش پڑا ہوا تھا شکل وصورت سے وہ کوئی کتابی قسم کا آدمی لگتا تھا۔

عمران چند لمحے غور سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر اس کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی)۔ پروفیسر عبدالرشید نے سلیپنگ سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس لئے کسی چیز کے ملنے کا امکان تو کم تھا مگر پھر بھی عمران نے اس کی تلاشی لینی ضروری سمجھی۔ کیونکہ اسے ایسے لوگوں کی نفسیات کا اچھی طرح علم تھا کہ یہ لوگ عام حالات میں تو بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر جب ردعمل سخت ہو تو پھر فوراً راہ فرار اختیار کر جاتے ہیں اور ظاہر ہے اتنی خوفناک تنظیم کا آلہ کار ہونے کی وجہ سے ضرور اس نے جیب میں یا کسی اور جگہ کوئی ایسا کیپسول یا زہر چھپا رکھا ہو گا کہ جب راہ فرار اختیار کرنی پڑے تو فوراً اپنی جان دیدے

عمران نے بے ہوش پروفیسر کا منہ کھول کر اس کے دانتوں کو بھی اچھی طرح چیک کیا۔ مگر ایسا کوئی کیپسول یا زہر کے آثار نہ ملے تو عمران مطمئن ہو کر پیچھے ہٹا اور پھر اس نے پروفیسر کو دونوں کاندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے دیوار کے سامنے گھسیٹ کر اس کی پشت دیوار سے لگا کر باقاعدہ بٹھا دیا۔ اس کی دونوں ٹانگوں کو موڑ کر یوں کر دیں جیسے پروفیسر آلتی پالتی مارے گوتم بدھ کی طرح گیان دھیان میں مصروف ہو۔

پھر عمران نے دو انگلیوں سے پروفیسر کی ناک چٹکی میں دبائی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ سانس رکنے کی وجہ سے دوسرے لمحے پروفیسر کے جسم میں پھڑپھڑاہٹ شروع ہو گئی اور اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا جب

عمران نے محسوس کیا کہ اب پروفیسر ہوش میں آنے والا ہے تو اس نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور پروفیسر کے سامنے یوں دو زانو ہو کر بیٹھ گیا جیسے انتہائی بزرگ استادوں کے سامنے فرمانبردار شاگرد بیٹھے رہتے ہیں۔ عمران کا سر جھکا ہوا تھا۔ مگر وہ کنکھیوں سے پروفیسر کی تیزی سے تبدیل ہونے والی حالت کو بغور دیکھ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی پروفیسر نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی سرخ آنکھیں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔ آہستہ آہستہ آنکھوں میں شعور کی چمک ابھرتی چلی آئی۔ اور پھر پروفیسر کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا

"یا پروفیسر ۔۔۔ مجھے جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ بتا دیجئے" ۔۔۔؟ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کون ہو تم ۔۔۔؟ اور میں کہاں ہوں" ۔۔۔؟ پروفیسر کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یا پروفیسر! ۔۔۔ میں بہت غریب ہوں ۔۔۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ۔۔۔ بس جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ بتا دیجئے ۔۔۔ میرے سارے دلدر دور ہو جائیں گے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ مسکینوں جیسا تھا۔

"کون ہو تم ۔۔۔؟ اور یہ کیا کہہ رہے ہو" ۔۔۔؟ پروفیسر نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھئے پروفیسر! ۔۔۔ میں بڑا شریف آدمی ہوں ۔۔۔ میں نے آج فیصلہ کر لیا ہے کہ آج آپ سے جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ ضرور پوچھوں گا۔ اور آپ جانتے ہیں ۔۔۔ تنگ آمد بجنگ آمد ۔۔۔ اگر آپ نے شرافت سے یہ نسخہ نہ بتایا تو پھر میں آپ کے حلق میں انگلی ڈال کر یہ نسخہ اگلوا لوں گا۔ یا پروفیسر

"میں بڑا غریب ہوں" ——— عمران کی عاجزی میں اضافہ ہو گیا۔

"تم پاگل ہو ——— میرے پاس ایسا نسخہ کہاں سے آیا" ——— پروفیسر عمران کو غصیلے انداز میں دھکیلتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

عمران بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر سے تمام عاجزی و مسکینی یکلخت چھپٹ گئی۔

"تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے" ——— عمران نے پروفیسر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے غرا کر کہا۔

"م ——— میں کہاں ہوں" ——— پروفیسر نے گھبرا کر نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت شاہی عقوبت خانے میں ہو ——— مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم تاریخ کے پروفیسر ہو ——— اور اس لحاظ سے تم شاہی عقوبت خانوں سے اچھی طرح واقف ہو گے ——— جہاں آکر پتھر بھی بول پڑتے ہیں" ——— عمران کے لہجے میں غراہٹ کچھ اور بڑھ گئی۔

"م ——— مگر ——— میرا جعلی نوٹوں سے کیا تعلق ——— اور تم کون ہو" ——— اس بار پروفیسر نے اپنے آپ کو قدرے سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو پروفیسر عبدالرشید! ——— جو کچھ میں پوچھوں ——— سیدھی طرح بتا دو ——— ورنہ یاد رکھو! ——— اس عظیم پیشے پر تم جیسے داغ کو مٹانے کے لئے میرے پاس ہزاروں نسخے موجود ہیں" ——— عمران نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ پروفیسر کے جسم میں سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"تم جو کوئی بھی ہو ——— یقین رکھو میں ایک سیدھا سادھا شریف آدمی ہوں۔

میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— پروفیسر نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"تم آصف سلیمان کو جانتے ہو" ——— عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"آصف سلیمان! ——— وہی جو سٹیٹ بنک میں افسر ہے ——— ہاں جانتا ہوں ——— وہ میرا دوست ہے" ——— پروفیسر نے جواب دیا۔

"تم سے اس نے اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں مشکلات کا رونا رویا تھا" ——— عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ——— ایک دعوت میں اس نے مجھ سے ذکر کیا تھا ——— مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو" ——— پروفیسر نے سوال کیا۔

"پھر تم نے اس کی مشکلات کا کیا حل نکالا" ——— عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے ——— میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ کچھ سوچوں گا ——— میرا خیال تھا کہ میرے پاس بنک میں دس ہزار روپے پڑے ہیں ——— وہ اسے دے دوں گا ——— مگر اس کے بعد وہ ملا ہی نہیں" ——— پروفیسر عبدالرشید نے جواب دیا۔

عمران کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ کیونکہ عمران کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ پروفیسر سچ بول رہا ہے جبکہ اس بات پر یقین کرنے سے تمام مسئلہ الجھ جاتا تھا۔

"کیا تم نے دو آدمیوں کو آصف سلیمان کے پاس بھیجا تھا کہ وہ اسے ایک راز کے بدلے میں دس لاکھ روپے دے آئیں" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں ــــ میں نے تو ایسے کوئی آدمی نہیں بھیجے ــــ اور پھر میرے دوستوں میں ایسا ایک بھی آدمی نہیں جو دس لاکھ روپے کسی کو دے سکے" ــــ پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ان لوگوں نے اُسے تمہارا حوالہ دیا تھا" ــــ عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تم یقین کرو ــــ میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا ــــ میں تو اپنے آپ میں مگن رہنے والا آدمی ہوں ــــ یونیورسٹی میں پڑھاتا ہوں اور پھر گھر میں بھی کتابوں میں الجھا رہتا ہوں ــــ اس روز بھی اس دعوت میں اس لئے چلا گیا تھا کہ میرے ایک عزیز طالب علم نے اصرار کیا تھا ــ یہ دعوت اس کے یونیورسٹی میں اوّل آنے کے اعزاز میں دی جا رہی تھی ــ وہیں آصف سلیمان سے ملاقات ہوئی" ــــ پروفیسر اب پورے اعتماد سے بات کر رہا تھا۔

"آصف سلیمان سے تمہاری دوستی کیسے ہوئی" ــــ ؟ عمران نے ایک لمحہ توقف کرنے کے بعد پوچھا۔

"آصف پہلے یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا ــــ پھر اس نے سٹیٹ بنک میں نوکری کر لی ــــ تب سے ہمارے تعلقات ہیں ــــ مگر یہ تعلقات بھی کبھی کبھار ملاقات تک ہی محدود ہیں ــــ مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو" ــــ ؟ پروفیسر نے پوچھا۔

"بس ایک چکر پڑ گیا ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں ــــ یہ بتاؤ کہ جس وقت تم سے آصف سلیمان نے بات کی تھی اس وقت تمہارے ارد گرد اور کون لوگ تھے" ــــ ؟ عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

بے شمار لوگ تھے ــــ یہ بوفے طرز کی دعوت تھی ــــ ہم سب پلیٹیں اٹھائے کھڑے کھا رہے تھے" ــــ پروفیسر نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ کسی نے تمہاری بات چیت سے فائدہ اٹھایا ہے ــــ بہرحال پروفیسر! ــــ مجھے افسوس ہے کہ تمہیں تکلیف پہنچی ــــ مگر ایک بات یاد رکھنا۔ آج کے بعد اس تمام گفتگو کو یکسر بھول جانا ــــ ورنہ تمہاری زندگی کا چراغ ایک لمحے میں گل کر دیا جائے گا" ــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کسی نے ان دونوں کی بات چیت سن لی اور پھر اس سے فائدہ اٹھا لیا۔ ویسے بھی اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ اتنی بڑی تنظیم اتنا کچا کام کرے گی کہ ایک پولیس والا بھی کڑیاں جوڑ کر ان تک پہنچ جاتا۔

"اب تم آرام کرو ــــ میں تمہیں واپس بھجوانے کے انتظامات کرتا ہوں" ــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"پلیز ٹھہرو! ــــ مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو ــــ ؟ اور یہ سب کیا چکر ہے" ــــ ؟ پروفیسر نے اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"سنو پروفیسر! ــــ تم شکر کرو کہ مجھے تمہاری باتوں پر یقین آ گیا ہے ورنہ تمہارا جسم تو ایک طرف رہا ــــ تمہاری روح بھی صحیح سالم حالت میں یہاں سے باہر نہ جا سکتی ــــ بہرحال یہ ایک سرکاری چکر ہے ــــ تم بس یہ سب کچھ بھول جاؤ۔ حتیٰ کہ آصف سلیمان سے بھی اشارتاً بھی ذکر نہ کرنا ــــ ورنہ تمہاری موت تمہارے قریب ہی موجود ہو گی" ــــ عمران نے کہا اور پھر لاک کھول کر وہ باہر نکل آیا۔ باہر سے دروازہ بند کر کے اس نے

دروازے کی جڑ میں لگے ہوئے ایک خفیہ بٹن کو دوبارہ دبایا اور پھر واپس آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ بٹن دبتے ہی بیہوش کر دینے والی گیس کمرے میں پھیل گئی ہو گی اور پروفیسر ایک بار پھر بیہوش ہو چکا ہو گا۔

مگر اب اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ وہ ایک بار پھر مکمل اندھیرے میں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کلیو کے ملنے سے وہ مقامی تنظیم پر جلد ہی ہاتھ ڈال دے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ مجرم اس کی توقع سے زیادہ ہی چالاک ثابت ہوئے تھے۔ یہی سوچتا ہوا وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو اسی لمحے بلیک زیرو رسیور رکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے کاغذ پر نام و پتوں کی ایک فہرست موجود تھی۔

"ابھی ابھی سر سلطان نے کمرشل بنکوں کے سٹاک انچارجوں کے نام اور پتے لکھوائے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے عمران کو دیکھ کر کہا۔

"نہیں! ـــ کوئی فائدہ نہیں ـــــ مجرم ہماری توقع سے کہیں زیادہ چالاک ہیں ـــــ تم انہیں اغوا کرانے کا خیال چھوڑ دو اور صفدر اور کیپٹن شکیل کو کہہ دو کہ وہ گیسٹ روم میں موجود بیہوش پروفیسر کو دوبارہ اس کے گھر چھوڑ آئیں" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں! ـــ پروفیسر نے کچھ نہیں بتایا" ـــــ؟ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ـــــ اُسے اس کی لاعلمی میں استعمال کیا گیا ہے۔ وہ بے ضرر سا شخص ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے۔

بلیک زیرو نے مزید سوالات کرنے کی بجائے رسیور اٹھایا اور صفدر کو پروفیسر کو واپس چھوڑ آنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ؟ بلیک زیرو نے رسیور رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ شہر کے ٹاپ غنڈوں کو ٹٹولا جائے۔ یقیناً یہ لوگ نوٹ بدلنے کے لئے ایسے ہی لوگوں کو استعمال کریں گے" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ـــ یہ بات درست ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ ان کاموں کا ماہر شیر خان ہے ـــــ اس کا اپنا پورا گروہ ہے جو نقب لگا کر بنک لوٹنے میں ماہر ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"شیر خان" ـــــ؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــ یہ یہاں کا مشہور غنڈہ ہے ـــــ جانی بار کا مالک ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"مگر میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ابھی حال ہی میں کہیں باہر سے آیا ہے ـــــ مجھے بھی اتفاقاً اس کے متعلق پتہ چلا ـــــ مگر اس نے یہاں آتے ہی پے در پے ایسی وارداتیں کی ہیں کہ اس کا رعب سب پر بیٹھ چکا ہے ـــــ بظاہر انتہائی سیدھا سادھا آدمی ہے مگر سنا ہے کہ خطرناک حد تک لڑاکا۔ چالاک ـــ سفاک اور عیار آدمی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ سب تفصیلات کیسے ملیں" ___ ؟ عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"دراصل جب میں فارغ ہوتا ہوں تو شغل کے طور پہ ایسے لوگوں کا کھوج لگاتا رہتا ہوں ___ تاکہ شہر کے سماج دشمن عناصر کے متعلق اپ ٹو ڈیٹ معلومات حاصل ہوتی رہیں ___ گو ہمارا فیلڈ تو ان سے نپٹنا نہیں ہے مگر پھر بھی مجرموں کی سرکوبی کے درمیان ان سے واسطہ پڑ سکتا ہے" ___ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ویری گڈ بلیک زیرو! ___ آج تم نے طبیعت خوش کر دی ہے ___ اس کا مطلب ہے کہ اب تم میں بھی حماقت کے جراثیم سرایت کرتے جا رہے ہیں" ___ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بس جناب آپ کی صحبت کا اثر ہے" ___ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ عمران کی تعریف سے کھل اٹھا تھا۔

"رسیور مجھے دو ___ اور ٹائیگر کے نمبر ملاؤ" ___ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹائیگر" ___ ؟ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے حیران لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ___ میں سیکرٹ سروس کو سامنے نہیں لانا چاہتا ___ ورنہ مجرم ہوشیار ہو جائیں گے" ___ عمران نے جواب دیا اور پھر رابطہ ملنے کا انتظار کرنے لگا۔

بلیک زیرو کے نمبر ملاتے ہی دوسری طرف گھنٹی بج اٹھی۔ چند لمحے گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو" ___ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

"یس سر" ___ ٹائیگر کا لہجہ یکدم مودبانہ ہو گیا۔

"ٹائیگر! ___ جوفی بار کے مالک شیر خان کو جانتے ہو" ___ ؟ عمران نے سوال کیا۔

"یس باس! ___ اچھی طرح جانتا ہوں ___ انتہائی خطرناک غنڈہ ہے" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے اغوا کر کے دانش منزل تک پہنچا سکتے ہو" ___ ؟ عمران نے پوچھا۔

"کب باس" ___ ؟ ٹائیگر نے بلا کسی توقف کے پوچھا۔

"ابھی اور اسی وقت" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ___ میں کوشش کرتا ہوں" ___ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لفظ کوشش میرے سامنے مت استعمال کیا کرو ___ سمجھے ___ اسے تم نے ہر قیمت پر اغوا کر کے لانا ہے" ___ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوری باس! ___ ویسے ہی منہ سے نکل گیا تھا ___ آپ بے فکر رہیں ___ آدھے گھنٹے کے اندر اندر شیر خان دانش منزل پہنچ جائے گا" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔ کے! ___ میں انتظار کر رہا ہوں" ___ عمران نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔

"وہ انتہائی خطرناک غنڈہ ہے ـــــ ٹائیگر اکیلا اس پر قابو نہ پا سکے گا" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہیں ٹائیگر کی صلاحیتوں کا صحیح علم نہیں ہے بلیک زیرو! ـــ وہ چاہے تو آدھے شہر کو ایک ہی وقت میں اغوا کر لائے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

جدید فیشن کے خوبصورت کوچ پر ایک نوجوان لڑکی باریک سا گون پہنے ہوئے یوں بیٹھی ہوئی تھی جیسے وہ کسی ملک کی شہزادی ہو۔ اس کا چہرہ بیک وقت معصومیت اور سفاکی کا امتزاج پیش کر رہا تھا۔ آنکھیں یوں سرخ تھیں جیسے گزشتہ کئی دنوں سے وہ شراب پینے میں مصروف ہو۔ اس کی پشت پر ایک چھوٹے قد کی خوبصورت اور نوجوان لڑکی چست لباس پہنے کھڑی تھی۔ اور کوچ پر بیٹھی نوجوان لڑکی کے بالوں کو مختلف کلپوں میں باندھ کر ایک خاص ہیئر اسٹائل بنانے میں مصروف تھی۔

کوچ کے سامنے ایک قدِ آدم آئینہ تھا جس میں وہ دونوں بہت نمایاں نظر آ رہی تھیں۔

"دیکھو مارشیا! ـــ جو ہیئر اسٹائل تم بنا رہی ہو ـــ یہ اتنا منفرد ہونا چاہیئے کہ آج سے پہلے کسی عورت نے نہ بنوایا ہو۔ اور پھر اس سے میری خوبصورتی میں اضافہ ہونا چاہیئے" ـــ کوچ پر بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی نے پیچھے کھڑی ہوئی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد اور سپاٹ تھا۔

"ایسا ہی ہوگا مادام" ـــ مارشیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ بڑے ماہرانہ انداز میں اپنے کام میں مصروف تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے کلپ دوبارہ کھولنے شروع کر دیئے اور پھر بالوں کی لٹوں کو ماہرانہ انداز میں سیٹ کرنے میں مصروف ہو گئی۔ جب اس نے ایک طویل سانس لے کر اپنے قدم پیچھے ہٹائے تو کوچ پر بیٹھی ہوئی لڑکی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ بغور اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ مختلف انداز میں مڑ کر وہ اپنے آپ کا جائزہ لیتی رہی۔

اس دوران مارشیا خاموش کھڑی رہی۔ اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی زندگی موت کا فیصلہ سننے کی منتظر ہو۔

"او کے! ـــ اچھا ہیئر اسٹائل ہے ـــ مجھے پسند آیا ہے"۔ نوجوان لڑکی نے اس بار مسکراتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"شکریہ مادام" ـــ مارشیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ مادام کے سامنے رکوع کے بل جھکتی چلی گئی۔

مادام نے کوچ پر پڑا ہوا سچے موتیوں سے بنا پرس اٹھایا اور اُسے کھول کر اس میں سے ایک سُرخ رنگ کا کارڈ نکال کر مارتھیا کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا انعام ہے ——— اس کارڈ کے بدلے میں تمہیں ایک خالی چیک مل جائیگا ——— تم جس قدر جی چاہے اس پر رقم لکھ کر کیش کرا لینا" ——— مادام نے کہا۔

"آپ کی پسند ہی میرا انعام ہے مادام" ——— مارتھیا کارڈ لیتے ہوئے ایک بار پھر رکوع کے بل جھکتی چلی گئی اور پھر پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

مادام نے الماری کھول کر سُرخ رنگ کا ایک چست لباس نکالا اور اُسے پہن کر اس نے پرس اٹھایا اور پھر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی باہر نکلی، دروازے کے باہر سٹین گنوں سے مسلح دو قوی ہیکل آدمی رکوع کے بل جھکتے چلے گئے۔ مگر مادام نے ان پر نظر ڈالنی بھی گوارا نہ کی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ دونوں بڑے مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے چلنے لگے۔

مادام اس وقت ایک طویل راہداری سے گزر رہی تھی۔ راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جسے کھول کر مادام جب باہر آئی تو سامنے ایک خوبصورت سا پورچ تھا جس میں جدید ماڈل کی رولس رائس کار موجود تھی اور کار کے قریب ہی براق سفید وردی میں ملبوس ڈرائیور یوں چوکنا کھڑا تھا جیسے ابھی اس پر قیامت ٹوٹنے والی ہو۔ مادام کو باہر نکلتا دیکھ کر اس نے تیزی سے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور پھر رکوع کے بل جھک گیا۔

مادام پچھلی نشست پر بیٹھ گئی تو اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"مالابار ہوٹل" ——— مادام نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ——— ڈرائیور نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس قیمتی ترین گاڑی کا نفیس انجن بغیر کوئی آواز نکالے جاگ پڑا۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی اور سنگ مرمر کی بنی ہوئی دودھیا سڑک پر گاڑی یوں پھسلتی چلی گئی جیسے وہ سڑک پر نہ چل رہی ہو بلکہ دودھ کی نہر میں تیرتی چلی جا رہی ہو۔

شاہی محل کے طرز کے بنے ہوئے گیٹ سے گزرتی ہوئی کار بیرونی سڑک پر آ گئی۔ گیٹ پر موجود باوردی مسلح دربان کار کے قریب پہنچتے ہی رکوع کے بل جھکتے چلے گئے اور جب تک کار گزر نہ گئی وہ بدستور اسی طرح جھکے رہے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک عظیم الشان ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی جس میں پہلے سے ہی بے شمار کاریں موجود تھیں۔ ڈرائیور نے کار مین گیٹ کے سامنے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر کر پچھلی نشست کا دروازہ کھولا تو مادام باہر آ گئی۔ مین گیٹ کے سامنے موجود باوردی دربان مادام کے باہر نکلتے ہی رکوع کے بل جھکے اور پھر انہوں نے بڑے ادب سے شیشے کا دروازہ کھول دیا اور مادام بڑے انداز سے چلتی ہوئی ہال میں داخل ہو گئی۔

ہال کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور اس وقت اس کی تقریباً تمام میزیں عورتوں اور مردوں سے پُر تھیں۔ جیسے ہی مادام ہال میں داخل

ہوئی، سوٹ میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بھی رکوع کے بل جھک کر مادام کو آداب کیا۔

" ہوٹل مالا بار کی انتظامیہ پرنسز مادام کی آمد پر انتہائی شکریہ ادا کرتی ہے ـــــ تشریف لے آیئے" ـــــ اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر آگے آگے چلتا ہوا وہ مادام کو ایک کونے میں موجود ایک خوبصورت میز کے پاس لے آیا۔

مادام بڑے انداز سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ ایک بیرے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک خوبصورت ٹرے میں وہسکی کی ایک بوتل اور ایک خوبصورت سا جام مادام کے سامنے رکھ دیا اور پھر خود ہٹ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

ہوٹل کا ہال جو مادام کے اندر داخل ہونے سے قبل قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ اب وہاں کسی قبرستان جیسی خاموشی طاری تھی۔ ہال میں موجود ہر شخص یوں سہم گیا تھا جیسے معصوم چڑیا شکاری عقاب کو دیکھ کر سہم جاتی ہے۔

" یہ عورت کون ہے ـــــ ؟ اس کے آنے پر یہ خاموشی کیوں ہو گئی ہے" ـــــ ؟ ہال کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی ایک عورت نے اپنے ساتھی مرد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" ششش ـــ خاموش رہو! ـــــ اگر کسی نے سن لیا تو ہم دونوں بے موت مارے جائیں گے" ـــــ مرد نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آخر بات کیا ہے ـــــ ؟ یہ کوئی چڑیل ہے یا ڈائن ـــ ؟ آخر ہے کیا" ـــ ؟ عورت نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا مگر اس کا

لہجہ دبا ہوا تھا۔

" خدا کے لئے یہ الفاظ مت کہو ـــــ یہ عورت پرنسز مادام ہے۔ انتہائی پراسرار عورت ـــــ جو شخص شہر میں کہیں بھی، چاہے اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر اس کے خلاف کوئی فقرہ کہہ دے ـــــ اسے فوراً قتل کر دیا جاتا ہے ـــــ اس لئے ہر شخص نہ صرف اس کی عزت کرنے پر مجبور ہے ـــــ بلکہ اس سے ڈرتا بھی ہے" ـــــ مرد نے عورت کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" ہوں! ـــــ تم لوگوں نے خوامخواہ اسے ہوا بنا رکھا ہے ـــــ اس جدید دور میں بھی تم لوگ اتنے توہم پرست ہو سکتے ہو ـــــ حیرت ہے"۔ عورت نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ مرد کوئی جواب دیتا۔ اچانک ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سٹین گنوں سے مسلح چار قوی ہیکل افراد جنہوں نے سرخ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے اندر داخل ہوئے، انہیں دیکھ کر ہال میں موجود ہر شخص کا چہرہ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا۔ وہ چاروں ایک لمحے کے لئے دروازے پر کھڑے ہال کا جائزہ لیتے رہے پھر تیز تیز قدم اٹھاتے سیدھے اس میز کی طرف بڑھتے چلے آئے جس پر وہ عورت اور مرد موجود تھے۔

" کھڑی ہو جاؤ لڑکی! ـــــ تم نے پرنسز مادام کی توہین کی ہے" ـــــ ایک مسلح شخص نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں اس عورت سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

تم کون ہو اور تمہیں کیا حق ہے کہ مجھے اس طرح مخاطب کرو ـــ ؟ میں

ایکریمیا کی شہری ہوں ـــــ میں تمہارے خلاف اپنے سفارت خانے میں
شکایت درج کراؤں گی" ـــــ اس عورت نے غصیلے انداز میں کہا۔
مگر اس کے جواب میں ان چاروں نے ایک قہقہہ بلند کیا اور پھر
ان میں سے ایک نے جھپٹ کر اس لڑکی کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال لیا۔
" مدد ـــ مدد" ـــــ لڑکی نے بری طرح ہاتھ پیر مارتے
ہوئے کہا۔
مگر پورے ہال میں ایک شخص نے بھی حرکت نہ کی اور وہ مسلح شخص اس
عورت کو اٹھائے سیدھا مادام کی میز کے قریب لے آیا۔ اس نے اُسے
میز کے قریب فرش پر پٹخ دیا۔ دوسرے لمحے ان چاروں نے اپنی سٹین
گنوں کا رُخ فرش پر پڑی ہوئی اس عورت کی طرف کیا اور ہال گولیوں کی
تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ بے شمار گولیاں اس عورت کے جسم میں گھستی
چلی گئیں۔ اور اس عورت کے حلق سے صرف ایک چیخ ہی نکل سکی۔ اس کا
پورا جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔
ان چاروں مسلح افراد نے سٹین گنیں اونچی کیں اور پھر وہ مادام کے
سامنے رکوع کے بل جھکتے چلے گئے۔
مادام نے ہاتھ اٹھا کر انہیں جانے کا اشارہ کیا اور وہ تیزی سے مڑے
اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے
ہی بالٹیاں ہاتھ میں لئے ہوٹل کے ملازمین تیزی سے وہاں پہنچے۔ ان
میں سے دو نے اس عورت کی گولیوں سے چھلنی لاش کو اٹھایا اور
تیزی سے ہوٹل سے باہر نکلتے چلے گئے۔ جبکہ باقی لوگوں نے تیزی سے
فرش کو دھونا اور موٹے موٹے کپڑوں سے سکھانا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں

میں انہوں نے اپنا کام ختم کیا اور پھر وہ بھی ہوٹل کی راہداری میں غائب ہو گئے۔
اب ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہاں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔
اسی لمحے ہال کی بڑی لائٹیں بجھ گئیں اور صرف سامنے بنے ہوئے سٹیج
پر روشنی پھیل گئی۔ اور پھر ایک خوبصورت اور نوجوان نیم عریاں ڈانسر نے
سٹیج پر ڈانس شروع کر دیا۔ وہ ڈانس کرتے کرتے سٹیج سے نیچے اتری
اور پھر ناچتی ہوئی سیدھی مادام کی میز کی طرف بڑھ گئی۔ مادام کے قریب پہنچ
کر وہ رکوع کے بل جھکی اور پھر واپس مڑ کر اسی طرح ناچتی ہوئی واپس
سٹیج پر پہنچ گئی۔
تقریباً آدھے گھنٹے تک مختلف انداز میں ناچنے کے بعد وہ سٹیج سے
غائب ہو گئی اور ہال کی بڑی روشنیاں ایک بار پھر جل اٹھیں۔ اس کے ساتھ
ہی مادام بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ سوٹ میں ملبوس وہی نوجوان جو اس ہوٹل کا
مینجر تھا بھاگتا ہوا آیا اور مادام کے سامنے جھک کر کھڑا ہو گیا۔
" اچھا شو تھا" ـــــ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور مینجر نے یوں
جھک جھک کر سلام کرنے شروع کر دیئے جیسے اُسے سات بادشاہوں کا خزانہ
مل گیا ہو۔
پھر مادام نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے اور مینجر پچھلے قدموں چلتا
ہوا اس کی راہنمائی کرنے لگا۔ دروازے پر موجود دربانوں نے جھک کر
مادام کو سلام کیا اور پھر اسی طرح جھکے ہوئے انداز میں انہوں نے دروازہ کھول
دیا اور مادام تیزی سے قدم اٹھاتی باہر آ گئی۔
برآمدے کے ساتھ ہی مادام کی رولز رائس کار موجود تھی۔ باوردی ڈرائیور
نے رکوع کے بل جھک کر دروازہ کھولا اور پھر مادام کے بیٹھنے پر وہ تیزی سے

www.pdfbooksfree.pk

ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

"واپس محل چلو" ____ مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھادی۔

تھوڑی دیر بعد کار اسی محل نما عمارت کے بڑے دروازے پر پہنچ گئی اور پھر پورچ میں گاڑی روک کر ڈرائیور نے کار کا دروازہ کھولا اور مادام اتر کر تیزی سے شیشے کے بنے ہوئے بڑے دروازے پر پہنچ گئی۔ وہاں سے راہداری میں پہنچی اور راہداری میں موجود مسلح افراد اس کے پیچھے ادب سے چلتے ہوئے اُسے کمرے کے دروازے تک چھوڑ آئے۔

کمرے میں پہنچتے ہی مادام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پرس ایک میز کی طرف اچھال دیا اور پھر ایک آرام دہ صوفے پر یوں ڈھیر ہوگئی جیسے وہ بے حد تھک گئی ہو۔ اس نے ٹانگیں اور بازو سیدھے کر کے ایک بھرپور انگڑائی لی۔ چند لمحوں تک وہ آنکھیں بند کر کے صوفے پر بیٹھی رہی پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور باتھ روم کی طرف بڑھنے لگی۔

ابھی وہ باتھ روم کے دروازے تک پہنچی نہ تھی کہ کمرے میں ایک مترنم سی گھنٹی گونج اٹھی اور مادام اس گھنٹی کو سنتے ہی تیزی سے مڑی اور پھر قریب موجود ایک الماری کے قریب پہنچ گئی۔

اس نے الماری کے ہینڈل کو پکڑ کر مخصوص انداز میں دو بار اوپر اور تین بار نیچے کیا۔ اس کے ساتھ ہی الماری کے سپاٹ پٹ سکرین کی طرح روشن ہوتے چلے گئے۔ سکرین پر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر موجود تھی جس کی آنکھیں گہری سُرخ تھیں اور پھر کمرے میں میاؤں میاؤں کی آوازیں ابھر آئیں۔ اس آواز کے ابھرتے ہی مادام اس الماری کے سامنے رکوع کے

بل جھکتی چلی گئی۔

"پرنسز مادام حاضر ہے میڈم" ____ مادام کا لہجہ بیحد مودبانہ تھا۔

"مادام! ____ آئندہ تم بغیر اجازت حاصل کئے محل سے باہر نہیں جاؤ گی" ____ ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"بہتر میڈم! ____ آپکے حکم کی تعمیل ہوگی ____ مگر کیا میں اس حکم کی وجہ جان سکتی ہوں" ____؟ مادام نے بڑے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"میں ایک اہم ترین انقلابی اقدام پر سوچ بچار کر رہی ہوں ____ اور جلد ہی یہ انقلاب شروع ہونے والا ہے ____ اس لئے میں نہیں چاہتی کہ تمہاری وجہ سے میرے آدمیوں کی توجہ بٹ جائے" ____ میڈم کیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم! ____ مگر کیا اس انقلابی اقدام میں میری کوئی جگہ نہیں ہے" ____؟ مادام نے سوال کیا۔

"میں تمہاری صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتی ہوں ____ مگر ابھی تمہاری صلاحیتوں کے استعمال کا وقت نہیں آیا ____ جب وقت آئیگا تو تمہیں ضرور استعمال کیا جائے گا" ____ میڈم کیٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی میاؤں میاؤں کی آواز ایک بار پھر کمرے میں گونج اٹھی اور پھر سکرین سپاٹ ہوگئی اور چند لمحوں بعد الماری کے پٹ سادہ ہو چکے تھے۔

مادام نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ڈھیلے ڈھیلے قدم اٹھاتی ہوئی باتھ رُوم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ٹائیگر نے ٹیلیفون کا رسیور رکھا اور پھر اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اس کے سامنے ایک خوفناک مشن تھا۔ وہ شیر خان کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کتنا طاقتور، چالاک اور عیار آدمی ہے۔ اس شخص کا اس کے بھرے ہوئے بار سے اغوا بظاہر ایک ناممکن اقدام تھا مگر ٹائیگر جانتا تھا کہ اسے ہر قیمت پر یہ کام کرنا ہے۔ کیونکہ وہ اسے اپنی صلاحیتوں کے لیے چیلنج سمجھتا تھا۔ آخر عمران نے اسے اس قابل سمجھا تھا اسی لیے اُسے یہ مشن سرانجام دینے کا حکم دیا تھا۔ ٹائیگر عمران کو دیوتاؤں کی طرح سمجھتا تھا۔ اس کے ذہن کے مطابق عمران کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ اپنی جگہ اٹل ہوتا ہے اور اس کا پورا ہونا ایک لازمی امر ہے —— اس نے تیزی سے کپڑے بدلے، میک اپ کیا اور سیاہ رنگ کا چست لباس پہننے کے بعد اس نے الماری کھول کر اس کے خفیہ خانے سے ایک ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا آیا۔ دروازے کو لاک کر کے وہ راہداری سے گزر کر سیدھا لفٹ

کی طرف بڑھا۔

لفٹ نے چند ہی لمحوں میں اُسے ہوٹل کے بڑے ہال میں پہنچا دیا۔ ٹائیگر لفٹ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہال کے بیرونی دروازے سے نکل کر پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پارکنگ شیڈ میں اس کی موٹر سائیکل اور ایک سپورٹس کار موجود تھی۔ یہ سپورٹس کار مخصوص ساخت کی تھی اور عمران نے ایک مہم کے بعد اُسے یہ کار تحفے کے طور پر دی تھی۔ اس کار کو وہ بے حد عزیز رکھتا تھا اور سوائے خاص موقعوں کے عام طور پر استعمال نہیں کرتا تھا۔

آج کے مشن کے لیے اس نے کار کا انتخاب کیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے فاصلے طے کرتی ہوئی جانی بار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جانی بار ذاکر روڈ کے آخری سرے پر واقع تھا۔ اس بار میں شہر کے تمام غنڈہ عناصر کا ہر وقت جمگھٹا رہتا تھا مگر شاید یہ شیر خان کا رعب تھا کہ اس بار میں کوئی جھگڑا کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

شیر خان عام طور پر کاؤنٹر کے پیچھے ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھا شراب کی چسکیاں لیتا رہتا تھا۔ اس نے کاؤنٹر کے نیچے اس قسم کا سسٹم لگا رکھا تھا کہ ہر میز پر ہونے والی گفتگو باقاعدہ ریکارڈ ہوتی رہتی تھی اور پھر فارغ وقت میں اس تمام گفتگو کو غور سے سنتا اور اس گفتگو کی وجہ سے اُسے زیرِ زمین سرگرمیوں کا علم رہتا تھا۔

ٹائیگر نے کار جانی بار کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیدھا بار کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ شیر خان کاؤنٹر پر ہی موجود ہو۔ تاکہ اُسے اس کے خاص کمرے تک جانے کی

تکلیف نہ گوارا کرنی پڑے۔

ٹائیگر نے شیر خان کو اغوا کرنے کا ایک بالکل سیدھا سادھا سا اقدام سوچا تھا کہ وہ پستول کے زور پر شیر خان کو جانی بار سے باہر لے آئے گا اور پھر اُسے کار میں بٹھاتے وقت اس کی کنپٹی پر ضرب لگا کر بیہوش کر دیگا اور کار لے کر ہوا ہو جائے گا۔ اُسے یقین تھا کہ ایک بار شیر خان کو کار تک لے آیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے پکڑ نہیں سکتی تھی۔

ہال میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شیر خان کاؤنٹر کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں جام تھا اور نظریں ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

ٹائیگر کاؤنٹر کے قریب جا کر رک گیا۔

"کیا چاہیئے" ——— کاؤنٹر مین نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"شیر خان سے بات کرنی ہے" ——— ٹائیگر نے بھی غنڈوں کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اپنا نام سنکر شیر خان چونکا اور پھر اس کی نظریں ٹائیگر پر جم گئیں۔

"باس! ——— یہ بڈا آپ سے بات کرنا چاہتا ہے" ——— کاؤنٹر مین نے جو ایک لحیم شحیم آدمی تھا بڑے مضحکہ خیز لہجے میں شیر خان کی طرف مڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ اس پر قیامت بن کر ٹوٹا۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر پر پڑی ہوئی شراب کی ایک بڑی سی بوتل اٹھائی اور پوری قوت سے کاؤنٹر مین کے سر پر توڑ دی۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور کاؤنٹر مین چیخ مار کر کاؤنٹر کے پیچھے گرتا چلا گیا۔ ہال میں موجود ہر شخص اس دھماکے سے چونک پڑا۔

شیر خان ایک لمحے کے لئے تو حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ دیکھتا رہا جیسے اُسے ٹائیگر کی اس جرأت کا یقین نہ آ رہا ہو۔ پھر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا اور آنکھوں میں بھوکے بھیڑیئے کی سی چمک اُبھر آئی۔

"کون ہو تم ——— ؟ اور تم نے میرے آدمی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کیسے کی" ——— ؟ شیر خان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولو! ——— اونچی آواز میں بول کر تم مجھ پر رعب نہیں ڈال سکتے ——— تمہارے آدمی نے میرا مذاق اڑانے کی گستاخی کی تھی اور یہ کم از کم سزا تھی جو میں نے اُسے دی ہے" ——— ٹائیگر نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— تو یہ دم خم ہے تمہارا ——— بہت خوب" ——— شیر خان نے بڑے بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ قدم اٹھاتا کاؤنٹر سے باہر آ گیا۔

ہال میں موجود سب لوگ جو شہر کے چھٹے ہوئے غنڈے تھے غیر ارادی طور پر اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہال میں موجود بیرے بھی تیزی سے سمٹ کر ٹائیگر کے گرد دائرے کی صورت میں پھیلتے چلے گئے۔

ٹائیگر اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس نے ذرا بھی کمزوری دکھائی تو یہ لوگ اس کی چٹنی بنا کر رکھ دیں گے۔ اس لئے وہ چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں ——— اگر تم اطمینان سے میری بات سن لو تو یقیناً فائدے میں رہو گے۔ ورنہ دوسری صورت میں یاد رکھو ——— تمہارا سارا رعب تمہارے آدمیوں کے سامنے ناک کے

راستے نکال دونگا" ——— ٹائیگر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری بات اس وقت سنوں گا ——— جب صرف تمہاری زبان ہی حرکت کر سکے گی ——— جسم نہیں" ——— شیر خان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"ٹھیک ہے ——— ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ تم شیر خان ہو ——— یا گیدڑ خان" ——— ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک لحیم شحیم بیرہ تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو! ——— تم میں سے کوئی مداخلت نہ کرے ——— اس نے شیر خان کو للکارا ہے اور شیر خان اسے بتائے گا کہ موت کسے کہتے ہیں"۔ شیر خان نے ہاتھ اٹھا کر بیرے کو روکتے ہوئے کہا اور بیرہ برا سا منہ بناتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"اگر تمہارے پاس کوئی اسلحہ ہو تو اسے نکال کر پہلے اس سے اپنی حسرت پوری کر لو" ——— شیر خان نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسلحے کی کیا ضرورت ہے ——— تمہارے لئے تو میرے ہاتھ ہی کافی ہیں" ——— ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر جیسے ہی اس کی بات ختم ہوئی، ٹائیگر ——— اپنی جگہ سے بجلی کی طرح اچھلا اور اس نے پوری قوت سے شیر خان کے سینے پر فلائنگ کک لگانے کی کوشش کی۔ مگر شیر خان اتنی آسانی سے مار کھانے والا کہاں تھا۔ وہ انتہائی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور ٹائیگر اپنے ہی زور میں اچھلتا ہوا ہال کے بیرونی گیٹ سے جا ٹکرایا۔ جیسے ہی ٹائیگر شیشے کے بنے ہوئے گیٹ سے ٹکرا کر نیچے گرا

شیر خان نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر ٹائیگر چکنی مچھلی کی طرح فرش پر پھسلتا ہوا اندر کی طرف آ گیا اور شیر خان سر کے بل دروازے کے نچلے حصے سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ اس کی ضرب سے شیشہ ٹوٹ گیا اور شیر خان کا آدھا جسم دروازے کے باہر اور آدھا جسم اندر رہ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر باہر نکلتا۔ ٹائیگر نے تیزی سے اچھل کر پوری قوت سے اس کی پشت پر لات جما دی اور شیر خان اچھل کر دروازے کے باہر جا گرا۔ ٹائیگر نے پھرتی سے دروازہ کھولا اور پھر وہ باہر نکل آیا۔ مگر اب شیر خان سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نمایاں تھے جیسے ہی ٹائیگر باہر نکلا، شیر خان نے اسے سنبھلنے ہی نہ دیا اور پوری قوت سے ایک زوردار مکہ اس کے سینے پر جڑ دیا۔ ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا کہ جیسے اس کی سانس رک گئی ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے اوپر جھکے ہوئے شیر خان کو اس نے پوری قوت سے پیچھے دھکیل دیا اور خود تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

شیر خان جھٹکا کھا کر برآمدے کے باہر کھڑی ہوئی ٹائیگر کی کار سے جا ٹکرایا۔ ہال میں موجود تمام غنڈے اب ہال سے باہر نکل کر یہ خوفناک لڑائی دیکھ رہے تھے۔

شیر خان کار کے دروازے سے ٹکرا کر اچھلا اور پھر اس نے ایک بار پھر ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی۔ مگر اب ٹائیگر اپنا بقیہ پلان سوچ چکا تھا۔ اس لئے شیر خان کے حملہ کرتے ہی وہ ہوا میں اچھلا اور شیر خان کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اپنی ہی کار کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ اب ان

دونوں کی پوزیشن بدل گئی تھی۔ اب شیر خان کی پشت جانی بار کی طرف تھی
جبکہ ٹائیگر کی پشت کار کی طرف تھی۔
دوسرے لمحے ٹائیگر نے اپنے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں
کر لئے جیسے وہ ذہنی طور پر شیر خان سے شکست کھا گیا ہو۔ اور اب
فرار کی سوچ رہا ہو۔
پھر اس سے پہلے کہ شیر خان اس پر حملہ کرتا، ٹائیگر نے انتہائی پھرتی
سے کار کا دروازہ کھولا اور تیزی سے اندر گھستا چلا گیا۔
" ٹھہرو بزدل آدمی! ـــــ اب تم کہاں بھاگ سکتے ہو" ـــــ
شیر خان نے بڑے فاتحانہ انداز میں دھاڑتے ہوئے کہا اور تیزی سے
کار کے کھلے دروازے کی طرف لپکا۔
ٹائیگر اتنی دیر میں کھسک کر دوسری طرف کی ڈرائیونگ سیٹ پر
پہنچ چکا تھا۔
" مجھے کچھ نہ کہو ــــ خدا کے لئے میں چلا جاتا ہوں" ــــ ٹائیگر
نے شیر خان کے قریب پہنچتے ہی گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے
چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔
" تم اپنے قدموں پر چل کر واپس نہیں جا سکتے شیطان کے بچے"۔
شیر خان نے دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر کھلے دروازے میں جھک کر اس
نے ٹائیگر کو بازو سے پکڑ کر باہر گھسیٹنا چاہا، مگر ٹائیگر تو اس لمحے کے لئے
پوری طرح تیار تھا۔ اس کا دوسرا ہاتھ جو پہلے ہی جیب میں تھا، بجلی کی
سی تیزی سے باہر آیا اور دوسرے لمحے کار کے دروازے کے اندر موجود
شیر خان کے سر پر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پڑا اور اس کے ساتھ ہی

ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے شیر خان کو ایک جھٹکا دے کر کار کے اندر
گھسیٹ لیا۔
شیر خان نے کچھ جدوجہد کرنی چاہی کہ اس کی کھوپڑی پر دوسرا زوردار
دھماکہ ہوا اور اس بار شیر خان کا جسم بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا۔ اور دوسرے
لمحے ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے شیر خان کا باقی جسم بھی اندر گھسیٹ کر
کار کا دروازہ بند کر دیا۔ بار کے برآمدے میں بے شمار لوگ کھڑے اس لڑائی
کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے شیر خان کی فاتحانہ دھاڑ سنی تھی اس
لئے ان کا خیال تھا کہ شیر خان ابھی ٹائیگر کو گھسیٹ کر کار سے باہر لے آئیگا
مگر جب ٹائیگر نے دروازہ بند کیا تو وہ سب بری طرح چونکے اور دوسرے
لمحے ان کے ریوالور باہر نکل آئے اور وہ تیزی سے کار کی طرف جھپٹے
مگر اس سے پہلے کہ وہ کار تک پہنچتے، کار کا طاقتور انجن جاگ اٹھا اور
پھر وہ تیزی سے مڑی اور تیر کی طرح اڑتی ہوئی بیرونی روڈ کی طرف بھاگتی
چلی گئی۔
شیر خان کے ساتھیوں نے کار پر فائرنگ کی مگر ٹائیگر کار کے مخصوص
بٹن پہلے ہی دبا چکا تھا۔ ان بٹنوں کے دبتے ہی کار کے دروازے پر
بلٹ پروف شیشے چڑھ گئے۔ اس کی باڈی ویسے ہی بلٹ پروف تھی
کار کے چاروں ٹائروں پر فولادی شیڈ جھک آئے تھے۔ اس لئے ٹائر
بھی اب فائرنگ کی زد سے محفوظ ہو چکے تھے اس لئے ظاہر ہے کار
پر ہونے والی فائرنگ بے نتیجہ رہی اور ٹائیگر تیزی سے کار بڑھاتا ہوا
مین روڈ پر چڑھ آیا۔ اور پھر اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کار چلاتے
ہوئے اس کا رخ سامنے والے چوک کی طرف کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں

وہ چوک کراس کر کے بائیں روڈ پر آگیا۔

اور پھر بائیں روڈ پر مڑتے ہی وہ تیزی سے پہلی کراس گلی میں مڑتا چلا گیا۔ یہ گلی دوسری سڑک پر نکلتی تھی۔ اس سڑک پر پہنچ کر اس نے کار کو ایک اور کراس گلی میں موڑ دیا۔ اس طرح وہ ممکنہ تعاقب سے بچنا چاہتا تھا۔

مختلف گلیوں سے گزر کر جب وہ ایک سڑک پر پہنچا تو اُسے اطمینان ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا جا رہا۔ اگر بار میں سے کسی نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش بھی کی تھی تو وہ انہیں جھٹک دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ چنانچہ ہر طرف سے مطمئن ہو کر اس نے کار کا رخ تیزی سے دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈلیش بورڈ پر لگا ہوا ایک مخصوص بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈلیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر کی سائیں سائیں کی آواز نکلنے لگی۔ پھر چند لمحوں بعد سپیڈ ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ٹائیگر سپیکنگ" اوور" ___ ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران سپیکنگ" اوور" ___ دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"باس! ___ میں شیر خان کو کار میں اغوا کر کے دانش منزل لے آ رہا ہوں ___ وہ میری ساتھ والی سیٹ پر بیہوش پڑا ہوا ہے۔ اوور" ___ ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا تعاقب تو نہیں ہو رہا۔ اوور" ___ ؟ عمران نے دوسری طرف سے پوچھا۔

"نہیں باس! ___ میں نے مکمل اطمینان کر لیا ہے۔ اوور" ___ ٹائیگر

نے جواب دیا۔

"اوکے! ___ سیدھے دانش منزل آ جاؤ ___ گیٹ تمہیں کھلا ملے گا ___ کار اندر لیتے آنا ___ وہاں میں خود سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے جواب دیا۔

اور ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔ اور پھر کار کی رفتار اور بڑھا دی۔

تنظیم کے وسیع و عریض ہال میں اس وقت سرخ رنگ کے چست لباس میں ملبوس اور منہ پر سُرخ رنگ کے نقاب لگائے نو افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ میڈم کیٹ نے ایمرجنسی میٹنگ کال کی تھی اس لئے تنظیم کے یہ نو سربراہ اس وقت میٹنگ ہال میں موجود تھے۔ ان کا دسواں ساتھی جو نمبر ون تھا پچھلی میٹنگ میں میڈم کیٹ کے قہر کا نشانہ بن کر ہلاک ہو چکا تھا اس لئے اب ان کی تعداد نو تھی۔ البتہ ان کے نمبر بدل چکے تھے اور اب وہ نمبر ون سے نمبر نائن تھے۔

چند لمحوں بعد کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور ان سب کے اعصاب تن گئے۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار کا درمیانی حصہ

کسی سکرین کی طرح روشن ہوتا چلا گیا۔ اور چند لمحے سکرین پر روشنی کی لہریں کوندتی رہیں۔ پھر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر ابھر آئی۔ ان سب کی نظریں اس خوفناک بلی پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ سیاہ بلی تنظیم کا مخصوص نشان تھا اور تنظیم کی سربراہ میڈم کیٹ کا سلوگن تھی۔

"آپ لوگوں نے مشن کے بارے میں کوئی تجویز سوچی" ——— ؟ اچانک بلی کے لبوں کو حرکت ہوئی اور کمرے میں ایک کرخت نسوانی آواز گونج اٹھی۔

"یس میڈم! ——— میں نے ایک تجویز سوچی ہے ——— ایک آدمی نے کھڑے ہو کر مودبانہ انداز میں کہا۔

"ہاں نمبر سیون! ——— اپنی تجویز بیان کرو" ——— میڈم کیٹ نے کہا۔

"میڈم! ——— میرے خیال میں ہمیں اپنے مشن میں ضروری ترمیم کرتے ہوئے پہلے تمام بڑی طاقتوں کے محفوظ سونے کے ذخائر اپنے قبضے میں لے لینے چاہئیں ——— اور پھر جعلی کرنسی پھیلا دینی چاہئے ——— اس طرح کوئی بھی ملک اس بحران پر فوری طور پر قابو نہ پا سکے گا اور ہم اس پوزیشن میں ہوں گے کہ ان سے اپنی شرائط پر سودے بازی کر کے انہیں سونا مہیا کر سکیں" ——— نمبر سیون نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اور کسی کے پاس کوئی تجویز ہو تو بیان کرے" ——— میڈم کیٹ کی آواز ابھری۔

"میڈم! ——— نمبر سیون کی تجویز اچھی اور قابل عمل ہے ——— مگر

میں اس میں ایک اور ترمیم کی تجویز پیش کرتا ہوں ——— ہمیں پوری دنیا کے سونے کے ذخائر اپنے قبضہ میں لینے کے لئے طویل عرصے تک جدوجہد کرنی پڑے گی ——— اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر ہم دنیا کی تین سپر پاورز کو کور کر لیں۔ میرا مقصد شوگران، روسیاہ اور ایکریمیا سے ہے تو ہمارا مقصد پورا ہو سکتا ہے" ——— نمبر ٹو نے کھڑے ہو کر کہا۔

"اور کوئی تجویز ——— یا ترمیم" ——— ؟ میڈم کیٹ نے پوچھا مگر اس بار سب خاموش رہے۔

"نمبر سیون کی تجویز ——— اور نمبر ٹو کی اس میں ترمیم اچھی ہے ——— میں نے بھی یہی پلان بنایا ہے ——— اگر ہم تین بڑی طاقتوں کو قابو کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر باقی دنیا کے ممالک اپنے آپ ہمارے زیرنگیں آ جائیں گے ——— اور دوسری بات یہ کہ یہی طاقتیں ہی معاشی طور پر پوری دنیا میں مستحکم ہیں ——— اس لئے ان کے سونے کے ذخائر اگر ہمارے قبضے میں آ گئے تو ہم دنیا کو معاشی طور پر کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ——— میڈم کیٹ نے کہا۔

"مگر میڈم! ——— ان تینوں ملکوں میں سونے کی کانیں موجود ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سونا نکال لیں اور اسے صاف کرنے کی رفتار تیز کر کے ہمارے اقدام کو بے اثر کر دیں" ——— ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا۔

"بہت خوب! ——— یہ بھی ایک اچھا پہلو ہے ——— اس سلسلے میں ہم ایسا کر سکتے ہیں کہ ان ممالک کے سونا نکالنے اور اسے صاف کرنے کے کارخانوں کو تباہ کر دیں ——— ظاہر ہے نئے کارخانے لگانے کے لئے طویل وقت چاہئے اور ان کارخانوں کی عدم موجودگی میں سونے کی

کانوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا سکے گا" ـــــ میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

" بالکل درست ہے میڈم! ـــــ آپ نے بیحد اچھی تجویز سوچی ہے" ـــــ سب نے متفقہ آواز میں تائید کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ یہ طے رہا ـــــ اب اس سلسلے میں پہلے بنیادی باتیں سوچ لی جائیں ـــــ ہمیں ان تینوں ملکوں کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق پوری معلومات حاصل ہونی چاہیئے ـــــ ان جگہوں کا پورا پتہ ـــــ سونے کی پوری مقدار ـــــ اور انہیں لوٹنے کا مکمل پلان" ـــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

" یس میڈم! ـــــ یہ بہت ضروری ہے" ـــــ سب نے جواب دیا۔

" تو اس سلسلے میں آپ لوگ اپنی اپنی ذمہ داریاں بانٹ لیں ـــــ نمبر ون! ـــــ تم نے ایکریمیا کو کور کرنا ہے ـــــ نمبر سیون روسیاہ کو ـــــ اور نمبر تھری شوگران کو کور کریگا ـــــ ایک ہفتے کے اندر اندر مجھے یہ سب پلاننگ مل جانی چاہیئے ـــــ تاکہ آئندہ ہفتے ہم عملی اقدام کر سکیں" ـــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

" او کے! ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی میڈم" ـــــ نمبر ون، تھری اور سیون نے کھڑے ہو کر کہا۔

" نمبر ٹو! ـــــ تمہارے ذمے ایکریمیا کے سونا صاف کرنے والے کارخانوں کو اڑانا ہے ـــــ نمبر فور! ـــــ تم نے روسیاہ ـــــ اور نمبر سکس! ـــــ تم نے شوگران میں مشن مکمل کرنا ہے" ـــــ میڈم

کیٹ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی میڈم" ـــــ ان تینوں نے اٹھ کر مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے اطلاع ملی ہے کہ تینوں سپر پاورز نے ہمارے مقابلے کے لئے اپنے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم تشکیل دی ہے ـــــ اس کے متعلق کچھ مزید تفصیلات بھی ملی ہیں ـــــ نمبر فائیو اور نمبر ایٹ! تم دونوں کو یہ تفصیلات مل جائیں گی ـــــ تم دونوں نے مل کر اس ٹیم کو بے کار کرنا ہے ـــــ چاہے جس طرح بھی ہو، انہیں ہلاک یا گرفتار ہونا چاہیئے" ـــــ میڈم کیٹ نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس میڈم! ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ ہم اس ٹیم کو چوہوں کی طرح پکڑ لیں گے" ـــــ نمبر فائیو اور ایٹ نے بھی اٹھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اور نمبر نائن! ـــــ تمہارے ذمہ یہ کام ہو گا کہ تم اس شہر میں اپنے آدمی پھیلا دو ـــــ جو آدمی تمہیں مشکوک معلوم ہو ـــــ اُسے پکڑ کر اس کی مکمل سکریننگ کرو ـــــ اور ذرا سا بھی شک پختہ ہونے پر انہیں ہلاک کر دو ـــــ تمہارا یہ کام مکمل مشن کی تکمیل تک جاری رہے گا" میڈم کیٹ نے کہا۔

" یس میڈم" ـــــ نمبر نائن نے اٹھ کر جواب دیا۔

" او کے! ـــــ ایک ہفتے بعد میٹنگ دوبارہ ہو گی ـــــ اس دوران تمام کام مکمل ہو جانا چاہیئے ـــــ کسی کی معمولی سی کوتاہی بھی

برداشت نہیں کی جائے گا ـــــــ اور کامیابی کی صورت میں تم سب کا مشترکہ بورڈ پوری دنیا کو کنٹرول کرے گا ـــــــ اور صحیح معنوں میں تم پوری دنیا کے حاکم ہو گے ـــــ اس لئے کام پوری دلجمعی اور ہوشیاری سے مکمل ہونا چاہیئے" ـــــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں میڈم ـــــ ہم آپ کی توقعات پر پورے اتریں گے" ـــــــ سب نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" او۔کے ! ـــــ میٹنگ ختم" ـــــــ میڈم کیٹ کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی سکرین یکدم تاریک ہو گئی اور سب نقاب پوش اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مارگریٹ ـ بوچر اور کاشا کی متوسط طبقے کی عورتوں کے میک اپ میں جب نارتھ پول کے مرکزی ہوائی اڈے پر اتریں تو انہوں نے سادہ سے لباس پہنے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ بالکل سیدھی سادھی سی نظر آنے والی عورتیں دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹس ہیں اور ان کے کارناموں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ بعض ملکوں کی پوری سیکرٹ سروس بھی ایک صدی میں اتنے کارنامے انجام نہیں دے سکتی۔

وہ تینوں کسٹم کاؤنٹر سے فارغ ہو کر دھیرے دھیرے چلتی ہوئیں جب ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر آئیں تو ان کا رُخ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف تھا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک دو روز کسی ہوٹل میں رہ کر آرام کرنا چاہیئے تاکہ کوئی ہم پر شک نہ کر سکے" ـــــــ مارگریٹ نے کہا۔

" ہاں ! ـــــ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے ـــــ کیونکہ میں ایک مرد کو اپنے تعاقب میں دیکھ رہی ہوں" ـــــــ مس بوچر نے جواب دیا۔

ظاہر ہے ـــــــ تمہارا تعاقب مرد ہی کر سکتے ہیں ـــــــ عورتیں تو کرنے سے رہیں" ـــــــ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

چند لمحوں بعد انہوں نے ایک ٹیکسی پکڑ لی۔

"کسی ایسے ہوٹل میں چلو ـــــــ جہاں شریف لوگ رہتے ہوں ـــــــ اور کرایہ بھی مناسب ہو" ـــــــ مس بوچر نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم" ـــــــ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

مس بوچر ڈرائیور کے ساتھ والی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی نظریں بار بار بیک مرر کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ اس نے ایک سیاہ رنگ کی کار کو اپنی ٹیکسی کے تعاقب میں دیکھ لیا تھا۔ مگر ظاہر ہے وہ ڈرائیور کے سامنے اس امر کا اظہار نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے خاموش بیٹھی رہی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے ایک سات منزلہ عظیم الشان عمارت کے کمپاؤنڈ میں ٹیکسی موڑ دی۔

"میڈم! ـــــــ یہ بہت اچھا ہوٹل ہے ـــــــ کرایہ بھی مناسب ہے اور ہر قسم کے غنڈہ عناصر سے بھی پاک ہے" ـــــــ ٹیکسی ڈرائیور نے گیٹ کے سامنے ٹیکسی روکتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ـــــــ ان تینوں نے اٹھ کر کہا اور پھر مس بوچر نے اسے کرایہ کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی ٹپ بھی دے دی۔ اور ٹیکسی ڈرائیور سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا۔

ہوٹل واقعی بے حد صاف ستھرا تھا اور وہاں کا ماحول شریفانہ نظر آتا تھا۔ انہیں چوتھی منزل پر تین بیڈ کا ایک خصوصی سوٹ مناسب کرایہ پر مل گیا اور مودب پورٹر نے ان کے بیگ کمرے میں پہنچا دیئے اور پھر ٹپ لیکر واپس چلا گیا۔

بیرے کے جاتے ہی کاشاکی نے تیزی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید طرز کا چھوٹا سا گائیگر نکالا اور پھر اس نے کمرے کی ہر چیز کو اس گائیگر سے چیک کرنا شروع کر دیا۔

جلد ہی ایک زیبائشی تصویر کے پاس پہنچتے ہی گائیگر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ تینوں چونک پڑیں۔ کاشاکی نے ہاتھ بڑھا کر تصویر ہٹانی چاہی کہ مارگریٹ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بھئی اتنی تھک گئی ہیں کہ اب بولنے کو بھی دل نہیں چاہتا" ـــــــ مارگریٹ نے عام سے لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی" ـــــــ کاشاکی نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ وہ مارگریٹ کے ہاتھ پکڑنے سے ہی سمجھ گئی تھی کہ اس کا مقصد کیا ہے۔

واقعی کاشاکی اس ٹرانسمیٹر کا رابطہ ختم کر کے غلطی کر رہی تھی۔ اس طرح چیک کرنے والے فوراً ہی ان کی طرف سے مشکوک ہو جاتے اور پھر ان کی نگرانی خصوصی طور پر کی جاتی۔

"اب کیا پروگرام ہے ـــــــ میرا خیال ہے کہ آج شام کو شہر کی سیر کی جائے ـــــــ تاکہ بیوٹی پارلر کے لئے کوئی مناسب جگہ بھی دیکھ لی جائے اور تفریح بھی ہو جائے گی" ـــــــ مس بوچر نے ان دونوں

سے مخاطب ہو کر کہا جواب کرسیوں پر بیٹھ گئی تھیں۔

" ہاں! ۔۔۔ اچھا خیال ہے ۔۔۔ بس ایک بات کا خطرہ ہے کہ کیا یہاں بیوٹی پارلر چل نکلے گا" ۔۔۔ مارگریٹ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

" دیکھو مارگریٹ! ۔۔۔ ہم تینوں اپنے اپنے فن میں طاق ہیں۔ تم آرائش جمال کی ماہر ہو ۔۔۔ جب کہ کاشاکی ہیئر اسٹائل ۔۔۔ اور میں مساج کے فن میں مہارت رکھتی ہوں ۔۔۔ ہم تینوں کا اشتراک یقیناً بیوٹی پارلر شاپ کو جلد ہی مشہور کر دے گا اور ہم دولت میں کھیلنے لگ جائیں گی" ۔۔۔ مس بوچر نے جواب دیا۔

" یہ تو ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر اس ملک کا انتخاب میری سمجھ میں نہیں آیا ۔۔۔ میرا تو خیال تھا کہ ہم ناراک میں شاپ کھولتیں تو زیادہ چل نکلتی" کاشاکی نے کہا۔

" نہیں کاشاکی! ۔۔۔ ناراک میں بیشمار بیوٹی پارلر ہیں ۔۔۔ وہاں نئی دکان کا چل نکلنا بہت مشکل اور محنت طلب کام ہے ۔۔۔ جب کہ میری معلومات کے مطابق یہاں اتنے بیوٹی پارلر نہیں ہیں۔ یہاں ہم سب کو لیڈ کر جائیں گی" ۔۔۔ اس بار مارگریٹ نے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ بھی آزما دیکھتے ہیں ۔۔۔ اب میرے خیال میں غسل کر کے ذرا آرام کیا جائے" ۔۔۔ کاشاکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں! ۔۔۔ غسل خانہ تو ایک ہے ۔۔۔ ظاہر ہے باری باری ہی غسل کیا جا سکتا ہے ۔۔۔ پہلے تم اٹھی ہو تو تم ہی پہلے غسل کر لو" ۔۔۔

مس بوچر نے جواب دیا۔

" بھئی میں تو ایسے ہی سونا چاہتی ہوں ۔۔۔ غسل کر لیا تو نیند اُڑ جائے گی ۔۔۔ شام کو باہر نکلنے سے پہلے غسل کروں گی" ۔۔۔ مارگریٹ نے کہا اور پھر اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

" چلو یہ بھی ٹھیک ہے ۔۔۔ ایسے ہی سہی" ۔۔۔ مس بوچر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

" مگر مجھے تو بغیر غسل کئے چین نہیں آئے گا ۔۔۔ اس لئے میں تو چلی غسل خانے میں" ۔۔۔ مس کاشاکی نے کہا اور وہ غسل خانے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

اس نے غسل خانے کا دروازہ بند کر کے اُسی گائیگر سے غسل خانے کو چیک کیا۔ وہاں فلش ٹینکی کے پیچھے گائیگر بول پڑا اور کاشاکی نے سر ہلاتے ہوئے اُسے بند کر دیا اور جیب میں ڈال لیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس قدر خوفناک جاسوسی انتظامات آخر کس نے کئے ہوں گے ۔۔۔؟ کیا یہ اس ہوٹل کی انتظامیہ کی شرارت ہے جو اس طرح لوگوں کے راز حاصل کر کے انہیں بلیک میل کرتی ہو گی ۔۔۔ یا ۔۔۔ یہاں کی سیکرٹ سروس نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کیا ہے ۔۔۔ یا پھر آخری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مجرم تنظیم نے یہ سارا چکر چلایا ہو ۔۔۔ مگر اُسے دوسرا خیال زیادہ قرین قیاس لگا۔ کیونکہ ہوٹل کی انتظامیہ ہر مسافر کو تو بلیک میل کرنے سے رہی ۔۔۔ جبکہ ایسے انتظامات پر بے پناہ اخراجات آتے تھے۔ اور مجرم تنظیم اتنی وسیع نہیں ہو سکتی کہ ملک کے ہر ہوٹل کو خریدے اور وہاں کے ہر کمرے میں ایسے انتظامات کرے۔ ظاہر ہے یہ

سارا چکر سرکاری پیمانے پر ہی کیا جا سکتا ہے۔

اس نے کپڑے اتار کر شاور کھول دیا اور پھر کافی دیر تک پانی کے نیچے بیٹھنے کے بعد جب وہ پوری طرح تازہ دم ہو گئی تو اس نے تولئے سے جسم کو صاف کیا اور کپڑے پہن کر وہ باہر آ گئی۔ مس بوچر اور مارگریٹ اس دوران واقعی سو چکی تھیں۔

کاشاکی نے کنگھے سے اپنے بالوں کو سیدھا کیا اور پھر اپنے بیگ سے سلیپنگ سوٹ نکال کر پہنا اور بستر پر لیٹ گئی۔ کچھ دیر تک وہ نئے مشن کے بارے میں سوچتی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ بھی نیند کی دلدل میں دھنستی چلی گئی۔

ان تینوں کو سوتے ہوئے زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ گزرا ہو گا کہ کمرے کی ایک دیوار درمیان سے بے آواز طریقے سے ہٹتی چلی گئی اور وہاں ایک خلا پیدا ہو گیا۔

دوسرے لمحے اس خلا میں سے چار نقاب پوش اندر داخل ہوئے ان میں سے ایک نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر پہلے اُسے کاشاکی کی ناک سے لگایا۔

کاشاکی کا جسم ایک لمحے کے لئے کسمسایا اور پھر وہ ساکت ہو گئی۔ بعد میں یہی عمل اس نقاب پوش نے مس بوچر اور مس مارگریٹ کے ساتھ بھی کیا اور وہ دونوں بھی ایک دو لمحے کسمسانے کے بعد بے حس و حرکت ہو گئیں۔

نقاب پوش نے شیشی کا ڈھکن لگایا اور اُسے دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"اٹھاؤ انہیں ـــــــ ان کا سامان میں اٹھاتا ہوں" ـــــ اسی نقاب پوش نے اپنے باقی تین ساتھیوں سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر ان تینوں نقاب پوشوں نے جھک کر باری باری ان میں سے ایک ایک کو اپنے کندھوں پر لاد لیا۔

ان تینوں کو بے ہوش کرنے والے نقاب پوش نے ان تینوں کے بیگ اکھٹے کئے اور پھر وہ اٹھا کر ان تینوں کے پیچھے چلتا ہوا اس خلا میں غائب ہو گیا جس خلا سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔

ان چاروں نقاب پوشوں کے خلا میں غائب ہوتے ہی کمرے کی دیوار دوبارہ بغیر آواز کئے برابر ہو گئی۔

اب وہی کمرہ جو چند لمحے پیشتر تین انسانی وجودوں سے مہک رہا تھا خالی پڑا بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔

"کیا خیال ہے ـــــ کہاں سے کام شروع کیا جائے" ـــــ؟ بلیک نے شاکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسی بھی بڑے جوئے خانے سے کام شروع کیا جا سکتا ہے ـــــ ہم نے تو بس اپنی اہمیت اجاگر کرنی ہے" ـــــ ہچوشان نے جواب دیا۔

"نہیں ـــــ اس طرح اپنی طاقت اور وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ـــــ میں نے یہاں آ کر کچھ معلومات حاصل کی ہیں ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہوٹل لاشیری کا مالک سینڈرا پرنسز مادام کا خاص آدمی ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے لاشیری میں ہنگامہ کرنا چاہیے" ـــــ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں مختلف فلائٹس کے ذریعے آج ہی یہاں پہنچے تھے ۔ یہاں چیف شاکل نے ایک چھوٹی سی کوٹھی کرایہ پر لینے کا بندوبست پہلے ہی کر لیا

تھا۔ اس لئے پروگرام کے مطابق وہ تینوں ایئرپورٹ سے سیدھے یہاں پہنچے تھے۔ اور پھر ایئرپورٹ سے اترتے ہی ان تینوں کا تعاقب کئے جانے کی کوشش کی گئی تھی مگر ظاہر ہے تعاقب کرنے والے کو جھٹک دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم میک اپ کر لیں ـــــ کیونکہ تعاقب کنندگان ہمیں پورے شہر میں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے" ـــــ بلیک نے کہا۔

"ویسے مجھے حیرت ہے کہ ایئرپورٹ سے نکلتے ہی ہمارا تعاقب شروع ہو گیا ـــــ کیا ہمارا پلان اس تنظیم تک پہنچ گیا ہے" ـــــ؟ ہچوشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــــ میرا ایک دوست یہاں زیرزمین سرگرمیوں میں خاصا معروف ہے ـــــ اس سے میں نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا تو اس نے بتایا تھا کہ یہ سب آدمی پرنسز مادام کے ہیں ـــــ پچھلے کچھ دنوں سے پرنسز مادام کے آدمی بے حد فعال ہو گئے ہیں وہ اس ملک میں داخل ہونے والے ہر فرد کو باقاعدہ چیک کرتے ہیں ـــــ اور انہوں نے بڑے بڑے ہوٹلوں میں ٹرانسمیٹر نصب کر رکھے ہیں یہ سب کوئی حفاظتی کارروائی محسوس ہو رہی ہے" ـــــ چیف شاکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ پرنسز مادام کو اس بات کا خدشہ ہو گیا ہے کہ ان کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے" ـــــ بلیک نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ـــــ جب کوئی تنظیم اتنے بڑے پیمانے پر کام کر رہی

www.pdfbooksfree.pk

ہو تو وہ میجر آپریشن شروع کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت میں بھی فعال ہو جاتی ہے" ___ جوشان نے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے پہلے ٹارگٹ پر ہی کامیابی ہو جائے گی۔ اور ہم پرنسز مادام کی نظروں میں آ جائیں گے ___ اس لئے میرا خیال ہے کہ ٹارگٹ کور کرنے کے بعد ہم تعاقب کرنے والوں کو جھٹکیں نہیں ___ بلکہ یہیں لے آئیں تاکہ وہ آسانی سے ہمیں ٹریپ کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جائیں ___ اور ہم فوری طور پر کوئی ایکشن لے سکیں" ___ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں ہیڈ کوارٹر لے جانے کی بجائے یہیں گولی مار دیں" ___ جوشان نے کہا۔

" ایسا ممکن نہیں ___ جہاں تک مجھے پرنسز مادام کے متعلق معلومات حاصل ہیں ___ اس کے آدمی پہلے ہمیں ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے ___ وہاں وہ جدید مشینری کے ذریعے ہمارا لاشعور چیک کریں گے ___ اگر ہم نے اپنے لاشعور کو بلینک کر لیا تو پھر وہ ہماری طرف سے مطمئن ہو جائیں گے کہ ہم عام سے غنڈے ہیں ___ اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ ہم تینوں میں سے کسی کو پرنسز مادام کی خوابگاہ تک پہنچنے کا اعزاز حاصل ہو جائے اس کے بعد کیا ہو گا ___ ؟ یہ ہماری صلاحیتوں پر منحصر ہے" ___ چیف شاکل نے جواب دیتے ہوئے کہا

" او کے ! ___ جو ہو گا، دیکھا جائے گا ___ کام تو شروع کیا جائے" ___ بلیک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ جیب سے میک اپ باکس نکالتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھا۔

" مسٹر بلیک ! ___ یہ کونسا میک اپ ہے" ___ ؟ چیف شاکل نے اُسے روکتے ہوئے پوچھا۔

" یہ جدید ترین میک اپ باکس ہے ___ اس میک اپ کو دنیا کی کوئی مشینری چیک نہیں کر سکتی ___ یہ میرے ملک کے ذہین ترین ___ سائنسدانوں کی صلاحیتوں کا نچوڑ ہے" ___ بلیک نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ! ___ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہم تینوں کا میک اپ ایسا ہو جو چیک نہ کیا جا سکے" ___ چیف شاکل نے جواب دیا اور بلیک مسکراتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

پھر باری باری ان تینوں نے میک اپ کیا۔ ان تینوں نے میک اپ میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا تھا کہ چہرے پر سفاکی جیسے ثبت ہو گئی ہو۔ ویسے بھی وہ تینوں انتہائی ٹھوس جسموں کے مالک تھے اس لئے انہیں امید تھی کہ پرنسز مادام تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پرنسز مادام کے پاس پہنچنے کے بعد ان تینوں نے اپنے اپنے طور پر پلان بنا رکھے تھے کہ وہ کس طرح پرنسز مادام کو کور کر کے اس بین الاقوامی تنظیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ تینوں تیار ہو کر مشن کے لئے چل پڑے۔ ان تینوں کے جسموں پر چست لباس تھے اور ان لباسوں کی جیبوں میں مخصوص اور جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔ کرائے کی کار کوٹھی کے پورچ میں موجود تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ چیف شاکل نے سنبھالی جبکہ بلیک اور جوشان پچھلی

نشستوں پر بیٹھ گئے۔

چیف شاکل نے کار کو کوٹھی سے نکال کر اس کا رُخ لاشیری ہوٹل کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا۔

"جس قدر زیادہ سے زیادہ سفاکی شو ہو سکے ___ کی جائے ___ واپسی کے لئے ہر ممبر جو طریقہ مناسب سمجھے ___ اختیار کرلے ___ ایک دوسرے کی راہ نہ دیکھی جائے" ___ چیف شاکل نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ ہم سمجھتے ہیں" ___ بلیک نے اس کی ہدایات پر قدرے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور شاکل خاموش ہو گیا۔ اُسے بھی شاید احساس ہو گیا تھا کہ وہ نادانستگی میں دنیا کے مشہور سیکرٹ ایجنٹوں کو بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہا ہے۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے فاصلوں کو نگلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ٹرانسمیٹر کی زوں زوں جیسے ہی کمرے میں گونجی، بلیک زیرو چونک پڑا۔ اس نے میز کی دراز کھول کر مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز پر رکھ دیا۔

"یہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے سر! ___ اسی کی فریکوئنسی ہے" ___ بلیک زیرو نے فریکوئنسی چیک کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ___ آن کرو" ___ عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اور پھر بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ۔ اوور" ___ دوسری طرف سے ٹائیگر کی اطمینان بھری آواز سنائی دی اور عمران اس کا لہجہ سُن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا ہے۔ ورنہ اس کا لہجہ اتنا مطمئن نہ ہوتا۔

"عمران سپیکنگ اوور" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— میں شیرخان کو کار میں اغوا کر کے دانش منزل لے آرہا ہوں ——— وہ میری ساتھ والی سیٹ پر بیہوش پڑا ہوا ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ فخریہ تھا۔

"تمہارا تعاقب تو نہیں ہو رہا۔ اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس! ——— میں نے مکمل اطمینان کر لیا ہے۔ اوور" ——— ٹائیگر کا جواب ملا۔

"او کے! ——— سیدھے دانش منزل آجاؤ ——— گیٹ تمہیں کھلا ملے گا ——— کار اندر لیتے آنا ——— وہاں میں سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل" ——— عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے اشارے پر بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس دراز میں رکھ دیا۔

"حیرت ہے کہ ٹائیگر، شیرخان کو اتنی آسانی سے اغوا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے" ——— بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر رکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ایسا ہی آدمی ہے ——— جب کام کرنے پر آجائے تو وہ دوسرا عمران ثابت ہوتا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"واقعی! ——— اب تو میں بھی اس کی صلاحیتوں کا قائل ہو گیا ہوں۔ میرا خیال ہے میں گیٹ کھول دوں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے سر ہلانے پر اس نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک مخصوص بٹن دبا دیا۔

"اچھا! ——— میں باہر جاتا ہوں ——— تم نے ٹائیگر کے سامنے نہیں آنا۔

جب میں ٹائیگر کو واپس بھیج دوں تو اس کے باہر نکلنے کے بعد تم بھی گیٹ روم میں آجانا ——— آج میں شیرخان کو سچ مچ کا شیر بنا دینا چاہتا ہوں" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک درخواست ہے" ——— بلیک زیرو نے اچانک کہا۔

"لکھ کر دو ——— زبانی درخواست کوئی اہمیت نہیں رکھتی ——— اور سنو! ——— اس پر کورٹ فیس ٹکٹ بھی لگا دینا" ——— عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

"میں مضمون پڑھ دیتا ہوں ——— ہو سکتا ہے آپ کبھی سکول نہ گئے ہوں ——— اس لئے پڑھنے میں تکلیف ہو ——— بخدمت جناب ایکسٹو صاحب! ——— شیرخان سے مجھے نپٹنے دیجئے ——— جناب کی عین نوازش ہو گی" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عین نوازش کا زمانہ پرانا ہو چکا ہے ——— اب تو غین نوازش کا دور ہے ——— اس لئے درخواست نامنظور کی جاتی ہے" ——— عمران نے لہجے کو مصنوعی طور پر سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو نے عمران کے باہر جانے پر ایک بٹن دبا کر بیرونی منظر دکھانے والی سکرین روشن کر دی۔ عمران باہر برآمدے میں کھڑا صاف دکھائی دے رہا تھا جب کہ دانش منزل کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ اور سامنے سڑک پر سے گزرنے والی ٹریفک صاف دکھائی دے رہی تھی۔

چند لمحوں بعد سپورٹس کار تیزی سے مڑ کر گیٹ میں داخل ہوئی اور سیدھی برآمدے کے اس حصے کی طرف بڑھتی چلی آئی جدھر عمران کھڑا تھا۔

بلیک زیرو نے بٹن دبا کر گیٹ بند کر دیا تاکہ کار میں سے بے ہوش شیر خان کو باہر نکالنے کا منظر سڑک پر سے دیکھ نہ لیا جائے۔

ٹائیگر نے برآمدے کے قریب پہنچ کر کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر ساتھ والا دروازہ کھولا اور پھر سیٹ پر بیہوش پڑے ہوئے شیر خان کو باہر گھسیٹ لیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی اسے لے آنے میں" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس! ــــ بس ذرا دماغ استعمال کرنا پڑا" ــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے تمام واقعات عمران کو سنا دیئے۔

"ویری گڈ! ــــ اچھا داؤ کھیلا ہے تم نے ــــ اب تم واپس جاؤ ــــ اور سنو! ــــ یہاں سے نکلنے سے پہلے کار کی نمبر پلیٹ اور کلر تبدیل کر لینا ــــ اور جتنی جلد ہو سکے اس میک اپ سے بھی چھٹکارا حاصل کر لو ــــ کیونکہ شیر خان کے ساتھی بھوکے بھیڑیوں کی طرح پورے شہر میں تمہیں ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے" ــــ عمران نے شیر خان کو اٹھا کر کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ــــ ایسا ہی ہوگا ــــ اب میں جا سکتا ہوں" ــــ؟ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں جاؤ ــــ اور ذرا ہوشیار رہنا ــــ ہو سکتا ہے کوئی ایمرجنسی کام پڑ جائے" ــــ عمران نے جواب دیا اور پھر شیر خان

کو کندھے پر اٹھائے گیسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر تیزی سے مڑ کر واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانے میں نصب دو تین بٹن دبائے تو کار کے اوپر مصنوعی رنگ کی شیٹیں پھسلتی چلی گئیں۔ چند لمحوں بعد کار کا رنگ یکسر تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی آٹومیٹک انداز میں کار کے دونوں سائیڈز کی نمبر پلیٹس بھی تبدیل ہو چکی تھیں۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا سکرین پر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اسے اس بات پر کوئی حیرت نہ تھی کیونکہ وہ اس کار کے تمام میکنزم کو اچھی طرح جانتا تھا۔ جب یہ کار عمران نے خاص انداز پر بنوائی تھی تو بلیک زیرو کو اس کے تمام میکنزم عملی طور پر دکھائے تھے۔

کار کا رنگ اور نمبر پلیٹس تبدیل کر کے ٹائیگر نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنا کوٹ اتار کر اسے پلٹ کر دوبارہ پہن لیا۔ ڈبل انداز میں بنا ہوا کوٹ اب اپنا ڈیزائن اور رنگ بدل چکا تھا۔ پھر ٹائیگر نے چند ہی لمحوں میں مصنوعی میک اپ بھی صاف کر دیا۔ اب وہ کار سمیت مکمل طور پر بدل چکا تھا۔

جب ٹائیگر کار موڑ کر گیٹ کی طرف مڑا تو بلیک زیرو نے بٹن دبا کر گیٹ کھول دیا اور کار کے باہر جاتے ہی اس نے گیٹ بند کر کے حفاظتی سسٹم آن کر دیا اور ایک طویل سانس لیتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران نے خود اسے گیسٹ روم میں بلایا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس سے کچھ کام لینا چاہتا ہے چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گیسٹ روم کا مخصوص لاک کھول کر وہ جب اندر داخل ہوا تو اس

نے شیر خان کو فرش پر بیہوش پڑے دیکھا جبکہ عمران ایک طرف کھڑا ہاتھ میں پکڑے ایک کاغذ کو دیکھ رہا تھا۔

بلیک زیرو نے دروازہ بند کر کے اُسے لاک کر دیا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھا۔

عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"یار بلیک زیرو! ——— میں نے ابھی ابھی سوچا ہے کہ کیوں نہ تمہاری درخواست قبول کر لی جائے ——— اس لئے بھئی اب تم جانو اور شیر خان"۔ عمران نے دیوار سے پشت لگاتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ! ——— آپ دیکھنا کہ میں کتنی جلدی اسے بھیڑ خان بنا دیتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس یہی خیال رکھنا کہ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" عمران نے اُسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ——— بس چند منٹ کا کھیل ہو گا" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر اس نے جیب سے نقاب نکال کر منہ پر چڑھایا اور پھر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے شیر خان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران بڑے بے تعلق سے انداز میں دیوار کے قریب کھڑا تھا۔ اور پھر بلیک زیرو نے شیر خان کو ہوش میں لے آنے کا وہی حربہ اختیار کیا جو عام طور پر عمران کیا کرتا تھا یعنی اس کا ناک اور منہ بیک وقت بند کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی شیر خان کا جسم کسمسانے لگا اور بلیک زیرو پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

پھر جیسے ہی شیر خان نے آنکھیں کھولیں بلیک زیرو کی لات پوری قوت سے شیر خان کے پہلو پر پڑی اور شیر خان کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ نکل گئی اور وہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا دور تک گھسٹتا چلا گیا۔ شائد ایک ہی لات نے اُسے تیزی سے لاشعور سے شعور کی حالت میں پہنچا دیا تھا کیونکہ جیسے ہی اس کا جسم لڑھکنیاں کھاتا ہوا رکا وہ پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے کی کیفیت عجیب و غریب ہو رہی تھی۔ بیک وقت حیرت، غصہ اور نفرت کے تاثرات اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

"تمہارا نام شیر خان ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں! ——— مگر تم کون ہو ——— اور وہ نوجوان کہاں ہے جو مجھے دھوکے سے اغوا کر لایا ہے" ——— ؟ شیر خان نے بھی غراتے ہوئے جواب دیا

"اُسے بھول جاؤ ——— اور سنو ——— صرف میری بات کا جواب دو۔ میں پوچھتا ہوں جعلی کرنسی ملک میں پھیلانے کے سلسلے میں تمہارے ذمہ کیا کام لگایا گیا ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے کرخت اور سرد لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ——— تو یہ چکر ہے ——— سنو نقاب پوش! ——— میری تمام زندگی اسی قسم کی سچوئشنز میں گزری ہے ——— اس لئے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میری مرضی کے بغیر مجھ سے کوئی بات پوچھ سکتے ہو تو اس خیال کو دل سے نکال دو ——— تم میرا ریشہ ریشہ الگ کر سکتے ہو ——— مگر میری مرضی کے خلاف ایک لفظ بھی میرے منہ سے نہیں اگلوا سکتے"۔

www.pdfbooksfree.pk

شیر خان نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تقریر کر لی تم نے ــــــ اگر کچھ رہ گئی ہو تو وہ بھی پوری کر لو۔ بعد میں شاید تمہیں پوری زندگی بولنے کا موقع ہی نہ ملے" ــــ بلیک زیرو نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

مگر شیر خان خاموش کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتا رہا۔ اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور وہ کسی بھی ممکنہ خطرے سے نپٹنے کے لئے پوری طرح تیار نظر آتا تھا۔

بلیک زیرو نقاب میں سے جھانکتی ہوئی آنکھوں سے چند لمحے بڑے غور سے سامنے کھڑے شیر خان کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بڑے لاپرواہ انداز سے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ــــ اگر تم نہیں بتاتے تو نہ سہی ــــ میں ہی مونچھیں نیچی کر لیتا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے بڑے لاپرواہ انداز میں کہا اور پھر واپس مڑا۔

اس کے اس ردعمل نے شیر خان کو حیرت سے بُت بنا دیا ــــ اس کا تو شاید یہ خیال تھا کہ ابھی نقاب پوش اس پر حملہ کریگا۔ مگر اس قسم کے ردعمل کے بعد اس کے تنے ہوئے اعصاب خود بخود ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

ادھر بلیک زیرو لاپرواہ انداز میں مڑا مگر ابھی اس کا آدھا جسم ہی مڑا تھا کہ وہ کسی لٹو کی طرح اپنی جگہ سے گھوما اور اس کی لات پوری قوت سے نصف دائرہ بناتی ہوئی شیر خان کے پہلو پر پڑی اور شیر خان جو بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا، بھرپور لات کھا کر اچھلا اور سامنے والی دیوار سے

جا ٹکرایا۔ پھر اس نے اپنی طرف سے فوری اٹھ کھڑے ہونے کی پوری کوشش کی مگر بلیک زیرو تو چھلاوہ بن گیا تھا وہ اب اسے مزید موقع نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے پلک جھپکنے میں اُسے دوبارہ چھاپ لیا اور دوسرے لمحے قوی ہیکل شیر خان اسکے دونوں ہاتھوں پر یوں اٹھتا چلا گیا جیسے وہ کوئی معمولی سا کھلونا ہو۔ بلیک زیرو نے اُسے سر پر اٹھا کر پوری قوت سے سر کے بل زمین پر دے مارا۔ مگر مقابل بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا اس لئے اس نے نہ صرف اپنے آپ کو سنبھال لیا بلکہ وہ نیچے گرتے ہوئے قلابازی کھا کر یوں سیدھا کھڑا ہو گیا جیسے اُسے زبردستی نہ گرایا گیا ہو بلکہ اس نے خود ہی جمناسٹک کا مظاہرہ کرتے ہوئے قلابازی کھائی ہو۔ اور نہ صرف وہ سیدھا کھڑا ہوا بلکہ اس نے جھکائی دے کر بلیک زیرو پر واپسی حملہ بھی کر دیا۔

مگر بلیک زیرو اتنی آسانی سے اس معمولی سے داؤ میں کیسے آ سکتا تھا۔ وہ پھرتی سے بائیں طرف ہی جھکا اور پھر اس نے الٹی قلابازی کھائی اور شیر خان کو اس نے اپنی ٹانگوں پر اچھال کر سامنے والی دیوار سے دے مارا اور پھر خود سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"چھوڑو باس! ــــ خوامخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے" ــــ اچانک عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتا ہوا دیوار کے ساتھ اٹھ کر کھڑے ہوئے شیر خان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو پیچھے ہٹ گیا تھا۔

شیر خان کٹکھنے کتے کی طرح دیوار سے پشت لگائے کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے اب عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ پوری طرح چوکنا نظر آ رہا تھا۔

"شیر خان! ــــ تمہارے لڑائی بھڑائی کے کارنامے میں نے بہت سُن

رکھتے ہیں ____ مگر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے کے باوجود انتہائی سچے اور کھرے آدمی ہو" ____ عمران نے اس سے چند قدم دور رک کر بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"پھر" ____ ؟ شیر خان نے اسی طرح چونکے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو شیر خان! ____ سمگلنگ ____ چوری ____ ڈاکہ زنی ____ نقب لگانا ____ عورتوں کا اغوا ____ یہ سب جرائم ہیں ____ اور ایسے جرائم ہر ملک میں ہوتے رہتے ہیں ____ مگر جہاں مسئلہ وطن کی سلامتی کا آجائے ____ وہاں ہر آدمی کچھ نہ کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے" ____ عمران نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں ____ تم کہنا کیا چاہتے ہو" ____ شیر خان کا لہجہ اس بار قدرے حیرت بھرا تھا۔

"دیکھو شیر خان! ____ ہماری تمہاری کوئی لڑائی نہیں ____ نہ ہی یہ جرائم ہماری فیلڈ سے تعلق رکھتے ہیں ____ مگر ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم ایسی بین الاقوامی تنظیم کے آلہ کار بن گئے ہو ____ جو اس ملک میں بے پناہ جعلی کرنسی پھیلا کر اس ملک کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کر دینا چاہتی ہے ____ تم سمجھدار آدمی ہو ____ خود سوچو کہ جب یہاں جعلی کرنسی کا سیلاب آجائے گا تو پھر مہنگائی کہاں پہنچ جائے گی ____ اس ملک کے لاکھوں افراد ____ بوڑھے ____ عورتیں ____ اور بچے بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے ____ انہیں کسی بھی قیمت پر خوراک کا ایک ذرہ بھی میسر نہیں آسکے گا ____ کیا بحیثیت انسان تم یہ ظلم برداشت کر لو گے؟"

عمران کا لہجہ بے حد متاثر کن تھا۔

اور شیر خان کے جسم نے بڑے نمایاں انداز میں جھرجھری لی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت اور نرمی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو ____ میں نے کبھی اس پہلو پر سوچا بھی نہیں تھا" ____ شیر خان نے کچھ لمحے توقف کرنے کے بعد قدرے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو ____ ہم اس ملک کے لاکھوں معصوم بچوں کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے بچا لیں ____ اس ملک کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہونے سے بچا لیں" ____ عمران نے اس کے جذبات کو مزید ابھارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ____ میں تم سے تعاون کرنے پر تیار ہوں ____ مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو" ____ ؟ شیر خان نے اس بار بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

اور دیوار کے قریب کھڑا بلیک زیرو، عمران کی بے پناہ صلاحیتوں پر دل ہی دل میں عش عش کر رہا تھا کہ اس نے کس طرح بغیر انگلی اٹھائے شیر خان جیسے بدمعاش کو رام کر لیا تھا۔

"دیکھو شیر خان! ____ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا ____ تم صرف ہمیں یہ بتا دو کہ وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے تمہیں بنکوں میں نقب لگا کر کرنسی تبدیل کرنے کا کام سونپا ہے" ____ عمران نے کہا اور شیر خان کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

"تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ____ ؟ اس بات کا ذکر تو ابھی تک

یں نے اپنے خاص آدمیوں سے بھی نہیں کیا" ——— شیر خان نے
شدید حیرت سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

" تمہاری جیبوں کی تلاشی کے دوران یہ کاغذ ملا تھا ——— اس سے ہمیں
سب کچھ معلوم ہو گیا ہے" ——— عمران نے جیب سے وہی کاغذ نکال
کر شیر خان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو وہ بلیک زیرو کے کمرے میں
آتے وقت پڑھ رہا تھا۔

" مگر یہ تو کوڈ میں ہے" ——— شیر خان نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

" وطن کی سلامتی کا جہاں سوال ہو شیر خان! ——— وہاں ایسے کوڈ چند
لمحوں میں ہی حل ہو جاتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔

" یقیناً تم خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو ——— ورنہ یہ کوڈ اتنی آسانی
سے سمجھ میں نہ آنے والا تھا" ——— شیر خان نے کاغذ واپس جیب
میں رکھتے ہوئے کہا۔

" شیر خان! ——— وقت بہت کم ہے ——— اسے ہم باتوں میں
ضائع نہیں کر سکتے ——— اس تنظیم نے صرف تم پر ہی تکیہ نہیں کیا بلکہ
دوسرے لوگوں کے ذمہ بھی یہی کام لگایا گیا ہے ——— اس لئے ایسا نہ ہو
کہ ہم باتیں ہی کرتے رہ جائیں ——— اور وہ اپنا کام کر گذریں" ——— عمران
نے جواب دیا۔

" اوہ! ——— جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ میں بتا دیتا ہوں ——— مجھے یہ
کام ایڈورڈ نے دیا تھا ——— کیا تم ایڈورڈ کو جانتے ہو" ——— ؟ شیر خان

نے کہا۔

" ایڈورڈ بار کا مالک ——— وہی جو بندرگاہ پر ہے" ——— ؟ عمران
نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" ہاں وہی ایڈورڈ ——— اس کے لہجے سے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ
اسے اس تنظیم میں کوئی اہم حیثیت حاصل ہے" ——— شیر خان نے
جواب دیا۔

" ٹھیک ہے! ——— تم ایڈورڈ کو فون کرو کہ میرا ایک آدمی کچھ مزید
تفصیلات طے کرنے تمہارے پاس آ رہا ہے" ——— عمران نے کہا اور
پھر اس نے پاس والی دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر ہاتھ پھیرا تو دیوار کے
درمیان میں ایک چھوٹی سی الماری نمودار ہو گئی۔ الماری کے اندر ایک ٹیلیفون
سیٹ موجود تھا۔

" کیا نمبر ہے اس کا" ——— ؟ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے
پوچھا۔

" سات، دو، چار، ایک" ——— شیر خان نے جواب دیا اور عمران
کی انگلی تیزی سے ڈائل پر گھومنے لگی۔

چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔
پھر رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی اور عمران نے رسیور شیر خان کی طرف
بڑھا دیا۔

" شیر خان بول رہا ہوں ——— ایڈورڈ سے بات کراؤ" ——— شیر خان
نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" باس اس وقت ایک لڑکی کے ساتھ اپنی خوابگاہ میں ہے"۔

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ عمران چونکہ رسیور کے بالکل قریب تھا اس لئے وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سُن رہا تھا۔

"خوابگاہ کا دروازہ بند کر دو ـــــ لڑکی غائب ہو جائے گی"ـــــ شیر خان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"بہتر ـــــ چند لمحے توقف کیجئے ـــــ باس سے بات کراتا ہوں"ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ سب کوڈ تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اچھا ہوا اس نے شیر خان کو رسیور پکڑا دیا تھا۔ ورنہ ایک لمحے کے لئے اُسے یہ خیال بھی آیا تھا کہ وہ خود شیر خان کے لہجے میں ایڈورڈ سے بات کر لے۔

"ہیلو ایڈورڈ سپیکنگ ـــــ شیر خان کیا بات ہے"ـــــ ؟ ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایڈورڈ! ـــــ ایک اہم مسئلہ پیش آگیا ہے ـــــ کچھ مزید تفصیلات طے کرنی ہوں گی ـــــ میرا ایک آدمی تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آئے گا ـــــ اس سے تفصیلات طے کر لینا"ـــــ شیر خان نے کہا۔

"کیسی تفصیلات اور کیسا مسئلہ ـــــ ؟ وضاحت کرو"ـــــ ایڈورڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ٹارگٹس کی تفصیلات کے لئے اپنے آدمی بھیجے تھے ـــــ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ انہیں جو نقشے مہیا کئے گئے ہیں وہ غلط ہیں ـــــ اس طرح تو تمام مشن فیل ہو جائے گا۔ ان نقشوں کی درستگی ضروری ہے"ـــــ شیر خان نے فوراً ہی جواب دیا اور عمران شیر خان کی ذہانت کی دل ہی دل میں داد دینے لگا جس نے بات بڑی ذہانت سے سنبھال لی تھی۔ اب عمران کو یہ بھی اطمینان ہو گیا تھا کہ

شیر خان واقعی سچے دل سے تعاون پر آمادہ ہو چکا ہے۔

"اوہ! ـــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ نقشے تو بڑی چھان بین کے بعد تیار کرائے گئے تھے"ـــــ ایڈورڈ کی تشویش سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

"کہیں نہ کہیں غلطی ہوئی ہے ـــــ اسی لئے تو میں آدمی بھیج رہا ہوں تاکہ سب کام تسلی بخش طور پر ہو سکے"ـــــ شیر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تم خود کیوں نہیں آتے"ـــــ ؟ ایڈورڈ نے پوچھا۔

"دیکھو ایڈورڈ! ـــــ میں بڑے منظم طریقے سے کام کرتا ہوں۔ اس لئے میں نے ایسے کاموں کے لئے ماہر رکھے ہوتے ہیں ـــــ جو آدمی میں تمہارے پاس بھیج رہا ہوں وہ اس کام کا ماہر ہے ـــــ وہ زیادہ آسانی سے ساری تفصیلات طے کر سکتا ہے"ـــــ شیر خان نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ بھیج دو ـــــ میں اس کا انتظار کروں گا"ـــــ ایڈورڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ آدمی کوڈ میں سرخ نقشہ کہے گا"ـــــ شیر خان نے خود ہی کوڈ بھی طے کر دیا۔

"اوکے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ بھیج دو"ـــــ ایڈورڈ نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنتے ہی شیر خان نے بھی رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا تم خود ایڈورڈ کے پاس جاؤ گے"ـــــ ؟ شیر خان نے عمران

سے پوچھا جو ریسیور رکھ کر الماری بند کر رہا تھا۔

" ظاہر ہے ـــــ مجھے جانا ہوگا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

" او.کے! ـــــ مگر خیال رکھنا وہ بے حد چالاک اور عیار آدمی ہے ذرا بھی مشکوک ہوگیا تو تمہارا وہاں سے زندہ بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا" ـ شیر خان نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" اس بات کی تم فکر نہ کرو ـــــ مسئلہ اب ان نقشوں کا ہے" ـــــ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ کوئی مسئلہ نہیں ـــــ نقشے میری بار میں موجود ہیں ـــــ میں وہاں سے تمہارے حوالے کر سکتا ہوں" ـــــ شیر خان نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ آؤ میرے ساتھ ـــــ پہلے تمہاری بار میں چلتے ہیں" ـــــ اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــ ظاہر ہے شیر خان اس کے پیچھے تھا۔

نقاب پوش نے تیزی سے ایک بٹن دبایا تو مشین کے اوپر موجود چھوٹی سی سکرین پر روشنی کی لہریں کوندنے لگیں۔ پھر چند لمحوں بعد وہاں ایک اور نقاب پوش کی تصویر اُبھر آئی۔ اس نقاب پوش کے سینے پر سیاہ رنگ میں نو کا ہندسہ بنا ہوا تھا۔

" چیف باس! ـــــ تین مشکوک عورتیں ہیڈکوارٹر پہنچ چکی ہیں" ـ بٹن دبانے والے نقاب پوش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" پوری رپورٹ دو ـــــ یہ عورتیں کون ہیں ـــــ؟ اور کیسے مشکوک ہوئیں" ـــــ؟ چیف باس نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

" چیف باس! ـــــ حسب معمول ایئرپورٹ پر نگرانی ہو رہی تھی کہ یہ تینوں عورتیں ایک جہاز سے اتریں ـــــ یہ تینوں جنیوا سے آئی تھیں تینوں علیحدہ علیحدہ قومیت کی تھیں ـــــ مگر اس کے باوجود یوں اکٹھی ہو کر وہ بات چیت کر رہی تھیں جیسے ایک ہی ملک کی ہوں ـ اس پر

زیروسیون ان کی طرف سے مشکوک ہو گیا ـــــ پھر اتفاق سے وہ تینوں ہوٹل لاشیری میں جا ٹھہریں ـــــ جہاں زیروسیون نے فون کر کے انہیں سپیشل روم میں ٹھہرانے کا حکم دیا ـــــ چنانچہ انہیں سپیشل روم میں بھیج دیا گیا اور زیروسیون چیکنگ روم میں پہنچ گیا ـــــ جیسے ہی یہ عورتیں کمرے میں پہنچیں ـــــ ٹرانسمیٹر پر گائیگر کی مخصوص آوازیں سنائی دیں ـــــ چنانچہ زیروسیون نے ویژن آئی آن کر دیا ـــــ ویژن آئی سے معلوم ہوا کہ ان کے پاس انتہائی جدید ترین گائیگر موجود ہے۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے ٹرانسمیٹر کو نہ چھیڑا اور کچھ غیر ضروری سی گفتگو کرتی رہیں ـــــ اس کے بعد ایک لڑکی باتھ روم میں گئی ـــــ اس نے وہاں بھی گائیگر سے ٹرانسمیٹر چیک کیا ـــــ اور ٹرانسمیٹر چیک کرنے کے باوجود اُسے نہ چھیڑا ـــــ اس سے زیروسیون کو مکمل یقین ہو گیا کہ وہ تینوں یقیناً مشکوک ہیں ـــــ چنانچہ ٹریننگ سیکشن کو کال کر کے انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا حکم دے دیا گیا تا کہ ان کی مکمل سکریننگ کی جا سکے۔ اب یہ تینوں یہاں موجود ہیں ـــــ تینوں ابھی تک بیہوش پڑی ہیں میں نے سوچا کہ آپ کو ان کے بارے میں اطلاع کر دوں ـــــ اور پھر ان کی سکریننگ کروں ـــــ ہو سکتا ہے کہ آپ خود ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہیں۔ اوور" ـــــ نقاب پوش نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ معاملہ واقعی مشکوک ہے ـــــ ان کے سامان اور کپڑوں کی تلاشی لی گئی ہے۔ اوور" ـــــ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"یس باس! ـــــ گائیگر ان تینوں کے پاس ہیں ـــــ اس کے علاوہ

کچھ ایسا سامان بھی ان سے برآمد ہوا ہے ـــــ جو انتہائی جدید قسم کا ہے اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ تینوں گائیگر علیحدہ علیحدہ ملکوں کے ساختہ ہیں ـــــ ایک لڑکی جو قومیت سے شوگران کی ہے اس کا گائیگر شوگران میڈ ہے ـــــ دوسرا روسیاہ میڈ ـــــ اور تیسرا ایکریمیا میڈ ہے ـــــ اسی طرح سامان بھی مختلف ہے ـــــ کچھ سامان ان کے جوتوں کی ایڑیوں سے ملا ہے ـــــ کچھ ان کے بیگز کے خفیہ خانوں سے ـــــ ان میں سے ایک نے مخصوص ساخت کے آویزے پہن رکھے تھے۔ ان آویزوں کو چیک کیا گیا ہے تو ان میں انتہائی نفیس قسم کے ٹرانسمیٹر فٹ ہیں۔ اوور" ـــــ نقاب پوش نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ـــــ تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی ـــــ یہ عورتیں یقیناً کسی ملک کی سیکرٹ سروس سے متعلق معلوم ہوتی ہیں۔ انہیں مین سکریننگ روم میں پہنچا دو ـــــ میں وہیں پہنچ رہا ہوں۔ اوور" ـــــ چیف باس نے کہا

"مین سکریننگ روم میں ـــــ بہتر جناب! اوور" ـــــ نقاب پوش نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور نقاب پوش نے بٹن آف کر دیا۔ پھر وہ سٹول سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ راہداری کے آخر میں ایک اور کمرے کا دروازہ تھا۔ جس کے باہر دو مسلح نقاب پوش کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

نقاب پوش کو آتے دیکھ کر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوگیا۔

یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا جس میں مختلف اور عجیب قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ وہاں چار نقاب پوش موجود تھے مگر ان کے نقاب سفید تھے کمرے کے درمیان میں فرش پر تین عورتیں بیہوش پڑی ہوئی تھیں۔ یہ مارگریٹ، کاشا کی اور مس بوجر تھیں۔

"ان عورتوں کو مین سکریننگ روم میں پہنچا دو ـــــ چیف باس وہاں خود آرہے ہیں" نقاب پوش نے ان چاروں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ـــــ ان میں سے ایک نے کہا اور پھر ان میں سے تین نقاب پوشوں نے آگے بڑھ کر فرش پر بیہوش پڑی ہوئی عورتوں کو اٹھا کر کاندھوں پر لاد لیا۔ چوتھے نے آگے بڑھ کر ایک مشین پر موجود ڈائل کو مخصوص انداز میں گھمایا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبتے ہی مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور دوسرے لمحے کمرے کی شمالی دیوار تیزی سے درمیان سے پھٹتی چلی گئی اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آنے لگیں۔ وہ نقاب پوش ان تینوں کو اٹھائے تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ جبکہ سرخ نقاب پوش بھی ان کے پیچھے ہی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

تقریباً چالیس سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچے جس کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ موجود تھا۔ سرخ نقاب پوش نے آگے بڑھ کر اس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ اس کے بعد عورتوں کو بھی

اندر لے آیا گیا۔

اس بڑے کمرے کے درمیان میں شفاف شیشے کا ایک بڑا سا صندوق پڑا ہوا تھا۔ اس صندوق میں مختلف رنگوں کی بے شمار چھوٹی بڑی تاریں نکل کر قریب ہی دیوار میں نصب ایک بہت بڑی مشین سے منسلک تھیں۔

"ان میں سے ایک عورت کو اس میں لٹا دو ـــــ اور باقی دو کو ساتھ والے بیڈز پر ڈال کر باندھ دو" ـــــ سرخ نقاب پوش نے حکم دیتے ہوئے کہا اور ایک نقاب پوش نے جس نے کاندھے پر مس بوجر کو اٹھایا ہوا تھا آگے بڑھ کر صندوق کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا صندوق کا ڈھکن خود بخود اٹھتا چلا گیا اور اس نے مس بوجر کو اس صندوق کے اندر لٹا کر ڈھکن دوبارہ بند کر دیا جبکہ مارگریٹ اور مس کاشا کی کو قریب پڑے ہوئے لوہے کے بیڈ پر لٹا کر چمڑے کی پیٹیوں سے باندھ دیا گیا۔

وہ تینوں نقاب پوش فارغ ہو کر پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"تم تینوں جا سکتے ہو" ـــــ سرخ نقاب پوش نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں خاموشی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

سرخ نقاب پوش اب بغور صندوق میں لیٹی ہوئی مس بوجر کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک سامنے کی دیوار ایک طرف ہٹتی چلی گئی اور ایک قوی ہیکل نقاب پوش اندر داخل ہوا۔ اس کے سینے پر نو کا ہندسہ بنا ہوا تھا۔ اس نے اندر آکر باری باری غور سے ان تینوں کو دیکھا اور پھر وہ سرخ نقاب پوش سے مخاطب ہوا۔

"نمبر ٹو ـــــ یہ تینوں عورتیں واقعی سیکرٹ سروس سے متعلق لگتی ہیں۔

تم مشین آن کر کے پہلے اسے ہوش میں لے آؤ ـــــــ پھر میں خود ہی اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں" ـــــــ چیف باس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے اور بٹن آن ہوتے ہی اس جہازی سائز کی مشین پر لگے ہوئے بےشمار چھوٹے بڑے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور مشین سے گھوں گھوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

نمبر ٹو نے پیلے رنگ کا بٹن دبایا اور پھر بٹن کے اوپر لگی ہوئی موٹھ کو ہاتھ سے پکڑ کر آہستہ آہستہ دائیں طرف گھمانے لگا۔ موٹھ کے گھومتے ہی صندوق میں پڑی ہوئی مس بوچر کے جسم میں کسمساہٹ سی ہونے لگی اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ مگر اس کی نگاہیں چند لمحے ایک جگہ جمی رہیں۔ پھر آہستہ آہستہ ان میں شعور کی چمک ابھرتی چلی آئی۔ دونوں نقاب پوش اسے بغور دیکھ رہے تھے۔

ہوش میں آتے ہی مس بوچر نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اس کا جسم صرف پھڑپھڑا کر ہی رہ گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے باوجود کوشش کے وہ اپنے جسم کو زیادہ حرکت نہیں دے سکی۔

"مائیک مجھے دے دو ـــ اور سب کانشس بٹن آن کر دو ـــ اس کی سوئی نمبر الیون پر فکس کر دو" ـــــــ چیف باس نے کہا۔

"نمبر الیون تو بہت بڑی فریکوئنسی ہے ـــــــ ایسا نہ ہو کہ اس کا دماغ ہی پھٹ جائے" ـــــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"نہیں ـــــــ یہ سیکرٹ ایجنٹ بہت طاقتور ذہن کے مالک ہوتے ہیں ـــ الیون نمبر پر امید ہے کہ یہ اپنے لاشعور کو بلینک نہ کر سکیں گے۔

ورنہ کم طاقت پر مجھے خطرہ ہے کہ یہ اپنا ذہن بلینک کر کے ہمیں دھوکہ نہ دے جائیں" ـــــــ چیف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس" ـــــــ نمبر ٹو نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے مشین کی ناب پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا اور اس پر لگی ہوئی موٹھ کو گھمانے لگا۔ موٹھ کے اوپر بنے ہوئے ڈائل پر جس پر ایک سے پچیس تک کے ہندسے موجود تھے۔ سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت کرنے لگی اور جب سوئی سات پر پہنچی تو نمبر ٹو نے موٹھ پر سے ہاتھ اٹھا لیا اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا۔ اب مشین کے درمیان میں نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر آڑھی ترچھی لکیریں بننے اور مٹنے لگیں۔ نمبر ٹو نے مشین کے کونے میں ایک ہک سے لٹکا ہوا چھوٹا سا مائیک نکالا جس کے ساتھ لچھے دار تار لگی ہوئی تھی اور مائیک قریب ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے چیف باس کی طرف بڑھا دیا۔

چیف باس نے مائیک ہاتھ میں پکڑتے ہی سخت لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے لڑکی" ـــــــ؟ اس کے سوال کرتے ہی سکرین پر اس کا سوال حروف میں لکھا ہوا نظر آنے لگا۔

"مس بوچر" ـــــــ مشین میں سے ہی مس بوچر کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی سکرین پر مس بوچر کا نام لکھا ہوا بھی نظر آنے لگا۔

"تمہارا تعلق کس ملک سے ہے" ـــــــ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"روسیاہ سے" ـــــــ مس بوچر نے جواب دیا۔

چیف باس کا سوال اور مس بوچر کا جواب سکرین پر بھی نمایاں ہو گیا سکرین پر لکھے ہوئے حروف سے پتہ چلتا تھا کہ جواب دینے والے نے صحیح

جواب دیا ہے۔ یہ مشین لاشعور کو کھنگال کر اصل جواب سکرین پر لے آتی تھی اس لئے آدمی چاہے کتنا ہی جھوٹ بولنے کی کوشش کرے۔ مشین اصل اور صحیح جواب دے دیتی تھی۔ ویسے بھی اس وقت لاشعوری چیکنگ کی جا رہی تھی اور جس قدر ہائی فریکوئنسی پر مشین سیٹ تھی اس کے بعد تو جھوٹ بولنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"روسیاہ کی کونسی تنظیم ہے" ـــــــ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"میرا تعلق وہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے" ـــــــ مس بوچہ نے جواب دیا۔

"یہ تمہارے ساتھ دو عورتیں کون ہیں ـــــ تفصیل بتاؤ" ـــــ؟ چیف باس نے سوال کیا۔

"ان میں سے ایک کا نام مس مارگریٹ ہے ـــــ اس کا تعلق ایکریمیا سیکرٹ سروس سے ہے ـــــ جبکہ دوسری مس کاشا کی ہے ـــــ اس کا تعلق شوگران سیکرٹ سروس سے ہے" ـــــ مس بوچہ نے جواب دیا۔

"تم تینوں اس ملک میں کیوں آئی ہو ـــــ؟ اور کیا مقاصد ہیں ـــ؟ تفصیل سے بتاؤ" ـــــ چیف باس نے سوال کیا۔

"ہمارا مقصد میڈم کیٹ کی تنظیم کو ختم کرنا ہے ـــــ اور ہم اسی مقصد کے لئے یہاں آئی ہیں" ـــــ مس بوچہ نے جواب دیا۔

"مگر تم تینوں اکھٹی کیسے کام کر رہی ہو" ـــــ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"اس تنظیم کے خلاف تین عالمی طاقتوں نے مشترکہ طور پر کام کرنے کا آغاز

کیا ہے ـــــ اس تنظیم میں تینوں سیکرٹ سروس کے دو نمائندے شریک ہیں ـــ اس لئے ہم تینوں یہاں اکھٹی آئی ہیں" ـــــ مس بوچہ بڑے اطمینان سے چیف باس کے سوالوں کے جواب میں تمام باتیں صحیح صحیح بتاتے چلی جا رہی تھی۔

"باقی تین سیکرٹ ایجنٹس کون ہیں ـــــ اور کہاں ہیں" ـــــ؟ چیف باس نے پوچھا۔

"وہ تینوں علیحدہ علیحدہ اس ملک میں آئے ہیں ـــــ ان میں روسیاہ کے ثناکل ـــــ ایکریمیا کے مسٹر بلیک ـــــ اور شوگران کے چوشان شامل ہیں"۔ مس بوچہ نے جواب دیتے ہوئے بتایا۔

"تمہارا ان سے رابطہ کیسے ہوگا" ـــــ؟ چیف باس نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"ہمارا ان سے علیحدہ کوئی رابطہ نہیں ہے ـــــ آپس میں ہم تینوں کا ـــ اور آپس میں ان تینوں کا رابطہ ٹیلی پوک نمبر تھرٹی سے ہو سکتا ہے" ـــــ مس بوچہ نے جواب دیا۔

"تمہارا یہاں کیا پروگرام تھا ـــــ؟ تفصیل سے بتاؤ" ـــــ چیف باس نے سوال کیا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ پرنسز مادام ہی میڈم کیٹ ہیں ـــــ اور وہ ایسی عورتوں کی تلاش میں رہتی ہے جو آرائش گیسو ـــ میک اپ ـــ اور مساج کے فن میں ماہر ہوں ـــــ ہم تینوں نے بھی ان فنوں کی مکمل ٹریننگ لے رکھی ہے ـــ اس لئے ہمارا پروگرام تھا کہ ہم یہاں آ کر ایک بیوٹی پارلر کھول لیں ـــ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی وقت ہمیں پرنسز مادام

تک پہنچنے میں کامیابی ہو جائے ۔۔۔۔ اور پھر ہم اُسے اغوا یا یرغمال بنا کر تنظیم کو ختم کر دیں" ۔۔۔۔ مس بوچر نے اپنا تفصیلی پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"باقی تینوں سیکرٹ ایجنٹوں کا کیا پروگرام ہے" ۔۔۔۔ چیف باس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ان کا خیال ہے کہ وہ مار دھاڑ کریں گے ۔۔۔۔ شاید اس طرح پرنسز مادام تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں ۔۔۔۔ کیونکہ ظالم ۔۔ اکھڑ ۔۔ اور سفاک مرد پرنسز مادام کی کمزوری ہیں" ۔۔۔۔ مس بوچر نے جواب دیا۔

"اسے آف کر دو" ۔۔۔۔ چیف باس نے مائیک پر ہاتھ رکھ کر نمبر ٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور نمبر ٹو نے مشین کے بٹن آف کر دیئے۔

"آدمی بلواؤ ۔۔۔۔ اور اسے باہر باندھ کر دوسری کو چیکنگ مشین میں ڈالو ۔۔۔۔ میں ان کے تقابلی بیانوں کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔ چیف باس نے کہا اور نمبر ٹو نے ایک گھنٹی بجا کر باہر موجود دربانوں کو بلوایا اور پھر ان کی مدد سے مس بوچر کو شیشے کے صندوق سے باہر نکال کر مس کاشاکی کو صندوق میں ڈال دیا گیا۔

چیف باس نے اس سے بھی سوالات کیے اور ظاہر ہے مس کاشاکی نے بھی وہی جواب دیئے جو مس بوچر دے چکی تھی۔ اور پھر اسی طرح مارگریٹ سے بھی سوال جواب ہوئے۔

"ان تینوں کو ڈارک روم میں پہنچا دو ۔۔۔۔ میڈم کیٹ ہی ان کے متعلق کوئی فیصلہ کرے گی" ۔۔۔۔ چیف باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ نمبر ٹو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور چیف باس تیزی سے اسی دیوار کی طرف چل پڑا جس کے درمیان میں پیدا ہونے والے خلا سے وہ اندر آیا تھا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر بوٹ کی نوک سے ٹھوکر ماری تو خلا دوبارہ پیدا ہوا اور چیف باس دوسری طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل لاشیری کے کمپاؤنڈ میں جیسے ہی کار رکی۔ وہ تینوں اچھل کر باہر آ گئے اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ان تینوں کے چہروں پر سنسنی اور جوش کے آثار نمایاں تھے۔ جب کہ آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے بھوکے بھیڑیئے کو اچانک کوئی شکار نظر آ گیا ہو۔

ہال میں داخل ہوتے ہی وہ تینوں رک گئے۔ ہال اس وقت ہر رنگ و نسل کی عورتوں اور مردوں سے پُر تھا۔ سب لوگ پینے پلانے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ جبکہ ہال کے درمیان ڈانسنگ پلیس بنی ہوئی تھی جس میں تیز

میوزک کی دھن میں کئی جوڑے رقص کرنے میں مصروف تھے۔

وہ تینوں چند لمحے جیبوں میں ہاتھ ڈالے گیٹ کے قریب کھڑے ہال کا جائزہ لیتے رہے۔ پھر بڑے فاخرانہ انداز میں وہ قدم بڑھاتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کاؤنٹر پر ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔

"لڑکی! ___ سینڈرا کہاں ہے" ___ ؟ شاکل نے انتہائی اکھڑ لہجے میں لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں" ___ ؟ لڑکی نے چونک کر قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔ مگر دوسرا لمحہ اس لڑکی کے لئے بھی شدید ترین حیرت کا لمحہ تھا کیونکہ جیسے ہی کیوں کا لفظ اس کے منہ سے نکلا، شاکل نے انتہائی غصیلے انداز میں کاؤنٹر پر پڑی ہوئی شراب کی ایک بڑی بوتل اٹھا کر پورے زور سے کاؤنٹر پر دے ماری۔ بوتل کے ٹوٹنے کے دھماکے سے ہال میں موجود ہر شخص چونک پڑا۔ ناچتے ہوئے جوڑے بھی یکدم رک گئے۔ ہر شخص حیرت بھرے انداز میں ان تینوں کو دیکھنے لگا۔

"کہاں ہے سینڈرا" ___ ؟ شاکل نے انتہائی جوش سے کاؤنٹر پر مکہ مارتے ہوئے پوچھا۔ اس کا مکہ اتنا زوردار تھا کہ کاؤنٹر پر پڑے ہوئے خالی جام اچھل کر نیچے فرش پر جا گرے اور ان کے ریزے اِدھر اُدھر بکھر گئے۔

"اے مسٹر! ___ یہ غنڈہ گردی یہاں نہیں چلے گی" ___ اچانک ایک طرف سے ایک قوی الجثہ آدمی جس کے چہرے پر ضربوں کے بے شمار نشانات تھے غصے میں دھاڑتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

ابھی وہ ان سے چند قدم دُور ہی تھا کہ اچانک بلیک اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے آنے والے کے سینے پر پڑے اور وہ پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ بلیک قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کرنے میں مصروف اس آدمی کا بازو دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور تیزی سے لٹو کی طرح گھوم گیا۔ بازو کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ساتھ ہال اس آدمی کی کربہہ چیخ سے گونج اٹھا اور وہ دوبارہ فرش پر گر کر تیزی سے تڑپنے لگا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی شخص آگے بڑھتا وہ شخص ساکت ہو گیا۔ شاید وہ تکلیف کی شدت سے بیہوش ہو گیا تھا۔

"کہاں ہے سینڈرا ___ ؟ بلاؤ اُسے" ___ شاکل نے ایک بار پھر غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے اچانک سائیں کی آواز سنائی دی اور ایک گولی شاکل کے کان کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔ گولی ہال کی طرف سے کسی نے چلائی تھی۔ اس گولی کا چلنا تھا کہ وہ تینوں انتہائی تیزی سے اچھل کر کاؤنٹر کے پیچھے جا گرے۔ اور پھر انہوں نے کاؤنٹر کی آڑ میں بے تحاشہ ہال پر فائرنگ شروع کر دی۔

ہال میں چیخوں اور کراہوں کا سیلاب سا آ گیا۔ بے شمار مرد اور عورتیں چیختی چلاتی ہوئیں بیرونی دروازے کی طرف بھاگیں۔ ان تینوں نے کل تین راؤنڈ چلائے تھے۔ اور اس کے نتیجے میں آٹھ نو افراد شدید زخمی ہو کر گرے مگر زیادہ لوگ اس اچانک پیدا ہونے والی بھگدڑ میں گر کر کچلے گئے۔

"نکلو" ___ شاکل نے کہا اور پھر ان تینوں نے کاؤنٹر سے باہر چھلانگیں لگائیں اور پھر اس بھگدڑ میں لوگوں کو دھکیلتے ہوئے وہ بیرونی

www.pdfbooksfree.pk

دروازے کی طرف بڑھے۔

"ٹھہرو بزدل چوہو" ــــــ اچانک ایک دھاڑ سی سنائی دی اور وہ تینوں تیزی سے مڑے اور پھر ان کی نظریں ایک راہداری کے کونے میں کھڑے ہوئے ایک گینڈے نما شخص پر پڑیں جو انتہائی غصے کے عالم میں کھڑا دھاڑ رہا تھا۔

"تم نے ہمیں چوہا کہا ہے" ــــــ اچانک چوشان نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ کسی باز کی طرح اڑتا ہوا سیدھا اس گینڈے پر جا گرا۔

اس گینڈے نما شخص کو شاید تصور میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ اتنی دور سے بھی کوئی شخص اس پر چھلانگ لگا سکتا ہے اس لئے وہ چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر جا گرا اور چوشان نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے پوری قوت سے اس کے جبڑے پر ٹھوکر ماری۔

اتنی دیر میں ہال خالی ہو چکا تھا۔ اب وہاں صرف بیرے موجود تھے۔ جو مختلف میزوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے کیونکہ بلیک اور شاکل کے ہاتھوں میں ریوالور پکڑے ہوئے تھے۔

اس گینڈے نما شخص نے چوٹ کھا کر تیزی سے پلٹنی کھائی اور پھر چوشان کی لات پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا مگر چوشان نے اپنے جسم کو تیزی سے جھکا کر دونوں ہاتھ فرش پر رکھے اور دوسری لات گھما کر پوری قوت سے اس گینڈے کے اس ہاتھ پر ماری جس سے اس نے اس کی ٹانگ پکڑی ہوئی تھی اور گینڈے نے چیخ مار کر اس کی ٹانگ چھوڑ دی اور اپنے ہاتھ کو تیزی سے جھٹکنے لگا۔

"کھڑے ہو جاؤ ــــــ اور مرنے کے لئے بھی تیار ہو جاؤ ــــ ہمیں بزدل کہنے والا زندہ نہیں رہ سکتا" ــــــ چوشان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو ــــ؟ میرا نام سینڈرا ہے" ــــــ سینڈرا نے تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ تو تم ہو سینڈرا ــــــ تو سنو سینڈرا! ــــ اپنی میڈم کیٹ کو کہہ دینا کہ اب یہاں اس کا سکہ نہیں ــــ بلکہ ہمارا سکہ چلے گا ــــ ہم مرد ہیں ــــ اور مرد کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی عورت ان پر حکم چلائے ــــ صرف تم جیسے زنخے ہی اس کا حکم مان سکتے ہیں سمجھے۔ بس ہم نے یہی پیغام دینا تھا" ــــــ چوشان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شاکل اور بلیک نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے مختلف سمتوں سے ہوتے ہوئے اندھیرے میں دوڑتے چلے گئے کیونکہ انہوں نے پولیس گاڑیوں کے چیختے چلاتے سائرن تیزی سے نزدیک آتے سن لئے تھے۔ شاید کسی نے اس ہنگامے کی اطلاع پولیس کو دیدی تھی کسی نے بھی اس کار کا رخ نہ کیا کیونکہ ظاہر ہے اول تو اتنا وقت نہ تھا اور دوسری بات یہ کہ کار کرائے کی تھی اور ظاہر ہے جعلی نام و پتہ دیکر ہی لی گئی ہو گی۔ انہوں نے سفاکی کا مظاہرہ کرنا تھا اور وہ کر دیا۔ اب انہیں یقین تھا کہ میڈم کیٹ کے کارندے پاگلوں کی طرح پورے شہر میں انہیں تلاش کرتے پھریں گے۔ اور یہی وہ چاہتے تھے۔

عمران جب ایڈورڈ بار میں داخل ہوا تو بار میں ہنگامے اپنے پورے عروج پر تھے۔ یہ بار چونکہ بندرگاہ پر تھی اس لئے یہاں زیادہ تعداد ملاحوں کی نظر آ رہی تھی۔

عمران کے جسم پر اس وقت غنڈوں جیسا لباس تھا۔ سیاہ جیکٹ اور سیاہ رنگ کی تنگ موری والی پتلون میں ملبوس عمران نے گلے میں سرخ رنگ کا رومال باندھا ہوا تھا۔ ظاہر ہے عمران نے میک اپ بھی غنڈوں جیسا ہی کر رکھا تھا۔

ہال داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک لحیم شحیم پہلوان نما شخص کھڑا تھا۔ اس نے سر پر تازہ تازہ استرا پھروایا ہوا تھا۔ اور کاؤنٹر کے اوپر لگے ہوئے تیز بلب کی روشنی میں اس کا گھٹا ہوا سر اس طرح چمک رہا تھا جیسے روشنی پڑنے پر آئینہ چمکتا ہے۔

"مجھے شیر خان نے بھیجا ہے ـــــ ایڈورڈ سے ملنا ہے" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس سے ملنا ہے" ـــــ گنجے کاؤنٹر مین نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کی نظریں اب عمران کا بغور جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"تم گنجے ہونے کے ساتھ ساتھ بہرے بھی ہو ـــــ سچ سچ ـــــ میں تو اب تک یہی سمجھتا تھا کہ جو لوگ گونگے ہوں ـــــ وہ بہرے بھی ہوتے ہیں مگر آج یہ بھی پتہ چل گیا کہ گنجے بھی بہرے ہوتے ہیں" ـــــ عمران نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"یو باسٹرڈ! ـــــ میرا مذاق اڑاتے ہو ـــــ پدے" ـــــ گنجے پہلوان نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے تقریباً دھاڑتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"تمہارے بال تو شاید نائی نے اڑا دیئے ـــــ اب تمہارے پاس صرف مذاق ہی رہ گیا تھا ـــــ وہ مجھو میں نے اڑا دیا ـــــ مگر اس میں ناراض ہونے والی کونسی بات ہے ـــــ؟ جہاں تک پدے کا تعلق ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ـــــ یہ ایٹمی دور ہے اس میں پدے کا مطلب موٹا ہوتا ہے" ـــــ عمران نے اسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر گنجے سے شاید مزید برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے پوری طاقت سے بازو لہرایا۔ اس کا مقصد شاید عمران کو تھپڑ مارنا تھا مگر ظاہر ہے عمران اگر اس طرح ہر شخص سے مار کھا لیتا تو اسے عمران کون کہتا۔ وہ بڑی تیزی سے اپنی جگہ بدل گیا اور گنجا اپنے ہی زور میں گھوم گیا۔

"واہ بھئی واہ! ـــــ اچھا ناچتے ہو ـــــ کسی تھیٹر میں مسخرے بن جاؤ ـــــ زیادہ کما لو گے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور گنجے کا چہرہ ندامت اور غصے سے اتنا بگڑا کہ مسخ ہو کر رہ گیا۔ وہ دھاڑتا ہوا کاؤنٹر سے باہر نکلا مگر اسی لمحے ایک اور شخص تیزی سے آگے بڑھا۔

"کیا بات ہے رالف! ــــ کیوں اتنا غصہ کر رہے ہو ــــ؟"
آنے والے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور گینڈا جس کا نام رالف تھا یکدم ٹھٹھک کر رک گیا۔

"باس! ــ یہ شخص میرا مذاق اڑا رہا ہے ــــ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا" ــــ رالف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر ہڈیاں توڑنے میں اتنے ہی ماہر ہو ــــ تو کسی قصائی کی دکان پہ بیٹھ جاتے ــــ تمہاری حسرت بھی پوری ہو جاتی اور بیچارے قصائی کا بھی فائدہ ہو جاتا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کون ہو مسٹر" ــــ؟ آنے والے نے اس بار کافی سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام جبکارڈ ہے ــــ مجھے شیر خان نے بھیجا ہے ــــ اور میں نے ایڈورڈ سے ملنا ہے" ــــ عمران نے اپنا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ تو تم شیر خان کے آدمی ہو ــ مگر میں نے تو تمہیں شیر خان کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا" ــــ اس آدمی نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے شیر خان کے ساتھ نہیں دیکھا ــ تو شیر خان کو میرے ساتھ دیکھا ہوگا ــ بات ایک ہی ہے ــ اگر یہ بھی نہیں دیکھا تو پھر تمہیں اپنی آنکھیں ٹیسٹ کرانی ہوں گی" ــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہی زبان چلاتے ہو ــــ اگر چیف باس نے

مجھے تمہارے آنے کی اطلاع نہ دی ہوتی تو تمہاری زبان ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیتا" ــــ آنے والے نے بڑے ناگوار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہو! ــ بھئی یہاں تو بڑے بڑے ماہرین فن موجود ہیں ــ کوئی ہڈیاں توڑنے کا ماہر ہے ــ کوئی زبان خاموش کرانے کا ماہر ــ اس بار کا نام تو ماہر بار ہونا چاہیئے" ــــ عمران کی زبان بھلا کون روک سکتا تھا۔

"رالف! ــ چیف باس سے فون ملاؤ" ــــ آنے والے نے عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر ابھی تک غصہ ناچ رہا تھا۔

"بہتر" ــــ رالف نے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو چیف باس! ــ میں جوزف بول رہا ہوں ــ ایک آدمی یہاں آیا ہے ــ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے ــ کہتا ہے کہ شیر خان نے مجھے بھیجا ہے" ــــ اس نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی تیز نظریں بات کرتے وقت بھی عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"اوہ! ــ اس سے بات کراؤ" ــــ جواب میں کہا گیا اور جوزف نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"چیف باس سے ادب سے بات کرنا ــــ ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا" ــ جوزف کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہیلو ــ جناب عالی! ــ بندہ پرور ــ بندہ نواز ــ سلطانِ بے ملک ــ حضور فیض گنجور ــ موتی چور ــ" عمران نے

رسیور ہاتھ میں لیتے ہی القابات کی گردان شروع کر دی ۔

" کیا بکواس لگا رکھی ہے ۔۔۔۔ کون ہو تم " ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی ۔

" یہ بکواس نہیں ۔۔۔ ادب ہے جناب ! ۔۔۔ آپ کے جوزف صاحب نے کہا ہے کہ میں آپ سے ادب سے بات کروں ۔۔۔ چنانچہ حضور ! پُرفتور ۔۔۔ عربی کھجور ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ ساری جناب ! ۔۔۔ بس میرے پاس جتنا ادب تھا ۔۔۔ وہ پہلے فقرے میں ہی ختم ہو گیا ۔ اس لئے مجبوری ہے " ۔۔۔ عمران نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" تم پاگل تو نہیں " ۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پھاڑ کھانے جیسا تھا ۔

" نہیں ! ۔۔۔ میرا نام جیکارڈ ہے ۔۔۔ پاگل کوئی اور ہو گا ۔۔۔ مجھے شیر خان نے سرخ نقشہ دے کر بھیجا ہے " ۔۔۔ عمران نے اس بار ساتھ ہی کوڈ بھی دوہرا دیا کیونکہ اب وہ مزید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا ۔

" اوہ ! ۔۔۔ تو اس کے لئے اتنی لمبی چوڑی بکواس کی کیا ضرورت تھی ۔ فون جوزف کو دو " ۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ جھنجلایا ہوا تھا ۔

اور پھر عمران نے جوزف کی طرف رسیور بڑھاتے ہوئے کہا ۔

" لو بھئی ! ۔۔۔ اب باقی ادب تم جھاڑ دو " ۔

" یس چیف باس " ۔۔۔ جوزف نے دانت بھینچتے ہوئے کہا ۔

" اسے فوراً میرے پاس لے آؤ " ۔۔۔ دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور شاید اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا ۔ کیونکہ جوزف نے

بھی رسیور رکھ دیا تھا ۔

" آؤ میرے ساتھ " ۔۔۔ جوزف نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا ۔

" چلو یار ! ۔۔۔ کھڑے کھڑے تو میری ٹانگیں بھی تھک گئی ہیں " ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر جاتے جاتے گنجے رالف کو آنکھ مار دی ۔ گنجے کا چہرہ کچھ اور بگڑ گیا ۔ مگر ظاہر ہے اس سچویشن میں وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا ۔ اس لئے ہونٹ بھینچ کر ہی رہ گیا ۔

جوزف کے پیچھے چلتے ہوئے وہ دو راہداریاں مڑ کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والی منزل پر پہنچ گئے اور پھر جوزف نے ایک بند دروازے پر بڑے ادب سے دستک دی ۔

" یس کم ان " ۔۔۔ اندر سے کرخت آواز سنائی دی اور جوزف دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر چلا گیا ۔ عمران نے بھی اس کے پیچھے قدم اندر بڑھا دیئے ۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں تین طرف آرام دہ صوفے پڑے ہوئے تھے ۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک ادھیڑ عمر مگر سخت چہرے والا آدمی موجود تھا ۔ اس کے بال سرخ رنگ کے تھے اور چہرے کا رنگ تانبے جیسا تھا ۔ تیز براؤن رنگ کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں ۔

" ہوں بیٹھو " ۔۔۔ اس نے ہنکارا بھرتے ہوئے عمران کو میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور عمران یوں تیزی سے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اگر ایک لمحہ بھی دیر ہو گئی تو شاید کرسی اس سے چھین نہ لی جائے ۔

" جوزف ! ۔۔۔ تم نیچے جا کر خیال رکھنا کہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے ۔۔۔ اور جب تک میں بلاؤں نہیں ۔۔۔ کوئی اوپر نہ آئے " ۔۔۔ ایڈورڈ نے جوزف

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس" ___ جوزف نے بڑے مودبانہ انداز میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ پھر اس کی سیڑھیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

"ہاں! ___ اب بولو کونسے نقشے غلط ہیں" ___؟ ایڈورڈ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نقشے! ___ کون سے نقشے" ___؟ عمران نے یوں چونک کر کہا جیسے اس نے لفظ نقشہ زندگی میں پہلی بار سنا ہو۔

"شیر خان نے تمہیں کس لئے بھیجا ہے" ___؟ ایڈورڈ نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"اوہ! ___ تو تم سمجھ رہے ہو کہ مجھے شیر خان نے بھیجا ہے ___ یہ بات نہیں ___ میں ہیڈ کوارٹر کا آدمی ہوں ___ شیر خان کو تو صرف ریفرنس کے طور پر استعمال کیا گیا ہے" ___ عمران نے اس بار بے پناہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ___ ہیڈ کوارٹر" ___؟ ایڈورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہاں ایڈورڈ! ___ ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ ملی تھی کہ تم نے کام کو آگے کسی اور کے سپرد کر دیا ہے ___ جبکہ یہ ہیڈ کوارٹر کے اصول کے خلاف تھا۔ چنانچہ مجھے تحقیقات کے لئے بھیجا گیا ہے ___ یہاں آ کر میں نے انکوائری کی تو مجھے معلوم ہوا کہ واقعی تم نے آپریشن کا کام شیر خان کے ذمہ لگا دیا ہے

چونکہ میں تم سے ایسی صورت میں ملنا چاہتا تھا کہ کسی کو شک نہ پڑے۔ اس لئے میں نے یہ میک اَپ کیا ___ اور شیر خان کی آواز میں بات کر کے اس کا ریفرنس دیا" ___ عمران نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے کیسے یقین آئے کہ تم واقعی ہیڈ کوارٹر سے آئے ہو" ___؟ ایڈورڈ نے زور دے کر کہا۔

"ابھی یقین آجائے گا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال لیا۔

ایڈورڈ نے شاید یہ سمجھا کہ عمران جیب سے کوئی شناختی کارڈ یا کوئی نشان نکالے گا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ عمران کا ہاتھ جب باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور موجود تھا۔

"تم نے ہیڈ کوارٹر کے اصول کی خلاف ورزی کی ہے ___ اس لئے تمہاری چھٹی ہی زیادہ بہتر ہے" ___ عمران کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔

"مم ___ مگر میں نے تو کوئی خلاف ورزی نہیں کی ___ میں نے مسٹر مائیکل سے اجازت لے لی تھی ___ انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر سے بات کر لی ہے ___ آپ مسٹر مائیکل سے پوچھ لیں"۔ ایڈورڈ اتنا گھبرایا کہ اسے شناختی کارڈ پوچھنا یاد ہی نہ رہا۔

"مائیکل اگر ہیڈ کوارٹر سے بات کر لیتے تو ظاہر ہے مجھے یہاں آنے کی تکلیف نہ کرنی پڑتی" ___ عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"آپ یقین کریں ___ میں نے اجازت لے لی تھی ___ آپ پوچھ

"لیں" ____ ایڈورڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" اگر ایسا ہے تو پھر مائیکل کی جواب طلبی ہونی چاہیئے ____ مائیکل سے میری بات کراؤ" ____ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے بڑی تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

عمران کی نظریں اس کی انگلی پر لگی ہوئی تھیں۔ جب ایڈورڈ نے آخری نمبر گھما کر انگلی ہٹائی تو اسی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور ایک ہلکی سی ٹھک کی آواز نکلی اور ایڈورڈ کا جسم جھٹکا کھا کر کرسی کی پشت سے جا لگا۔ رسیور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ عمران نے جھپٹ کر رسیور اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اُسے ایڈورڈ کی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ اس نے گولی دل پر ماری تھی اور اُسے یقین تھا کہ ایڈورڈ دوسرا سانس بھی نہ لے سکا ہوگا۔

دوسری طرف گھنٹی بج رہی تھی اور اسی لمحے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو" ____ ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ایڈورڈ سپیکنگ" ____ عمران نے ایڈورڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ____ اس وقت کیا بات ہے" ____ ؟ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم سخت ہو گیا اور عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا خود مائیکل ہی ہے ____ ظاہر ہے اگر کوئی اور ہوتا تو اس کا لہجہ ایڈورڈ سے بات کرتے وقت اتنا سخت نہ ہوتا۔

" ایک الجھن آن پڑی ہے ____ یہاں میرے پاس ایک شخص موجود ہے ____ جو اپنے آپ کو ہیڈ کوارٹر کا آدمی بتا رہا ہے۔ اس کے پاس تنظیم کا کارڈ بھی موجود ہے" ____ عمران نے جواب دیا۔

" ہیڈ کوارٹر کا آدمی ____ اور تمہارے پاس مگر ____" دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں ہیڈ کوارٹر کا نام سنتے ہی گھبراہٹ کا عنصر پیدا ہو گیا۔

" ہیلو مسٹر مائیکل! ____ میں جیکارڈ بول رہا ہوں فرام ہیڈ کوارٹر۔ اِٹ اِز ایمرجنسی" ____ عمران نے یوں لہجہ بدل کر بات کی جیسے اس نے رسیور ایڈورڈ کے ہاتھ سے جھپٹ لیا ہو۔

" جیکارڈ ____" مائیکل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" مسٹر مائیکل! ____ میرا آپ سے فوری ملنا انتہائی ضروری ہے ایک انتہائی ضروری چیز آپ کو ڈیلیور کرنی ہے ____ کیا آپ یہاں ایڈورڈ بار میں آ سکتے ہیں" ____ ؟ عمران نے اُسے مزید سوچنے کا موقع دیئے بغیر سخت لہجے میں کہا۔

" مگر تم میرے پاس آ جاؤ ____ میرا وہاں بار میں آنا ____" مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتا، عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ____ میں پہنچ رہا ہوں ____ مگر آپ مجھے پھاٹک پر ملیں ____ اور اگر آپ نے نگرانی کرائی ہوئی ہے تو اُسے ہٹا لیں میں کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا ____ اسی لئے میں نے ایڈورڈ کی معرفت آپ سے رابطہ قائم کیا ہے" ____ عمران نے بات بناتے

www.pdfbooksfree.pk

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم آجاؤ ـــ میں پھاٹک پر موجود ہوں گا" ـــ مائیکل نے جواب دیا اور عمران نے مزید بات کرنے سے پہلے ہی رسیور کا کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ پھر اس کی انگلیاں تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگیں۔ وہ مین ایکسچینج انچارج کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"یس ـــ انچارج مین ایکسچینج" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ایکسٹو کا لفظ سنتے ہی گھبرا گیا۔

"فون نمبر نوٹ کرو ـــ اس فون نمبر کا مکمل پتہ چاہیئے" ـــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے مودبانہ آواز میں جواب دیا گیا۔

"نمبر ـ ون ـ تھری ـ زیرو ـ سکس ـ نائن" ـــ عمران نے اُسے نمبر نوٹ کراتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ـــ ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ـــ انچارج نے جواب دیا اور عمران نے انتظار کے دوران پہلی بار نظریں اٹھا کر ایڈورڈ کو دیکھا جو کرسی کے بازو پر ڈھلکا ہوا تھا۔ اس کے سینے میں کافی بڑا سوراخ تھا جس میں سے خون ابھی تک رس رہا تھا۔

"سر! ـــ پتہ نوٹ کیجئے ـــ نام، ڈاکٹر شوالا ـــ پتہ۔ تھرٹی سکس لالہ زار کالونی" ـــ دوسری طرف سے انچارج نے پتہ اور نام بتاتے

ہوئے کہا۔

"ایک بار پھر چیک کر لو ـــ پتہ بالکل درست ہونا چاہیئے" ـــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے ـــ یہی پتہ ہے" ـــ انچارج نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! ـــ اب ایسا کرو کہ فوری طور پر یہ فون نمبر خراب کر دو ـــ اور صبح تک اسے خراب رہنا چاہیئے ـــ سمجھے" ـــ عمران کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

"جج ـــ جناب! ـــ ایسا ہی ہوگا ـــ میں خود ابھی ایکسچینج جا کر ایسا کرتا ہوں" ـــ انچارج نے کہا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور اب اس نے تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو! ـــ صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہدایت دے دو کہ وہ فوری طور پر تھرٹی سکس لالہ زار کالونی پہنچ جائیں ـــ ٹو ٹن بی ٹرانسمیٹر اپنے ہمراہ لے جائیں ـــ میں وہیں جا رہا ہوں ـــ ہو سکتا ہے مجھے ان کی ضرورت پڑ جائے ـــ انہیں میرے متعلق بتا دینا" ـــ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیور کریڈل پر رکھنے کی بجائے میز پر رکھ دیا تاکہ ایڈورڈ سے کوئی رابطہ فون پر قائم نہ کر سکے۔

رسیور رکھ کر اس نے تیزی سے میز کی درازوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر وہاں کوئی کام کی چیز نہ ملی تو وہ مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

www.pdfbooksfree.pk

اس نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر جوزف موجود تھا۔

"تمہارے چیف باس کا پیغام ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے" ۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور جوزف سر ہلا کر وہیں کھڑا رہ گیا۔

راہداریوں سے گزر کر عمران ہال میں پہنچا اور پھر گنجے کاؤنٹر مین پر توجہ دیئے بغیر بار سے باہر آ گیا۔

یہاں تھوڑی ہی دور اس کی کار موجود تھی۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر تیزی سے کار کو آگے بڑھانے کے لئے چلا گیا۔ ظاہر ہے اب اس کا رخ لالہ زار کالونی کی طرف ہی تھا۔

چھوٹے سے کمرے کے فرش پر بچھے ہوئے دبیز قالین پر تھری پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس یوں بیہوش پڑی ہوئی تھیں جیسے کسی نے موم کے مجسموں کو ٹیڑھا میڑھا کر کے فرش پر پھینک دیا ہو۔ اور ایسا اس لئے محسوس ہو رہا تھا کہ مین چیکنگ روم سے انہیں اٹھا کر لے آنے والوں نے انہیں آرام سے فرش پر لٹانے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی تھی بلکہ یوں انہیں کندھے سے جھٹک کر فرش پر پھینک دیا تھا جیسے وہ عورتیں نہ ہوں آٹے کی بوریاں ہوں۔ دبیز قالین کی وجہ سے گو انہیں کوئی چوٹ تو نہ آئی لیکن ان کے جسم ٹیڑھے میڑھے ہو گئے اور پھر شاید اس طرح بلندی سے نیچے پھینکنے کی وجہ سے ان کے ذہنوں پر لگنے والے شاک کی بنا پر انہیں توقع سے پہلے ہی ہوش آنے لگا۔

ان میں سے سب سے پہلے مارگریٹ کو ہوش آیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ اس وقت پہلو کے بل قالین پر پڑی ہوئی تھی۔ چند لمحے تو وہ آنکھیں پٹپٹاتی رہی جیسے وہ دنیا میں پہلی بار وارد ہوئی ہو۔ مگر آہستہ آہستہ اس کا

ذہن بیدار ہوتا چلا گیا اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی وہ یوں اچھل کر اٹھ بیٹھی جیسے بجلی کی ننگی تاروں پر لیٹی ہوئی ہو۔ اس نے نظریں گھما کر چاروں طرف کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظریں قریب ہی پڑی ہوئیں کاشاکی اور مس بوچر پر پڑیں تو اس نے لپک کر انہیں ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ان دونوں کو بھی عالم بیہوشی سے واپس کھینچ لانے میں کامیاب ہو گئی۔ جب وہ سب پوری طرح ہوش میں آئیں تو حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگیں۔

"یہ کیا ہو گیا ـــــ ہم تو ہوٹل کے کمرے میں سوئی تھیں" ـــــ سب سے پہلے مارگریٹ نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہمیں وہاں سے اغوا کیا گیا ہے" ـــــ کاشاکی نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"جہاں تک مجھے یاد آرہا ہے ـــــ ہمیں کسی مشین میں ڈال کر چیک کیا گیا ہے ـــــ کیونکہ مجھے یوں خواب کی طرح محسوس ہو رہا ہے کہ میں کسی شیشے کے شفاف صندوق میں پڑی ہوئی ہوں ـــــ اور دو نقاب پوش مجھ سے سوال کر رہے ہیں ـــــ اور میرے ذہن میں ان کے ہر سوال سے ایک زلزلہ سا پیدا ہو جاتا تھا اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی صحیح جواب دے رہی ہوں" ـــــ مس بوچر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ ہمیں بھی ایسا ہی یاد آرہا ہے" ـــــ ان دونوں نے بھی بیک آواز ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے کہ نہ صرف ہمیں چیک کر لیا گیا ہے ـــــ بلکہ یہ لوگ ہماری حقیقت تک بھی پہنچ چکے ہیں ـــــ اور ایسی صورت میں ہماری زندگیاں شدید خطرے میں ہیں ـــــ ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے" ـــــ کاشاکی نے کہا۔

اور پھر وہ سب اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے کمرے کی دیواروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ مگر یہ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے عجیب و غریب تھا تمام دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ کہیں نہ کوئی دروازہ تھا نہ کھڑکی اور نہ کوئی روشندان۔ اس کے باوجود انہیں سانس لینے میں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی یوں لگتا تھا کہ تازہ ہوا کی آمدورفت کے لئے اس میں کوئی خفیہ سسٹم بنایا گیا تھا۔

"اس کمرے سے نکلنا تو ناممکن ہے" ـــــ مارگریٹ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ایک صورت ہے کہ ہم اسی انداز میں لیٹ جائیں ـــــ اور یوں ظاہر کریں جیسے ہم ابھی تک بیہوش ہوں ـــــ ظاہر ہے جلد یا بدیر کوئی اندر آئے گا۔ پھر اس پر قابو پا کر آگے بڑھنے کی کوئی راہ بنائی جا سکتی ہے" ـــــ مس بوچر نے تجویز پیش کی اور پھر باقی دونے یہ تجویز منظور کر لی اور وہ تینوں فرش پر تقریباً اسی انداز سے لیٹ گئیں جیسے وہ ہوش میں آتے وقت پڑی ہوئی تھیں۔

انہیں دوبارہ قالین پر لیٹے ہوئے تقریباً دس منٹ ہی گزرے ہونگے کہ اچانک سامنے والی دیوار سرر کی تیز آواز سے درمیان سے ہٹتی چلی گئی اور ان تینوں کے جسم ایک لمحے کے لئے اکڑ سے گئے۔ مگر انہوں نے اپنے آپ پر کنٹرول رکھا۔ ان تینوں میں سے کاشاکی کا چہرہ براہ راست اس دیوار کی طرف ہی تھا۔ وہ کن انکھیوں سے دیکھنے لگی۔ دیوار میں خلا پیدا ہوتے ہی

مشین گنوں سے مسلح تین افراد اندر داخل ہوتے اور وہ اندر داخل ہوتے ہی ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ایک نوجوان لڑکی جس نے سرخ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا اور چہرے پر سفید رنگ کا نقاب لگائے ہوئے تھی اندر داخل ہوئی۔ اس کے سینے پر سیاہ بلی کی بڑی سی تصویر نمایاں نظر آ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا نقاب پوش تھا جس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب تھا اور سینے پر نو کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دیوار سرر کی آواز سے دوبارہ برابر ہو گئی۔

"میڈم! ــــ یہ تین لیڈی سیکرٹ ایجنٹس ہیں" ــــ نمبر نائن نے بڑے مودبانہ لہجے میں اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان میں سے ایک کو ہوش میں لے آؤ" ــــ میڈم نے کرخت مگر انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ نقاب پوش تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے پوری قوت سے سامنے پڑی ہوئی کاشاکی کے پہلو میں لات ماری۔ کاشاکی نے بڑی مشکل سے اپنی چیخ ضبط کی اور اس نے فوری طور پر اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں نقاب پوش دوسری لات نہ مار دے۔ پہلے چند لمحے وہ اپنی آنکھیں پٹپٹاتی رہی پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی

"بڑی جلدی ہوش میں آ گئی یہ" ــــ میڈم نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"کون ہو تم ــــ؟ اور میں کہاں ہوں" ــــ؟ کاشاکی نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"تم اچھی اداکارہ نہیں ہو ــــ مجھے معلوم ہے کہ تم پہلے سے ہوش

میں آ گئی ہوئی تھیں ــــ ورنہ ایک لات سے ہوش میں نہ آتیں" ــــ میڈم نے کہا اور پھر اس نے نقاب پوش کو دوسروں کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔

"اٹھ بیٹھو! ــــ خوامخواہ لاتیں کھانے کا فائدہ" ــــ کاشاکی نے اس بار کھل کر اپنی ساتھیوں سے کہا اور وہ دونوں بھی اچھل کر کھڑی ہو گئیں۔

"بہت خوب! ــــ سمجھدار ہو" ــــ میڈم نے کہا۔

تینوں مسلح نقاب پوش اب چوکنے ہو کر کھڑے تھے جبکہ نمبر نائن ایک طرف ہٹ کر کھڑا تھا اور اب اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"کیا تم ہی میڈم کیٹ ہو" ــــ؟ کاشاکی نے ہی بات کرنے میں پہل کی۔

"ہاں! ــــ اور یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم مجھے اپنی زندہ آنکھوں سے دیکھ رہی ہو" ــــ میڈم نے جواب دیا۔

"واقعی! بہت شہرت سنی تھی تمہاری ــــ چلو اچھا ہے آج ملاقات ہو گئی ــــ مگر تم نے ہمیں یہاں بلوایا کیسے" ــــ اس بار مارگریٹ نے بڑے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سنو! ــــ میں یہاں وقت ضائع کرنے نہیں آئی ــــ تمہاری مکمل رپورٹ چیکنگ سیکشن سے مجھے مل گئی ہے" ــــ میڈم کیٹ کا لہجہ یکدم تلخ ہو گیا۔

"تو پھر چلی جاؤ ــــ ہم نے تمہیں بلوایا تو نہیں تھا" ــــ مس بوچر نے بھی لہجہ تلخ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے گولی مار دو" ــــ اچانک مادام نے مڑ کر ایک نقاب پوش سے مخاطب ہو کر کہا اور نقاب پوش کی انگلی تیزی سے ٹریگر پر دب گئی اور

گولیوں کی بوچھاڑ مس بوچر کی طرف لپکی۔ مگر وہ تینوں گولیاں نکلنے سے پہلے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلیں اور ان تینوں نے بیک وقت تین مختلف سمتوں میں چھلانگیں لگائیں۔

مس بوچر بجلی کی سی تیزی سے نمبر نائن کی طرف آئی جبکہ کاشاکی اچھل کر میڈم کیٹ کی طرف اور مارگریٹ نے دوسری سائیڈ میں کھڑے نقاب پوش کی طرف چھلانگ لگا دی۔ یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ مشین گنوں سے مسلح دو نقاب پوشوں نے مشین گن کا فائر نہ کھولا اور نمبر نائن کی توجہ اس لمحے اس مشین گن بردار نقاب پوش کی طرف تھی جسے فائر کا حکم دیا گیا تھا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مس بوچر نے دھکا مار کر نمبر نائن کو گرا دیا جبکہ کاشاکی تیر کی طرح اڑتی ہوئی میڈم کیٹ پر آ گری اور مارگریٹ نے دوسرے نقاب پوش کو چھاپ لیا۔

نمبر نائن نے نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے مس بوچر کو پیچھے کی طرف اچھال دیا۔ مگر مس بوچر اچھل کر بالکل پیچھے جانے کی بجائے اپنے جسم کو سائیڈ میں لے گئی اور اس بار وہ اس نقاب پوش سے جا ٹکرائی جس نے اس پر مشین گن سے فائر کھولا تھا اور دوسرے لمحے وہ اس کے ہاتھ سے مشین گن چھین لینے میں کامیاب ہو گئی مگر اسی لمحے کاشاکی اڑتی ہوئی اس کے جسم سے آ ٹکرائی اور نہ صرف مشین گن مس بوچر کے ہاتھ سے نکل گئی بلکہ وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی نیچے قالین پر جا گریں۔ مس کاشاکی کو دراصل میڈم نے بیک پش کیا تھا۔ اس طرح نہ صرف میڈم خود بچ گئی بلکہ وہ دونوں آپس میں ٹکرا کر نیچے جا گریں۔

ادھر مارگریٹ نے مسلح نقاب پوش کی گردن میں دونوں ٹانگوں کی مدد سے

قینچی ڈالی اور جیسے ہی اس کا اپنا جسم زمین پر گرا، اس نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے اور انتہائی تیزی سے قلابازی کھا گئی اور نقاب پوش ہوا میں اچھل کر تیسرے نقاب پوش سے جا ٹکرایا جو ابھی تک حیرت بھرے انداز میں اس اچانک ہونے والی جنگ کو دیکھ رہا تھا اور وہ دونوں ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے۔

یہ سارا سین زیادہ سے زیادہ پانچ سیکنڈ میں مکمل ہو گیا۔ ان سب نے دوبارہ کھڑے ہونے اور اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھال لینے کے لئے بیک وقت کارروائی کی اور اس بار مس بوچر ایک نقاب پوش کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کا وار کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کی ضرب اس قدر قوت اور مخصوص انداز میں پڑی کہ نقاب پوش کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دی اور وہ چیخ مار کر ڈھیر ہو گیا۔

مگر اسی لمحے نمبر نائن نے مس بوچر پر چھلانگ لگا دی اور وہ مس بوچر کو دھکیلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ یہ چھلانگ اتنی زوردار تھی کہ مس بوچر کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اور اس کے ذہن میں ستارے سے ناچ اٹھے۔ مگر اس نے جھٹکا دیکر فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے پھیلا کر پوری قوت سے نمبر نائن کے دونوں پہلوؤں پر مارے اور نمبر نائن کے حلق سے چیخ سی نکل گئی اور وہ پلٹ کر پشت کے بل فرش پر گر گیا۔

ادھر کاشاکی نے مس بوچر سے علیحدہ ہو کر الٹی قلابازی کھائی اور اس نے فرش سے اٹھتی ہوئی میڈم کی گردن میں قینچی ڈال کر اسے پلٹانے کی کوشش کی مگر مادام چکنی مچھلی کی طرح پھسلتی چلی گئی اور کاشاکی اپنے ہی زور میں آگے جا گری اور مادام نے پلٹ کر نہ صرف اسے چھاپ لیا بلکہ پوری قوت سے

اس کی ناک پر سر کی ٹکر مارنے کی کوشش کی مگر کاشاکی نے نہ صرف اپنا چہرہ پھرتی سے ایک طرف کر لیا بلکہ اس کی دونوں ٹانگیں تیزی سے مڑیں اور اس کے گھٹنے پوری قوت سے مادام کی پشت پر لگے اور مادام چیخ مار کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی دوسری طرف جا گری۔

ادھر مارگریٹ بجلی بنی ہوئی تھی۔ جیسے ہی دونوں نقاب پوش ٹکرا کر گرے مارگریٹ نے اچھل کر بائیں طرف چھلانگ لگا ئی اور اس بار جب وہ کھڑی ہوئی تو ایک سٹین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے انتہائی تیزی سے آپس میں ٹکرا کر اٹھنے والے دونوں نقاب پوشوں کی طرف سٹین گن کا رخ کیا اور دوسرے لمحے سٹین گن کا قہقہہ کمرے میں گونجا اور گولیوں کی بوچھاڑ نے ان دونوں نقاب پوشوں کے جسموں کے پرخچے اڑا دیئے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سٹین گن کا رخ بدلتی۔ مادام جسے کاشاکی نے گھٹنوں کی ضرب لگائی تھی اچھل کر اس پر آ گری اور مارگریٹ کے ہاتھوں سے سٹین گن نکلتی چلی گئی اور وہ پہلو کے بل مادام سے ٹکرا کر زمین پر جا گری۔

نمبر نائن کے نیچے گرتے ہی مس بوچر اچھل کر اس کے اوپر آ گری اور اس نے ایک لمحے کے لئے اپنے جسم کو ہوا میں اچھالا اور دوسرے لمحے وہ پوری قوت سے نمبر نائن کے پیٹ اور سینے پر گھٹنوں کے بل آ گری اور نمبر نائن کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی اور اس نے ادھر ادھر سر پٹکنا شروع کر دیا۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر مس بوچر دوبارہ اچھلی مگر اس بار وہ نمبر نائن پر گرنے کی بجائے بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح تیسرے نقاب پوش سے جا ٹکرائی جو اپنی مشین گن کی طرف لپک رہا تھا اور وہ دونوں ٹکرا کر فرش پر گرے۔ مگر اس بار نقاب پوش کا داؤ چل گیا اور مس بوچر اس کی دونوں

ٹانگوں کے زور پر اچھل کر کمرے کی پچھلی دیوار سے کسی گیند کی طرح جا ٹکرائی۔

ادھر مادام سے ٹکراتے ہی مارگریٹ جمناسٹک کے انداز میں اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس نے بھی عین اسی موقع پر اس نقاب پوش کی طرف چھلانگ لگائی جو مشین گن کی طرف بڑھ رہا تھا مگر اس سے پہلے مس بوچر اس سے ٹکرا کر پشت بیک ہوتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ مگر نقاب پوش کو مس بوچر کو اچھالنے کے بعد ایک لمحے کی بھی مہلت نہ ملی اور مارگریٹ پوری قوت سے نقاب پوش کے جسم پر آ گری۔ اس نے زوردار انداز میں نقاب پوش کے سر پر ٹکر ماری اور ساتھ ہی اچھل کر پہلو کے بل اس کی سائیڈ پر گری۔

ادھر مادام مارگریٹ سے ٹکرا کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائی کیونکہ مارگریٹ نے انتہائی پھرتی سے اپنے جسم کو بائیں سائیڈ میں کاٹ لیا تھا۔ اور وہ دیوار سے ٹکرانے کی بجائے وہیں فرش پر لوٹتی رہ گئی۔

مادام جیسے ہی دیوار سے ٹکرائی اس نے پوری قوت سے بوٹ کی ٹو دیوار کی جڑ میں ماری اور دیوار سر سر کی آواز سے درمیان سے کھلتی چلی گئی پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ اٹھ کر اسے پکڑتی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی دیوار سے دوسری طرف نکل گئی اور جب تک مارگریٹ دیوار تک پہنچتی۔ دیوار ایک بار پھر برابر ہو چکی تھی۔ اور مارگریٹ جو کہ پوری قوت سے مادام کے پیچھے دوڑی تھی دیوار سے ٹکرا کر واپس فرش پر آ گری اور چابی والی گڑیا کی طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

ادھر مس بوچر سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر جب فرش پر گری تو کسی گیند کی طرح اچھل کر دوبارہ اس جگہ آ گری جہاں مشین گن پڑی ہوئی تھی اور اس بار جب وہ کھڑی ہوئی تو مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ کاشاکی بھی

اٹھ کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی جبکہ نقاب پوش اپنے سر کو جھٹک جھٹک کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مس بوچیر نے ایک لمحے کی دیر کئے بغیر مشین گن کا فائر کھول دیا اور نقاب پوش کا جسم مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔ مارگریٹ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

وہ تینوں اب کمرے میں کھڑی تھیں جبکہ کمرے میں چار لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ نمبر نائن کے منہ سے خون لوتھڑوں کی شکل میں باہر نکلا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بھی بے نور ہو چکی تھیں۔ مس بوچیر کے گھٹنوں کی بھرپور ضرب جس میں اس کے پورے جسم کی طاقت شامل تھی نمبر نائن کے سینے پر پڑی تھی اور نہ صرف اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں بلکہ اس کا دل بھی پھٹ گیا تھا۔ اور باقی تین نقاب پوش گولیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ مادام نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ مگر وہ تینوں فتح یاب ہونے کے باوجود کمرے میں قید ہو کر رہ گئی تھیں۔

مارگریٹ نے لپک کر اس جگہ پر پیر مارے جہاں مادام نے پیر مار کر دیوار کھولی تھی مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ شائد مادام نے دوسری طرف سے سسٹم جام کر دیا تھا۔

ملڈاگ کی شکل والے مائیکل نے رسیور رکھا تو اس کے چہرے پر بیک وقت حیرت اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ ہیڈ کوارٹر سے جیکارڈ کا آنا ــــــ اور پھر اُسے ملنے کی بجائے شیرخان سے ملنا اور پھر ایڈورڈ بار میں پہنچنا۔ ایمرجنسی پیغام یہ سب باتیں اس کے حلق سے اتر نہ رہی تھیں اس نے ایک لمحے تک سوچنے کے بعد میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت سمارٹ سا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"طارق! ــــــ ایک الجھن آپڑی ہے" ــــــ مائیکل نے اُلجھے ہوئے لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"الجھن' ــــــ کیسی الجھن" ــــــ ؟ خوبصورت اور سمارٹ نوجوان طارق نے چہرے پر سنجیدگی لے آتے ہوئے پوچھا اور مائیکل نے ابھی ٹیلیفون پر ہونے والی گفتگو اُسے تفصیل سے سنا دی۔

"یہ واقعی عجیب بات ہے ۔۔۔۔ آپ ایک بار پھر ایڈورڈ سے بات کریں ۔۔۔۔ اس سے شناختی نشان کی تفصیل پوچھیں" ۔۔۔۔ طارق نے بھی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔۔ مجھے تو اس کی تفصیل پوچھنے کا موقع ہی نہ مل سکا" ۔۔۔۔ مائیکل نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ مگر دوسری طرف سے لائن ڈیڈ تھی۔ گھنٹی کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔

"ایڈورڈ کا فون بے جان ہے" ۔۔۔۔ مائیکل نے کریڈل دباتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔۔؟ ایڈورڈ اس معاملے میں بے حد محتاط رہتا ہے ۔۔۔۔ دکھایئے میں نیچے کاؤنٹر سے پتہ کرتا ہوں" ۔۔۔۔ طارق نے کہا اور پھر مائیکل کے ہاتھ سے رسیور لیکر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ۔۔۔۔ ایڈورڈ بار پلیز" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سنو کاؤنٹرمین! ۔۔۔۔ نمبر ٹو ہیپر ماسٹرز سپیکنگ" ۔۔۔۔ طارق نے لہجے کو تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر!" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی بوکھلاہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"تمہارا باس کہاں ہے" ۔۔۔۔؟ طارق نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہے سر" ۔۔۔۔ کاؤنٹرمین نے جواب دیا۔

"اس کے فون کو کیا ہوا ۔۔۔۔؟ وہ کیوں ڈیڈ ہے" ۔۔۔۔؟ طارق نے سخت لہجے میں کہا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں جناب! ۔۔۔۔ باس کا فون ڈیڈ نہیں ہو سکتا" ۔۔۔۔ کاؤنٹرمین نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ۔۔۔۔ کسی کو بھیج کر چیک کراؤ ۔۔۔۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو ۔۔۔۔ میں ہولڈ کر رہا ہوں" ۔۔۔۔ طارق نے کاؤنٹرمین کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔۔ صرف چند لمحے ہولڈ کیجئے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کسی سخت جگہ پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

تقریباً تین چار منٹ تک خاموشی طاری رہی پھر اچانک کاؤنٹرمین کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"غضب ہو گیا جناب! ۔۔۔۔ باس کو گولی مار دی گئی ہے"۔

"کیا کہہ رہے ہو" ۔۔۔۔؟ طارق نے چونک کر پوچھا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب! ۔۔۔۔ میں اور جوزف خود اوپر گئے ہیں ۔۔۔۔ باس کرسی پر مرا پڑا ہے۔ اس کے دل میں گولی لگی ہے ۔۔۔۔ اور فون کا رسیور علیحدہ میز پر رکھا ہوا تھا ۔۔۔۔ اسے یقیناً جیکارڈ نے گولی ماری ہے ۔۔۔۔ کیونکہ اس کے بعد اور کوئی باس کے پاس نہیں گیا" ۔۔۔۔ کاؤنٹرمین نے کہا۔

"جیکارڈ" ۔۔۔۔ طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جناب! ــــ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان یہاں آیا ــــ اس نے کہا کہ وہ شیر خان کا آدمی ہے اور باس سے ملنا چاہتا ہے کوئی مسخرہ سا آدمی تھا ــــ اوٹ پٹانگ باتیں کرتا رہا ــــ پھر جوزف نے باس کو فون کیا تو باس نے اُسے فوراً بھیجنے کے لئے کہا۔ چنانچہ جوزف اُسے باس کے پاس چھوڑ کر سیڑھیوں سے نیچے آ کھڑا ہوا ــــ کچھ دیر بعد وہ نیچے اترا اور اس نے جوزف کو کہا کہ باس کہتا ہے کہ اُسے ڈسٹرب نہ کیا جائے ــــ اس لئے جوزف اوپر نہ گیا اور وہیں کھڑا رہا ــــ اب آپ کا فون ملنے کے بعد ہم دونوں اوپر گئے تو یہ بات سامنے آئی" ــــ کاؤنٹر مین نے جو یقیناً گنجا رالف تھا تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا تفصیل سے حلیہ بتاؤ ــــ قدوقامت اور عمر بھی" ــــ؟ طارق نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

اور رالف نے تفصیل سے عمران کا موجودہ حلیہ بتا دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ وہ مسخرہ سا آدمی ہے ــــ اور اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا تھا ــــ اس کی باتیں دہراؤ" ــــ طارق نے حلیہ سننے کے بعد پوچھا۔

"جناب! ــــ اس نے آتے ہی کہا کہ مجھے ایڈورڈ سے ملنا ہے۔ چونکہ اس نے باس کا نام بڑے عامیانہ طریقے سے لیا تھا اس لئے میں نے چونک کر اس سے پوچھا کہ کس سے ملنا ہے ــــ؟ تو اس نے بڑے مسخرے سے لہجے میں جواب دیا۔

"تم گنجے ہونے کے ساتھ ساتھ بہرے بھی ہو ــــ میں تو اب تک یہی سمجھتا تھا کہ جو لوگ گونگے ہوں ــــ وہ بہرے بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر

آج یہ بھی پتہ چل گیا کہ گنجے بھی بہرے ہوتے ہیں" ــــ رالف نے یاد کرتے ہوئے عمران کا فقرہ دہرایا۔

"اور کوئی بات" ــــ؟ طارق نے پوچھا۔

"جناب ــــ اس نے باس سے بات کرتے وقت بھی بڑا مسخرہ پن دکھایا تھا ــــ جوزف نے اُسے کہا تھا کہ چیف باس سے ادب سے بات کرنا تو اس نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا ــــ جناب عالی! ــــ بندہ پرور ــــ حضور ــــ فیض گنجور ــــ موتی چور" ــــ مجھے پورے الفاظ یاد نہیں ــــ اسی طرح کے لفظ تھے ــــ فتور ــــ غربی کھجور وغیرہ" ــــ رالف نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ میں سمجھ گیا ــــ ٹھیک ہے" ــــ طارق نے یہ سنتے ہی رسیور واپس رکھ دیا۔

مائیکل خاموش بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔

"میں سمجھ گیا ہوں باس ــــ کہ اس جیکارڈ کے روپ میں کون آدمی ہے" ــــ طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کون ہے" ــــ؟ مائیکل نے پوچھا۔

"باس! ــــ یہ یہاں کا خطرناک ترین آدمی علی عمران ہے ــــ طارق نے جواب دیا۔

"علی عمران" ــــ مائیکل نام سنتے ہی کرسی سے اچھل پڑا ــــ "کیا کہہ رہے ہو تم" ــــ؟ اس کی آواز میں لرزش تھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب! ــــ وہ کسی بھی میک اَپ میں ہو اپنا مسخرہ پن نہیں چھپا سکتا ــــ یہ اس کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے ــــ

وہ ہماری راہ پر لگ گیا ہے ـــــ اب اس کا خاتمہ ہمارے لئے لازمی ہو چکا ہے" ـــــ طارق نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ میں نے بھی اس کا نام سنا ہوا ہے ـــــ چلو یہ تو اچھا ہوا کہ ہمیں اس کی اصلیت کا پتہ چل گیا ـــــ ورنہ ہم یقیناً اس کے ہاتھوں دھوکا کھا جاتے ـــــ یہاں آکر اسے زندہ واپس نہیں جانا چاہیئے" ـــــ مائیکل نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ وہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ـــــ جہاں تک میرا خیال ہے ـــــ ہمارے مشن کی بھنک سیکرٹ سروس کے کانوں تک پہنچ گئی ہے اور اسی کے کہنے پر عمران ہماری راہ پر لگا ہے" ـــــ طارق نے کہا۔

"یقیناً پہنچ گئی ہوگی ـــــ ایکریمیا کے صدر نے پریس کانفرنس کر کے پوری دنیا کو چونکا دیا تھا۔ شائد یہی وجہ ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے ابھی تک نہ ہی ڈلیوری آئی ہے ـــــ اور نہ ہی کوئی اور ہدایت ملی ہے" ـــــ مائیکل نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"باس ـــــ وہ اکیلا نہیں آئے گا ـــــ یقیناً اس کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ارکان بھی ہوں گے ـــــ اس لئے ہمیں باہر بھی نگرانی کرنی ہوگی ـــــ مگر اسے یہی تاثر دینا ہوگا کہ ہم ابھی تک اس کی اصلیت سے ناواقف ہیں ـــــ اور پھر ہم نہ صرف اسے گھیر لیں گے بلکہ اس کے ساتھیوں کو بھی پکڑ لیں گے ـــــ اور پھر انہیں فوری طور پر ختم کر کے ہمیں یہ کوٹھی بھی چھوڑنا ہوگی تاکہ سیکرٹ سروس کے مزید ارکان ہم پر دھاوا نہ بول سکیں" ـــــ طارق نے اپنے پروگرام کی وضاحت

کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ فوری طور پر تمام انتظامات کرو ـــــ وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچنے والا ہوگا ـــــ جب سب انتظام ہو جائے تو پھر میں اکیلا پھاٹک پر اس کے استقبال کے لئے جاؤں گا" ـــــ مائیکل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ صرف چند لمحے توقف کریں ـــــ میں سب انتظامات کر لیتا ہوں" ـــــ طارق نے جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مائیکل اس کے جانے کے بعد بڑے الجھے ہوئے انداز میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ وہ اس تنظیم سے منسلک ہونے سے پہلے ایک ایسی تنظیم سے وابستہ تھا جو انتہائی خطرناک اور طاقتور تھی۔ مگر جب یہ تنظیم اس ملک میں ایک مشن پر آئی تو عمران کے ہاتھوں تباہ ہو گئی۔ مائیکل چونکہ ساتھ نہیں آیا تھا اس لئے بچ گیا تھا مگر اسے رپورٹ مل گئی تھی کہ پاکیشیا کے علی عمران نے اتنی خوفناک اور طاقتور تنظیم کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور نہ صرف چیف باس اس کے ہاتھوں ختم ہو گیا بلکہ باقی ممبر بھی مارے گئے۔ اس کے بعد ہی وہ میڈم کیٹ کی تنظیم سے منسلک ہوا تھا اور جب میڈم کیٹ نے اسے یہاں کا چارج سنبھالنے کے لئے بھیجا تو اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اتنے خفیہ طریقے سے کام کرے گا کہ کسی کو کانوں کان ہوا بھی نہ لگے گی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے تنظیم کا ہیڈ کوارٹر علیحدہ کوٹھی میں بنایا تھا۔ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ علیحدہ رہتا تھا۔ طارق کی معرفت ایڈورڈ اور شیر خان کو کام سونپا گیا تھا تاکہ وہ خود سامنے نہ آئے۔

مگر اب عمران کی براہ راست یہاں تک آمد بتا رہی تھی کہ اس کی تمام پلاننگ فیل ہو گئی ہے اور عمران نجانے کس طرح یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

" اُسے کسی صورت میں بھی یہاں سے بچ کر نہیں جانا چاہیئے "۔۔۔۔ مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے طارق اندر داخل ہوا اور مائیکل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

" میں نے سب انتظام کر لیا ہے باس!۔۔۔۔ کوٹھی کے باہر ہمارے مسلح آدمی دور دور تک پھیل چکے ہیں۔۔۔۔ کوٹھی کے اندر بھی میں نے حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا ہے۔۔۔۔ آپ پھاٹک پر جائیں۔۔۔۔ اور گیٹ پر سے عمران کو لے کر سیدھے بلیو روم میں چلے جائیں۔۔۔۔ پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ آخر کس چکر میں ہے۔۔۔۔ اس کے بعد جب باہر کی طرف سے پوری طرح تسلی ہو جائے گی تو پھر ہم اُسے موت کے گھاٹ اتار دیں گے "۔۔۔۔ طارق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوکے "۔۔۔۔ مائیکل نے اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکلا اور راہداری سے گزرتا ہوا برآمدے میں آیا اور وہاں سے پورچ پار کر کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ برآمدہ، پورچ اور کوٹھی کا لان سب سنسان پڑے ہوئے تھے۔ وہاں کوئی بھی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ حتیٰ کہ پھاٹک پر چوکیدار تک موجود نہ تھا۔

مائیکل نے پھاٹک کھولا اور پھر باہر نکل کر پھاٹک کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

اس کی تیز نظریں اس طرف کا جائزہ لے رہی تھیں جدھر سے عمران نے آنا تھا۔ وہ کوٹھی کے سامنے سے گزرنے والی ہر کار کو چونک کر دیکھتا۔ مگر جب

کار تیزی سے آگے نکل جاتی تو وہ دوبارہ اُدھر دیکھنے لگتا جدھر سے اُسے عمران کے آنے کی توقع تھی۔
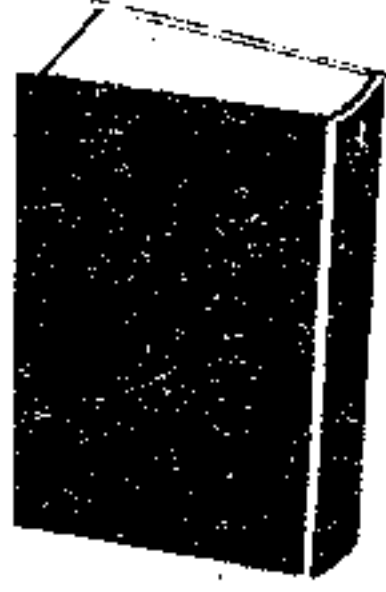
ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کرنے کے بعد شاکل، چوشان اور بلیک واپس اسی کوٹھی میں پہنچ گئے جہاں وہ عارضی طور پر ٹھہرے ہوئے تھے۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں نگرانی کا کوئی انتظام کرنا چاہیئے۔۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک ہم پر دھاوا بول دیں۔۔۔۔ اور ہم حقیر چوہوں کی طرح مارے جائیں "۔۔۔۔ بلیک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ ان سب سے بعد میں پہنچا تھا جبکہ شاکل سب سے پہلے آیا تھا اور اس کے بعد چوشان آیا تھا

" ٹھیک ہے۔۔۔۔ نگرانی کے لئے اوپر والا چوبارہ درست رہے گا۔ وہاں سے ہم ہر طرف خیال رکھ سکتے ہیں۔۔۔۔ ہم ڈیوٹیاں بانٹ لیتے ہیں۔۔۔۔ پہلے میں نگرانی کروں گا۔۔۔۔ چار گھنٹے بعد بلیک اور اس کے بعد چوشان ڈیوٹی دیگا "۔۔۔۔ چیف شاکل نے پلان بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے "۔۔۔۔ بلیک اور چوشان نے تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اور چیف شاکل تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا آیا راہداری

سے گزر کر وہ سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا کوٹھی کی دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ جہاں ایک ایسا کمرہ تھا جس کے چاروں طرف شیشے لگی ہوئی کھڑکیاں موجود تھیں کمرے میں فرنیچر موجود تھا۔

شاکل نے بجلی جلانے کی بجائے اندھیرے میں ہی بیٹھنے کو ترجیح دی تاکہ اُسے باہر سے چیک نہ کیا جا سکے۔ اس نے تمام کھڑکیوں پر پڑے ہوئے سُرخ مخمل کے پردے ہٹا دیتے اور پھر وہ کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا رخ اس طرف رکھا جدھر سڑک تھی۔ کیونکہ اُسے اندازہ تھا کہ آنے والے ادھر سے ہی آئیں گے۔

اُسے وہاں بیٹھے ہوئے ابھی دو گھنٹے ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے ایک بڑی سی ویگن کو کوٹھی سے ذرا دُور ایک درخت کے نیچے رُکتے ہوئے دیکھا۔ ویگن وہاں چند لمحے رُکی رہی۔ پھر اس کا پچھلا دروازہ کھلا اور سرخ رنگ کے چست لباسوں میں ملبوس افراد تیزی سے باہر آنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ وہ سب ویگن کی آڑ میں کھڑے ہوتے چلے گئے۔ ان کی تعداد دس تھی۔ پھر ویگن کا فرنٹ ڈور کھلا اور دونوں طرف سے دو آدمی نیچے اترے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور شاکل نے صاف طور پر دیکھا کہ اس کا اشارہ اسی کوٹھی کی طرف تھا۔

اور پھر سرخ رنگ میں ملبوس افراد تیزی سے سڑک پار کر کے اس کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے آئے اور شاکل تیزی سے اٹھ کر نیچے دوڑا۔ اس نے چوشان اور بلیک کو بڑے مطمئن انداز میں سوئے ہوئے دیکھا۔ اس نے تیزی سے انہیں جگاتے ہوئے کہا ۔۔۔ "اٹھو دوستو! ۔۔۔ حملہ آور آپہنچے ہیں"۔

"اوہ اتنی جلدی" ۔۔۔ ان دونوں نے ہوشیار ہوتے ہی پہلا فقرہ یہی کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ لوگ بہت ہوشیار معلوم ہوتے ہیں ۔۔۔ انہوں نے بہت جلدی ہمارا کھوج نکال لیا ۔۔۔ وہ تعداد میں بارہ ہیں اور کوٹھی کے گرد پھیل رہے ہیں" ۔۔۔ شاکل نے جواب دیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔؟ بلیک نے پوچھا۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں اغوا ہو جانا چاہیئے" ۔۔۔ چوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہیں اغوا ہوتے ہوتے ان کے ہاتھوں مارے نہ جائیں" ۔۔۔ بلیک نے جواب دیا۔

"ایسا کرتے ہیں کہ اوپر چلتے ہیں ۔۔۔ ان سے مقابلہ کیا جائے جب دیکھیں گے کہ یہ حاوی پڑ رہے ہیں تو پھر عارضی طور پر ہتھیار ڈال دیں گے ۔۔۔ ورنہ دوسری صورت میں اگر ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا تو پھر ہماری اہمیت تنظیم کی نظروں میں بڑھ جائے گی ۔۔۔ اور ظاہر ہے کہ پھر ہمارے اغوا کا ہی حکم جاری ہوگا" ۔۔۔ چیف شاکل نے کہا اور اس کی اس تجویز سے دونوں نے اتفاق کیا اور وہ الماری سے سٹین گنیں نکال کر تیزی سے راہداری سے نکل کر سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے اور پھر دوبارہ اسی شیشے کی کھڑکیوں والے کمرے میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے انہیں باہر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر چاروں طرف سے ہمسائے سے دیوار پھاند کر اندر کودتے ہوئے دکھائی دیئے۔

"پوزیشنیں سنبھال لو ۔۔۔ اور حملہ کر دو" ۔۔۔ چیف شاکل نے

ایک کھڑکی کھولتے ہوئے کہا اور پھر چند ہی لمحوں بعد اندر داخل ہونے والوں پر جو اب آہستہ آہستہ حملے کے انداز میں آگے بڑھے چلے آرہے تھے سٹین گنوں کا فائر کھول دیا۔ اور فضا سٹین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ دوسرے لمحے نیچے چند چیخیں بلند ہوئیں اور پھر نیچے سے بھی فائر کھول دیا گیا اور گولیوں نے شیشوں کے پرخچے اڑانے شروع کر دیئے۔

تھری پاورز بڑے محتاط انداز میں چاروں طرف سے فائر کر رہے تھے مگر اچانک ایک زبردست دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسم ہزاروں پرزوں میں تقسیم ہو کر فضا میں بکھرتے چلے گئے ہوں۔ ان کے ذہنوں پر جو آخری تاثر محفوظ رہ گیا تھا وہ یہ تھا کہ اندھیری رات میں اچانک ان کی آنکھوں کے اندر سورج اتر آیا ہو۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ ان کے ذہنوں پر اس کا کوئی تاثر نہ تھا۔

اور پھر اچانک شاکل کی آنکھیں دوبارہ کھل گئیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس کے ذہن میں وہی تاثر ابھر آیا کہ سورج اس کی آنکھوں میں اتر آیا ہے۔ اس نے بڑی شدت سے دوبارہ آنکھیں بند کیں مگر یوں لگتا تھا جیسے روشنی کی کرنیں برچھیوں کی طرح اس بند آنکھوں میں اترتی چلی آرہی ہوں۔ اس نے بوکھلا کر دوبارہ آنکھیں کھول دیں اور اس بار اس کی آنکھوں کو روشنی کی تیز چبھن کا احساس قدرے کم محسوس ہوا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے اس نے بوکھلا کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اُسے معلوم ہوا کہ وہ ایک بڑے سے کمرے میں ہے اور ایک لوہے کی کرسی پر چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے بندھا ہوا بیٹھا ہے اور اس کے دونوں ساتھی بھی اس کے

دائیں بائیں اسی حالت میں بندھے ہوئے ہیں البتہ ان کے سر پیچھے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے۔ شاکل کو یاد آیا کہ زبردست دھماکے کے بعد ان کے جسم کے پُرزے فضا میں بکھر گئے تھے اور اس نے بوکھلا کر اپنے جسم کو دیکھا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ اس کا جسم نہ صرف بالکل صحیح سلامت تھا بلکہ کہیں بھی ٹوٹ پھوٹ یا زخم کا نشان نظر نہ آیا۔ اس نے بلیک اور چوشان کی طرف دیکھا اور وہ بھی محفوظ نظر آئے اسی لمحے چوشان نے آنکھیں پٹپٹائیں اور شاکل دلچسپی سے اس کے ہوش میں آنے کا سین دیکھنے لگا۔

چوشان نے بھی ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اپنے جسم کو ہی دیکھا۔

"ہوش میں آگئے چوشان" ——— شاکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اوہ! ——— شاکل تم ——— یہ ہمیں کیا ہوا تھا ——— ؟ مجھے تو یوں محسوس ہوا تھا کہ میرا جسم ہزاروں حصوں میں تبدیل ہو گیا ہو" ——— چوشان نے کہا۔

"ہاں! ——— مجھے بھی بیہوش ہوتے وقت یہی احساس ہوا تھا۔ مگر شکر ہے کہ ہم صحیح سلامت ہیں" ——— شاکل نے جواب دیا۔

"دوستو! ——— شکر ہے کہ میں بھی صحیح سلامت ہوں" ——— اچانک بلیک نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— تم بھی ہوش میں آگئے ——— میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید تم اپنی بقایا نیند پوری کر رہے ہو" ——— شاکل نے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اتنی زبردست سنسنی خیزی کے باوجود وہ تینوں کھل کھلا کر

ہنس پڑے. دراصل وہ تینوں انتہائی منجھے ہوئے اور باصلاحیت سیکرٹ ایجنٹ
تھے. ان کی زندگیاں اس قسم کے حادثوں سے دوچار ہوتے ہوتے گزری تھی
اس لئے ان کے ذہنوں پر زیادہ بوجھ نہ تھا اور وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ
آئندہ اقدامات کے لئے ذہن پر جتنا بھی بوجھ کم ہو. اتنا ہی اچھا ہے. اس
لئے وہ نہ صرف مذاق سے پوری طرح محفوظ ہو رہے تھے بلکہ دل کھول کر
ہنس بھی رہے تھے.

"مگر ہم آ کہاں گئے ہیں" ____ ؟ بلیک نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
کہا.

"ظاہر ہے کسی کے مہمان ہوں گے ____ اب یہ میزبان کی مرضی
ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کو کس انداز میں رکھے" ____ جوشان نے ہنستے ہوئے
جواب دیا.

"تم نے درست کہا ہے ____ تم جیسے مہمانوں کو رکھنے کے لئے یہی
انداز بہتر ہے" ____ اچانک کمرے میں ایک بھاری آواز گونجی اور ان تینوں
نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں سے آواز نکل رہی تھی. یہ دائیں طرف کی
دیوار کے اوپر نصب ایک چھوٹی سی جالی سے برآمد ہو رہی تھی.

"کیا ہم اپنے میزبان کا نام پوچھ سکتے ہیں" ____ ؟ چیف شاکل نے
مسکراتے ہوئے پوچھا.

"جسے تم ہوٹل لاشیری میں چیلنج کر آئے تھے ____ وہی تمہاری میزبان
ہے" ____ جواب دیا گیا.

"اوہ ویری گڈ! ____ تو ہم میڈم کیٹ کے مہمان ہیں ____ مگر معاف
کیجئے ہمیں اگر پہلے سے پتہ ہوتا تو ہم ضرور اس کی خدمت میں پیش کرنے

کے لئے چھیچھڑے بطور تحفہ لے آتے" ____ بلیک نے بڑے طنزیہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا.

"کوئی بات نہیں ____ تمہارے اپنے ہی چھیچھڑے کافی مقدار میں
نکل آئیں گے" ____ دوسری طرف سے جواب دیا گیا.

"کیا تم سامنے آ کر بات نہیں کر سکتے" ____ ؟ اچانک جوشان
نے سوال کیا.

"بے فکر رہو ____ ابھی تم سے ملاقات بھی ہو جائے گی ____ اور مجھے
یقین ہے کہ پھر تم یہی سوچتے رہ جاؤ گے کہ کاش! ____ یہ ملاقات نہ ہوتی
ہوتی" ____ دوسری طرف سے طنزیہ انداز میں کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی کٹ کی آواز سنائی دی اور وہ سمجھ گئے کہ بولنے والے نے
مائیک آف کر دیا.

آواز بند ہوتے ہی بلیک نے اپنا سر جوشان اور شاکل کی طرف موڑا
اور پھر اس نے مخصوص انداز میں پلکیں جھپکا کر آئی کوڈ میں ان سے مخاطب
ہو کر کہا ____ "کہ ان لوگوں کے آنے سے پہلے ہمیں ان بندشوں سے
آزاد ہو جانا چاہیئے".

اور پھر اسی آئی کوڈ میں شاکل نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا کہ
"اس کے ناخنوں میں تیز بلیڈ موجود ہے ____ اس لئے وہ پہلے ہی اپنی
بیلٹوں کو کمر کی طرف سے کاٹ چکا ہے".

جوشان نے بھی آئی کوڈ میں بتایا کہ اس نے انگوٹھے کے ناخن کے
کونے میں لگے ہوئے بلیڈ کی تیز نوک کی مدد سے چمڑے کی بیلٹوں پر نشان
ڈال دیا ہے ____ اب ذرا سے جھٹکے سے وہ ان بیلٹوں کو کاٹ سکتا

ہے"۔

بلیک مطمئن ہو کر خود بھی بیلٹوں کو کاٹنے میں مصروف ہو گیا۔

وہ تینوں آئی کوڈ میں باتیں اس لئے کر رہے تھے کہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ نہ صرف ان کی باتیں سنی جا رہی ہیں بلکہ انہیں ویژن آئی کی مدد سے دیکھا بھی جا رہا ہے۔

اور پھر چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار مسلح نقاب پوش اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں سے سٹین گنیں لٹکی ہوئی تھیں ان کے پیچھے ایک اور نقاب پوش تھا جو غیر مسلح تھا۔ مسلح نقاب پوش دروازے کے دونوں اطراف میں کھڑے ہو گئے جبکہ غیر مسلح نقاب پوش بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا ان تینوں کے سامنے آ کر رک گیا۔

"تم نے ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کیوں کیا تھا" ـــــ؟ اس نقاب پوش نے قدرے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہم اس شہر میں اپنی اہمیت اجاگر کرنا چاہتے تھے ـــــ تاکہ ہمیں کوئی تگڑا سا کام مل سکے" ـــــ چیف شاکل نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں سے آئے ہو" ـــــ؟ نقاب پوش نے کچھ سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ایکریمیا کے شہر ناراک سے" ـــــ چیف شاکل نے جواب دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ انہیں بیہوش کرنے کے بعد ان کے کاغذات کی تلاشی لی گئی ہو گی۔

"تمہیں میڈم کیٹ کا نام کس نے بتایا تھا" ـــــ؟ نقاب پوش نے ایک اور سوال کیا۔

"یہاں اترتے ہی ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ یہاں حکومت میڈم کیٹ کی ہے چنانچہ ہم نے میڈم کیٹ کی نظروں میں اپنی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کر دیا ـــــ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم اتنی جلدی میڈم کیٹ کے پاس پہنچ جائیں گے" ـــــ چیف شاکل نے جواب دیا۔

"ہوں! ـــ اس کا مطلب ہے کہ تم غیر ملکی جاسوس نہیں ـــ بلکہ عام سے غنڈے ہو" ـــــ نقاب پوش نے کہا۔

"غیر ملکی جاسوس! ـــ واہ بھئی واہ! ـــ خوب لقب دیا تم نے ـــ مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے ہمیں اتنی جلدی ٹریس کیسے کر لیا ـــ؟ اور پھر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ خوفناک دھماکہ کیسا تھا" ـــ؟ چیف شاکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے لئے معمولی باتیں ہیں ـــ تم میں سے ایک آدمی کو مشکوک انداز میں ہوٹل سے بھاگتے ہوئے چیک کیا گیا ـــ اور پھر اس کا تعاقب کر کے تمہاری رہائش گاہ دیکھی گئی ـــ بعد میں جب تمہارے متعلق تفصیلی رپورٹیں ملیں تو تمہیں گرفتار کرنے کے احکام صادر کئے گئے ـــ تم نے فائرنگ کر کے ہمارے پانچ افراد ہلاک کر دیئے تھے ـــ اس لئے روشنی کا بم مار کر تمہیں بیہوش کر دیا گیا" ـــ نقاب پوش نے جواب دیا۔

"تو وہ روشنی کا بم تھا ـــ مگر ہمیں تو یوں محسوس ہوا جیسے ہمارے جسموں کے پرخچے اڑ گئے ہوں" ـــ چیف شاکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے پھٹنے سے تیز روشنی ہوتی ہے ـــ اور اس کے ساتھ ہی ایک ایسی زود اثر گیس پھیل جاتی ہے کہ انسانی دماغ بیہوش ہوتے وقت یہی تاثر لیتا ہے کہ اس کا جسم ہزاروں ریزوں کی صورت میں فضا میں بکھر رہا ہو"۔

نقاب پوش نے جواب دیا۔

"اب ہمارے لئے تم نے کیا سوچا ہے" ——— ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف شاکل نے پوچھا۔

"تمہارے لئے موت مقدر ہو چکی ہے ——— ہمیں اطلاع ملی تھی کہ تین غیر ملکی جاسوس ہمارے شہر میں داخل ہوئے ہیں ——— ہمیں دراصل ان کی تلاش تھی ——— ان سے شاید میڈم کیٹ کوئی بات چیت کرتی ——— مگر عام غنڈوں کی ہماری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں ——— اور پھر تم نے ہمارے کئی آدمی بھی ہلاک کر دیئے ہیں ——— اس لئے موت ہی تمہارا انجام ہے" ——— نقاب پوش نے جواب دیا۔ اور پھر وہ قدم بہ قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی چاروں مسلح نقاب پوشوں نے بڑی پھرتی سے اپنی گنیں کاندھوں سے اتاریں۔ وہ شاید اپنے انچارج کے اشاروں کو پہچانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ پیچھے ہٹتے ہی نقاب پوش نے فائر کا حکم دے دینا ہے۔ ان تینوں بندھے ہوئے آدمیوں کی قسمت کا فیصلہ ایک لحاظ سے نقاب پوش نے سنا ہی دیا تھا۔

"یہ تو غضب ہو گیا ——— ہو سکتا ہے کہ وہ اس کمرے کو ہی بم سے اڑا دیں" ——— مس بوچہ نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں فوراً کسی طرح باہر نکلنا چاہیئے" ——— کاشاکی نے کہا اور پھر اس نے جنونیوں کے سے انداز میں دیواروں کو تھپتھپانا شروع کر دیا۔ جب کہ مارگریٹ ابھی تک اسی جگہ پوری شدت سے ٹھوکریں مارنے میں مصروف تھی جہاں میڈم کیٹ نے ٹھوکر مار کر دیوار کھولی تھی۔ مگر بے سود۔ اس کی ٹھوکروں کا کوئی نتیجہ نہ نکل رہا تھا۔

اور پھر اچانک کاشاکی کی محنت رنگ لے آئی اور شمالی دیوار کے ایک کونے پر ہاتھ مارتے ہی سرر کی سی آواز نکلی اور شمالی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں

وہ تینوں سٹین گنیں سنبھالے تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئیں۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک چھوٹے سے دروازے پر ہوا۔ کاشاکی چونکہ سب سے آگے تھی

اس لئے اس نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی اُسے زور سے دھکیلا اور دروازہ شاید دوسری طرف سے بند نہ تھا اس لئے آسانی سے کھلتا چلا گیا اور وہ تینوں باری باری دروازے سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گئیں۔ اب وہ ایک طویل راہداری میں پہنچ گئیں جس کی دونوں طرف کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ البتہ راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا فولادی دروازہ نظر آرہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ فولادی دروازہ بند تھا۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"اس دروازے کے پیچھے کوئی چکر ہے" ـــــ مارگریٹ نے کہا اور اسی لمحے اس کی نظریں دروازے کے اوپر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن پر پڑ گئیں۔ اس نے آگے بڑھ کر وہ بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سرخ بلب بجھ گیا اور دروازہ اسی طرح دونوں اطراف میں گھستا چلا گیا جیسے وہ کسی لفٹ کا دروازہ ہو اور جب ان کی نظریں اندر پڑیں تو وہ واقعی لفٹ نما چھوٹا سا کمرہ تھا۔ وہ تینوں اس لفٹ میں داخل ہو گئیں۔ لفٹ کی اندرونی دیوار پر ایک بورڈ نظر آرہا تھا جس پر چار بٹن لگے ہوئے تھے اور ان کے نیچے ایک سے چار تک ہندسے لکھے ہوئے صاف نظر آرہے تھے جن میں سے دوسرے نمبر کا ہندسہ چمک رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم دوسری منزل پر ہیں" ـــــ مس بوچر نے کہا اور پھر اس نے نمبر چار کا ہندسہ دبا دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر کی طرف جانے لگی۔ دو کا ہندسہ بجھ گیا اور چند لمحوں بعد تین کا ہندسہ جل پڑا اور پھر جب چار کا ہندسہ جلا تو لفٹ خود بخود رک گئی اور اس کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ تینوں تیزی سے دروازے سے باہر آگئیں۔ ان کے سامنے ایک طویل

راہداری تھی جس میں دونوں اطراف میں کئی دروازے موجود تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے دروازے پر زور آزمائی کی۔ مگر دروازہ بند تھا۔

"ایک لمحہ ٹھہرو" ـــــ مارگریٹ نے کہا اور پھر اس نے اپنے بالوں کے اندر انگلی ماری اور دوسرے لمحے بالوں کے اندر سے سیاہ رنگ کی ایک باریک تار نکال لی۔ اس نے تار کا ایک سرا مخصوص انداز میں موڑا اور پھر اس تار کو دروازے کے لاک ہول میں داخل کر کے اُسے ادھر اُدھر گھمانے لگی۔ چند ہی لمحوں بعد ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز ابھری اور مارگریٹ نے تار واپس کھینچ لیا۔

اب جب انہوں نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دوسری طرف ایک کھڑکی موجود تھی۔ وہ تینوں تیزی سے اس کھڑکی کی طرف لپکیں اور جب انہوں نے کھڑکی کھول کر دوسری طرف جھانکا تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ کیونکہ دوسری طرف نیچے سڑک صاف نظر آرہی تھی۔ جس پر دوڑتی ہوئی کاریں اور جگمگاتی روشنیاں بہت بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ اس وقت اس عمارت کی چوتھی منزل پر تھیں۔

مس بوچر نے کھڑکی سے جھانک کر ادھر اُدھر دیکھا مگر نیچے تک دیوار بالکل سپاٹ تھی اور کوئی ایسی چیز وہاں نہ تھی جس کے ذریعے وہ نیچے پہنچ سکتیں۔

اور اسی لمحے انہیں باہر راہداری میں ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی یوں لگتا تھا جیسے لفٹ دوبارہ وہاں آکر رکی ہو۔ وہ تینوں تیزی سے پلٹیں اور پھر دروازے کے قریب آکر رک گئیں۔ دروازہ وہ پہلے ہی بند کر چکی تھیں اور پھر راہداری میں کئی لوگوں کے قدموں کی بھاری آوازیں ابھریں۔

" وہ تینوں انہی کمروں میں سے کسی ایک میں ہوں گی " ___ اچانک ایک بھاری آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی تیز تیز آوازیں راہداری کے آخر تک پھیلتی چلی گئیں۔

وہ تینوں سانس روکے اسی انتظار میں کھڑی تھیں کہ دیکھو آنے والے اب کیا اقدام کرتے ہیں کہ اچانک انہیں کی ہول میں سے سفید رنگ کی گیس کے بھبھکے سے نکلتے دکھائی دیئے اور وہ تینوں بے اختیار پیچھے ہٹیں اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتیں کھڑکی کے پاس پہنچ گئیں۔ اتنا تو وہ گیس دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھیں کہ یہ بیہوش کر دینے والی گیس ہے اور شاید ہر کمرے میں ایسی گیس پمپ کی جا رہی ہوگی۔ تاکہ ان تینوں پر آسانی سے قابو پایا جا سکے۔

مگر کھلی ہوئی کھڑکی کے راستے آنے والی تازہ ہوا کی وجہ سے گیس ان پر اثر انداز نہ ہو رہی تھی۔ مگر یہ سچویشن تھی خطرناک ___ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا اور آنے والے تعداد میں کافی تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ ان سب پر قابو نہ پا سکتی تھیں اور پھر اچانک کاشا کی کو ایک تجویز سوجھ گئی۔ گو یہ خیال تھا انتہائی خطرناک ___ مگر اس نے سوچا کہ جب جان ویسے بھی جانی ہے اور ایسے بھی۔ تو پھر انتہائی رسک کیوں نہ لیا جائے۔ وہ تیزی سے کھڑکی پر چڑھی اور پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ اور مس بوچر اس کا پلان سمجھ سکتیں۔ اس نے کھڑکی پر سے فضا میں چھلانگ لگا دی اور مارگریٹ اور مس بوچر کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ صریحاً خودکشی تھی۔ انہوں نے بے اختیار ہو کر باہر سر نکالا اور پھر ان کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی کیونکہ کاشا کی کسی گڑیا کی طرح فضا میں تیرتی ہوئی نیچے سڑک کی طرف گرتی چلی جا رہی تھی۔ پھر پلک جھپکنے میں وہ ان کی نظروں

سے اوجھل ہو گئی۔

مگر دوسرے لمحے ان کے چہروں پر تحسین کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ کاشا کی نیچے سڑک کے کنارے لگے ہوئے ایک بڑے سے پبلسٹی بکس کے درمیان کھڑی ان کی طرف ہاتھ ہلا رہی تھی۔

یہ پبلسٹی بکس سڑک کے کنارے بنا ہوا تھا۔ چاروں طرف پبلسٹی کے بڑے بڑے بورڈ تھے اور ان کے درمیان چھت سی بنی ہوئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ کاشا کی جیسے ہی وہاں پہنچی، اس نے پیرا ٹروپنگ کے مخصوص انداز میں دونوں ہاتھ نیچے کئے اور پھر وہ دو تین بار قلابازیاں کھا کر یوں سیدھی کھڑی ہو گئی جیسے سیڑھی کے ذریعے نیچے اتری ہو۔

" اب یہی آخری چارہ رہ گیا ہے مارگریٹ! ___ جلدی کرو ___ " مس بوچر نے تیز لہجے میں کہا اور مارگریٹ سر ہلاتی ہوئی کھڑکی پر چڑھ گئی۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اندازے کی ذرا سی غلطی اس کے جسم کے پرخچے اڑا دیگی۔ مگر اسے اپنی صلاحیتوں پر پورا بھروسہ تھا۔ اس لئے اس نے اپنے جسم کو تولتے ہوئے نیچے چھلانگ لگا دی۔

مس بوچر رکے ہوئے سانس کے ساتھ اس کے گرنے کا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ پھر جب مارگریٹ بھی صحیح سلامت پبلسٹی بکس پر اتر جانے میں کامیاب ہو گئی تو اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر وہ بھی کھڑکی پر چڑھنے لگی۔ مگر اسی لمحے اسے اپنے پیچھے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

" ٹھہرو! ___ ورنہ گولی مار دوں گا " ___ اچانک ایک کرخت آواز اس کی پشت پر سنائی دی۔ مگر مس بوچر نے مڑ کر دیکھنے کی تکلیف ہی گوارہ نہ کی بلکہ فوراً ہی چھلانگ لگا دی۔ اور پھر اس کا جسم فضا میں تیرتا ہوا انتہائی

تیز رفتاری سے نیچے گرتا چلا گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ آسمان کی بلندیوں سے نیچے گر رہی ہو۔ بار بار اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑنے کی کوشش کرتا۔ مگر اپنی مضبوط قوت ارادی کی بنا پر اس نے اپنے آپ پر کنٹرول قائم رکھا۔ کیونکہ اُسے اچھی طرح احساس تھا کہ ذرا سی لاپرواہی یقینی موت کا رُوپ دھار لے گی۔

چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم پبلسٹی بورڈوں کے درمیان پہنچ گیا۔ اسے جگہ دینے کے لئے مارگریٹ اور کاشاکی بورڈوں کے کونوں میں دبک گئی تھیں مس بوچر کا جسم جیسے ہی بورڈوں کے قریب پہنچا۔ اس نے دونوں ہاتھ مخصوص انداز میں نیچے کر کے ہتھیلیوں کو پھیلا لیا۔ پھر اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی کسی ماہر جمناسٹک کے انداز میں وہ قلابازی کھا گئی۔ مگر چونکہ وہ کافی بلندی سے گری تھی اس لئے اس کا جسم قلابازی کھاتے ہی اچھلا اور اس نے ایک اور قلابازی کھائی اور پھر وہ پہلو کے بل فرش پر گر کر گھسٹتی ہوئی سائیڈ بورڈ سے ٹکرا کر رک گئی۔ اور عین اسی لمحے ایک چٹک کی آواز آئی اور جہاں مس بوچر گری تھی وہاں گولی آ لگی۔ مگر مس بوچر بورڈ کی جڑ میں ہونے کی وجہ سے بچ گئی۔

" کھڑے نہ ہونا ____ وہ لوگ گولیاں برسا رہے ہیں" ____ مس بوچر نے چیخ کر کہا اور وہیں دبکی رہی۔

دو تین اور گولیاں بورڈوں پر آ کر لگیں۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

" وہ لوگ اب ہمیں یہاں گھیرنے کی کوشش کریں گے" ____ مس بوچر نے کھڑے ہو کر کہا اور اس کی نظریں اس کھڑکی پر جم گئیں جو کھلی ہوئی تھی۔ مگر اب وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ کھڑکی اتنی بلندی پر تھی کہ اب اُسے یہ تصور کر کے

ہی خوف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اتنی بلندی سے گری ہے۔

" نکل چلیں ____ یہاں رکنا خطرناک ہو گا" ____ مارگریٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر وہ تینوں بورڈوں کے درمیان ایک چھوٹے سے خلا کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ نیچے سڑک پر ٹریفک چل رہی تھی۔ بورڈ چونکہ سڑک کے درمیان میں ایک چکر کے اوپر بنا ہوا تھا اس لئے گاڑیاں ان کے دونوں اطراف سے آ جا رہی تھیں۔ اندھیرے کی وجہ سے شاید ان کو گرتے ہوتے تو کسی نے نہ دیکھا تھا مگر اب نیچے چھلانگیں لگاتی ہوئیں وہ یقیناً نظر آ جاتیں۔

مگر اسی لمحے انہیں دُور سے ایک کھلا ٹرک آتا نظر آیا۔ ٹرک کے اوپر کپڑوں کے بڑے بڑے گٹھڑ لدے ہوئے تھے۔ اور لانڈری کا نام صاف لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

" اس ٹرک پر کودنے کی کوشش کرو۔ ____ اس طرح ہم اطمینان سے نکل جائیں گی" ____ کاشاکی نے چیخ کر کہا اور پھر مارگریٹ اور کاشاکی ایک کونے میں اور مس بوچر دوڑ کر دوسرے کونے میں پہنچ گئی۔

چند لمحوں بعد ٹرک پہلے مس بوچر کے نیچے سے گزرا اور مس بوچر نے چھلانگ لگا دی اور وہ کپڑوں کے ڈھیر میں دھنستی چلی گئی۔ اور اس سے دو سیکنڈ بعد مارگریٹ اور کاشاکی نے بھی چھلانگیں لگا دیں اور وہ دونوں بھی کپڑوں کے ڈھیر پر آ پڑیں۔

ٹرک ڈرائیور کو شاید ان تینوں کے کودنے کا احساس تک نہ ہوا تھا کیونکہ ٹرک اسی رفتار سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

وہ تینوں کھسکتی ہوئیں ٹرک کے انجن کی سائیڈ پر اکٹھی ہو گئیں۔ اب

سڑک کی طرف سے انہیں دیکھا نہ جا سکتا تھا۔

"توبہ توبہ!۔۔۔ کتنا ہولناک وقت تھا"۔۔۔ سب سے پہلے مس بوچہ نے کہا۔

"یہ ہمت کاشاکی کی ہے۔۔۔ اگر وہ پہلے نہ کودتی تو شاید اب تک ہماری رُوحیں عالمِ بالا کی طرف پرواز کر رہی ہوتیں"۔۔۔ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس میری نظریں اچانک ہی اس پبلسٹی بکس پر پڑ گئی تھیں۔۔۔ میں نے سوچا کہ جب مرنا تو ویسے بھی ہے۔۔۔ تو کیوں نہ یہ چانس بھی لے ہی لیا جائے"۔۔۔ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں واقعی!۔۔۔ بس چانس ہی تھا۔۔۔ پیرا ٹروپنگ کی مخصوص مشق کام آگئی۔۔۔ ورنہ تو ایسا سوچا بھی نہ جا سکتا تھا"۔۔۔ مس بوچہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے"۔۔۔؟ اچانک مارگریٹ نے پوچھا۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، ٹرک ایک زوردار دھچکے سے رک گیا اور پھر اس کے چاروں طرف دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سُنائی دینے لگیں۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے فاصلے طے کرتی ہوئی لالہ زار کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک چوک کے قریب ۔۔۔ ایک سرخ رنگ کی کار نے انتہائی تیز رفتاری سے اس کی کار کو کراس کیا اور عمران نے بڑی پھرتی سے سٹیرنگ کاٹ کر اپنی کار کو حادثے سے بچایا کیونکہ پیچھے سے آنے والی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے کے باوجود اس بُری طرح ڈول رہی تھی جیسے نشے میں مدہوش شرابی سڑک پر کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ڈولتا پھر رہا ہو۔

پھر جیسے ہی کار عمران کے قریب سے گزری، عمران کے کانوں میں ایک نسوانی چیخ کی تیز آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی بچاؤ بچاؤ کے الفاظ بھی ہواؤں میں گونجتے رہ گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے کار میں زبردست کشمکش ہو رہی ہو نسوانی چیخ اتنی دردناک تھی کہ عمران نے بے اختیار سٹیرنگ اس طرف کاٹا جدھر وہ تیز رفتار کار گئی تھی اور پھر اس نے ایکسیلیٹر دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس

کی کار ایک جھٹکا کھا کر کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھی۔ مگر آگے جانے والی کار بھی اپنی پوری سپیڈ میں جا رہی تھی۔ اس لئے عمران کو اس تک پہنچنے میں تقریباً پانچ منٹ لگ ہی گئے۔ اور عمران نے اُسے جا لیا۔ نسوانی چیخیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں اور کبھی کبھی چیخوں کے ساتھ ساتھ کراہیں اور سسکیاں بھی سنائی دے جاتیں۔

دونوں کاریں چند لمحوں تک برابر دوڑتی رہیں۔ مگر دوسری کار کے شیشے اس قسم کے تھے کہ باہر سے اندر کا منظر دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے باوجود کوشش کے عمران اندر کا منظر نہ دیکھ سکا۔ مگر اس نے کار کی رفتار انتہائی حد تک بڑھانے کے بعد دوسری کار کو سائیڈ میں دبانا شروع کر دیا۔ کیونکہ اُسے روکنے کا صرف یہی ایک طریقہ تھا۔

اور پھر نتیجہ اس کی توقع کے عین مطابق برآمد ہوا۔ دوسری کار کی رفتار آہستہ ہوتے ہوتے آخر کار اتنی آہستہ ہو گئی کہ عمران نے کار کو یکدم کاٹ کر اس کے سامنے روک دیا اور پچھلی کار بھی رک جانے پر مجبور ہو گئی۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور پھر دروازہ کھول کر انتہائی تیزی سے پچھلی کار کی طرف بھاگا۔ اب نسوانی چیخیں، سسکیاں اور کراہیں کی آوازیں آنی بند ہو چکی تھیں اور پچھلی کار میں خاموشی طاری تھی۔

جب عمران ریوالور سنبھالے پچھلی کار کے قریب پہنچا تو اس کا ڈرائیور بھی دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا۔ وہ ایک فیشن ایبل نوجوان تھا جس کی چڑھی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس نے اپنے ظرف سے زیادہ ہی شراب پی رکھی ہے۔

" کیا بات ہے " ــــــــ نوجوان نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں عمران

سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" لڑکی کہاں ہے " ــــــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا اور اس کے ساتھ ہی کھلے ہوئے دروازے سے اس کی نظروں نے کار کا اندرونی جائزہ مکمل کر لیا۔ مگر کار بالکل خالی تھی۔

" لڑکی! ــــ کیسی لڑکی" ــــــــ نوجوان نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس بار اس کا لہجہ قدرے سنبھلا ہوا تھا۔ شاید اس کی وجہ وہ خوفناک ریوالور تھا جو عمران کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔ اور ظاہر ہے ریوالور کا رُخ اس کے سینے کی طرف ہی ہو سکتا ہے۔

وہ جسے تم زبردستی اٹھا کر لا رہے تھے" ــــــــ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ کار خالی نظر آ رہی تھی اور عمران نے جب سے چیخیں سنی تھیں وہ مسلسل اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ اس لئے یہ بھی نہ سوچا جا سکتا تھا کہ اس نے لڑکی کو کار سے راستے میں دھکیل دیا ہو۔

" میں اٹھا کر لا رہا تھا ــــــــ کیا کہہ رہے ہو ــــــ کہیں تم پاگل تو نہیں ــــــ میں تو سیدھا کلب سے آ رہا ہوں ــــــ تم دیکھ لو کار میں لڑکی نظر آ رہی ہے تمہیں " ــــــــ اس نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمہاری کار سے عورت کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں" ــــــــ عمران نے کہا۔ مگر ظاہر ہے اس بار اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

" عورت کی چیخیں! ــــــ ارے ــــ اوہ! ــــ تو تم وہ چیخیں سن کر میرے پیچھے آئے ہو ــــ ہا ــــ ہا ــــ ہا " ــــــ اس نوجوان نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو ــــــ ورنہ ابھی دل میں سوراخ کر دونگا" ــــــــ عمران

کو اس کے قہقہہ پر غصہ آ گیا ۔

" بھائی ناراض نہ ہو ـــــ تم بھی بچے ہو ـــــ آؤ میں تمہیں چیخیں سناؤں " ـــــ اس نوجوان نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا ۔ دوسرے لمحے ایک تیز نسوانی چیخ سنائی دی اور پھر چیخ کے ساتھ ساتھ کراہیں اور سسکیاں سنائی دینے لگیں ۔

اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک طویل سانس لیکر ریوالور جیب میں ڈال لیا اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے بھرے بازار میں اُسے جوتے لگا دیئے ہوں ، وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ بیوقوف بن گیا ہے کیونکہ اب چیخوں اور کراہوں کے ساتھ میوزک کی ہلکی ہلکی آواز بھی سنائی دینے لگی تھی ۔ دراصل یہ جدید قسم کا گانا تھا جس کا ٹیپ چل رہا تھا ۔

" ایسے گانے نہ سنا کرو بھائی ! ـــــ میں تو شریف آدمی ہوں تم سے پوچھ لیا ہے ـــــ ورنہ لوگ ایسے موقعوں پر گولی پہلے چلاتے ہیں اور بات بعد میں کرتے ہیں ـــــ بہرحال ویری سوری " ـــــ عمران نے نوجوان کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا ۔

اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی ۔ اس کا ذہن جھلا رہا تھا کہ خوامخواہ اس چکر میں پڑ کر وقت ضائع کیا ۔ اس نے گھڑی دیکھی تو اسے ایڈورڈ بار سے چلے ہوئے تقریباً پچیس منٹ گزر چکے تھے ۔

اس نے اگلے چوک سے کار کا رُخ موڑا اور لالہ زار کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر تیزی سے کار دوڑانے لگا ۔ اُسے یقین تھا کہ کیپٹن شکیل اور صفدر اس دوران کوٹھی کے قریب پہنچ گئے ہوں گے ۔

لالہ زار کالونی میں داخل ہوتے ہی اس نے پہلے چوک سے بائیں طرف ٹرن لیا ۔ کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق نمبر ۳۶ کوٹھی اسی سڑک پر تھی ۔ اور وہ کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا ۔

چند لمحوں بعد وہ نمبر ۳۶ کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا ۔ یہ ایک قلعہ نما بڑی سی کوٹھی تھی ۔ اس کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور ایک لمبا تڑنگا قوی الجثہ بلڈاگ کی شکل والا آدمی گیٹ کے باہر کھڑا عمران کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ عمران نے کار اس آدمی کے قریب جا کر روک دی ۔

" مائیکل " ـــــ عمران نے دبے لہجے میں کہا ۔

" ہاں ! ـــــ میں مائیکل ہوں ـــــ تم " ـــــ ؟ مائیکل نے جھک کر غور سے عمران کی شکل دیکھتے ہوئے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" بھیکارڈ فرام ہیڈ کوارٹر " ـــــ عمران نے بھی لہجے کو تحکمانہ بناتے ہوئے کہا ۔

" کوڈ " ـــــ ؟ مائیکل نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" یہ دیکھ لو ـــــ باقی باتیں اندر ہوں گی ـــــ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ سڑک پر ہی ساری رات گزار دوں " ـــــ عمران نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک کارڈ اس کی آنکھوں کے آگے لہرا کر ہاتھ واپس کھینچتے ہوئے کہا ۔ اُسے یقین تھا کہ اتنے کم وقت میں مائیکل کارڈ کو غور سے نہیں دیکھ سکتا ۔

" او ۔ کے ! ـــــ آجاؤ " ـــــ مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کوٹھی کے اندر چل پڑا ۔

عمران نے بھی کار آگے بڑھا دی ۔ کوٹھی بالکل خالی معلوم ہوتی تھی ۔

عمران نے آہستہ آہستہ کار بڑھاتے ہوئے پورچ میں جاکر اسے روک دیا۔ مائیکل پھاٹک بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پورچ میں پہنچ گیا۔ عمران اس دوران کار سے نیچے اتر کر بڑے اطمینان سے اِردگرد کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ بظاہر کوٹھی میں کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا مگر اس کے باوجود کچھ آنکھیں اس کی نگرانی کر رہی ہیں۔

"آؤ میرے ساتھ" ____ مائیکل نے بڑے مطمئن انداز میں برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

اور عمران خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا برآمدہ پار کر کے ایک گیلری سے گزر کر ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کمرے میں نیلے رنگ کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ فرش پر بھی نیلے رنگ کا ایک قالین بچھا ہوا تھا۔

"بیٹھو" ____ مائیکل نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کرسی کھسکائی اور پھر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھ گیا۔

"کس سٹیج تک کام پہنچا ہے" ____؟ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی قدرے تحکمانہ لہجے میں مائیکل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیسا کام" ____؟ مائیکل نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"جعلی کرنسی والا" ____ عمران نے مائیکل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ____ تو تم تک اس کی خبر پہنچ گئی ____ بہت خوب ____ بہت

ہوشیار ہے یہاں کی سیکرٹ سروس" ____ مائیکل نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ____؟ عمران اس کے اس انداز پر چونک پڑا۔

"دیکھو مسٹر عمران! ____ ہمیں دھوکہ دینا تم جیسے گھٹیا جاسوسوں کا کام نہیں ہے ____ خبردار! ____ جیب میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے اردگرد دیکھ لینا" ____ مائیکل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اور عمران کو اِدھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ کیونکہ مائیکل کے بات کرتے ہی دیواروں میں سرر سرر کی آوازیں ابھریں اور پھر چاروں طرف سے مشین گنوں کے دھانے اندر جھانکنے لگے۔ ظاہر ہے ان کا رُخ عمران کی طرف ہی تھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر مائیکل" ____ عمران نے آخری بار حالات کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ویسے اس اچانک کایا پلٹ کی اُسے امید نہ تھی۔

"غلط فہمی نہیں ہے مسٹر عمران! ____ تم نے ایڈورڈ کو قتل کر دیا۔ تاکہ وہ ہمیں ٹیلیفون نہ کر سکے ____ مگر ہم نے تصدیق کے لئے جب وہاں فون کیا تو اس کا فون ڈیڈ ملا چنانچہ کاؤنٹر مین کے ذریعے پتہ کرایا گیا ____ تو معلوم ہوا کہ ایڈورڈ ختم ہو چکا ہے" ____ مائیکل نے تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"ایڈورڈ نے بات ہی ایسی کہی تھی کہ اُسے مرنا ہی پڑا ____ مگر اس سے کہاں ثابت ہو گیا کہ میں جیکارڈ نہیں ہوں" ____ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر عمران! ___ جو باتیں تم نے کاؤنٹر مین سے کہیں ___ اس نے بتا دیا ہے کہ تم علی عمران ہو ___ تم چاہے لاکھ میک اپ کرو۔ مگر مذاق کرنے کی عادت سے باز نہیں آسکتے" ___ اچانک مائیکل کے پیچھے موجود پردہ ہٹا اور ایک مقامی نوجوان جس نے ہاتھ میں سٹین گن پکڑی ہوئی تھی، اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

عمران نے کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اس کا مقصد گھڑی میں موجود مخصوص ٹرانسمیٹر آن کرنا تھا تاکہ کوٹھی سے باہر موجود صفدر اور کیپٹن شکیل چوکنے ہو جائیں۔ کیونکہ اب عمران کے نزدیک حالات اس سٹیج پر پہنچ چکے تھے کہ تصادم ناگزیر ہو چکا تھا۔

عمران دل ہی دل میں اس کار والے فیشن ایبل نوجوان کو کوس رہا تھا جس کے تعاقب کی وجہ سے اس کا کافی وقت ضائع ہو گیا اور انہیں چیکنگ کرنے کا موقع مل گیا ورنہ اگر وہ سیدھا آجاتا تو یقیناً ان لوگوں کو چیکنگ کا وقت نہ مل سکتا اور پھر یہ حالات بھی سامنے نہ آتے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

مگر عمران ذہنی طور پر بالکل مطمئن تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس کے دو ساتھی باہر موجود ہیں اور ان کی مدد سے وہ سچوئشن پر قابو پالے گا۔

"چلو مان لیا کہ میں علی عمران ہوں ___ مگر کیا تم بتا سکتے ہو کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے" ___؟ عمران نے اب نیزہ بدلتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے پوچھنے کی ___ چند لمحوں بعد تم اس جگہ پہنچ جاؤ گے جہاں ان معلومات سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے" ___ مقامی نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا حرج ہے بتانے میں طارق! ___ عمران صاحب قبر میں یہ حسرت

لے کر نہ جائیں کہ وہ کس تنظیم کے ہاتھوں مارے گئے ہیں" ___ مائیکل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"یہ بات کہی ہے تم نے عقلمندوں جیسی ___ اب خود سوچو۔ اگر منکر نکیر مجھ سے سوال کریں کہ تم کس تنظیم کے ہاتھوں شہید ہوئے ہو ___؟ اور میں بتا نہ سکوں ___ تو ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے شہید ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیں ___ اور تم جانتے ہو کہ آجکل کے مسلمان تو صرف شہید ہی ہو کر جنت میں جا سکتے ہیں ورنہ ___" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا حوصلہ قابل داد ہے کہ موت کے منہ میں بیٹھ کر بھی تم مذاق کر لیتے ہو ___ بہرحال سنو! ___ تمہاری موت میڈم کیٹ کے ہاتھوں ہو رہی ہے ___ میڈم کیٹ کو جانتے ہو" ___؟ مائیکل نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میڈم کیٹ! ___ جس کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے ___ اسی کا ذکر کر رہے ہو تم" ___؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ تم صحیح سمجھے ہو ___ بس اب تمہاری حسرت پوری ہو گئی" مائیکل کی بجائے طارق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ملک میں صرف تم ہی اس کے نمائندے ہو ___ یا تمہارا بھی کوئی باس ہے" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"میں اس ملک میں میڈم کیٹ کا نمائندہ ہوں ___ بس چند روز کی بات ہے ___ پھر تمہارا ملک بھی تمہارے ساتھ ہی معاشی طور پر دفن ہو جائے گا" ___ مائیکل نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ، اچانک طارق نے جو عمران
کے پیچھے دیکھ رہا تھا تیز لہجے میں کہا ـــــ " کم ان "۔
اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر غیر ارادی
طور پر عمران نے مڑ کر دیکھا تو دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس
نکل گئی ۔ کیونکہ چار افراد کیپٹن شکیل اور صفدر کو بیہوشی کے عالم میں کندھوں
پر لادے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے بڑی بے دردی سے انہیں فرش
پر پٹخ دیا اور پھر طارق کے اشارے پر انتہائی تیزی سے مڑ کر دروازے سے
باہر نکل گئے ۔

عمران انہیں اس عالم میں دیکھ کر اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔ اب حالات اس
کی توقع سے کہیں بڑھ کر بدتر ہو چکے تھے ۔

" اچھی طرح دیکھ لو مسٹر عمران ! ـــــ یہی تمہارے ساتھی ہیں نا "ـــــ
طارق نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا ۔

" باس ! ـــــ ان دو کے علاوہ باہر اور کوئی موجود نہیں " ـــــ انہیں
لے آنے والے نے کہا ۔

عمران نے اٹھتے ہی انتہائی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا ۔ مگر اس سے
پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آتا ، اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا
اور وہ ناف تک زمین میں دھنستا چلا گیا ۔ اس کا صرف سینہ فرش سے باہر رہ
گیا تھا ۔ باقی جسم فرش کے اندر چھپ چکا تھا ۔ یوں لگتا تھا جیسے جس جگہ وہ کھڑا
تھا صرف اتنی جگہ زمین تین چار فٹ تک نیچے دھنس گئی ہو ۔

اب عمران حرکت کرنے سے بھی معذور ہو چکا تھا ۔ کیونکہ اس کے بازو بھی
اس کے جسم کے ساتھ ہی فرش میں جکڑے جا چکے تھے ۔

" کیا خیال ہے مسٹر عمران ! ـــــ کیا تم نے ہمیں احمق سمجھ رکھا تھا کہ
ہم تمہیں جیب سے ریوالور نکالنے کی مہلت دیں گے " ـــــ مائیکل نے
مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا ۔ اسی نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا کر
عمران کو زمین میں آدھا دھنسا دیا تھا ۔

" باس ! ـــــ اسے فوراً گولی مار دینی چاہیئے ـــــ اس کا زندہ رہنا
ہمارے لئے کسی بھی لمحے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے " ـــــ طارق نے سٹین گن
کا رخ عمران کے سینے کی طرف کرتے ہوئے کہا ۔

" ٹھہرو طارق ! ـــــ اب یہ قطعی بے بس ہو چکا ہے ـــــ اب چاہے
اس میں جناتی قوتیں کیوں نہ عود کر آئیں ـــــ تب بھی یہ سوائے زبان ہلانے
کے اور کچھ نہیں کر سکتا ـــــ مجھے اس سے سیکرٹ سروس کے باقی ممبرز اور
ایکسٹو کے بارے میں معلومات حاصل کرنے دو ـــــ میڈم کیٹ ان معلومات
سے بے حد خوش ہو گی ـــــ اور ہم اس کانٹے کو ہمیشہ کے لئے نکال
پھینکنے میں کامیاب ہو جائیں گے " ـــــ مائیکل نے آگے بڑھتے ہوئے
کہا ۔

عمران اب واقعی بے بس ہو چکا تھا ۔ اس کا جسم حرکت کرنے سے قطعی
قاصر تھا ۔ ایسی بے بسی شاید اس نے زندگی میں پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی ۔
اور دوسرے لمحے مائیکل کا ہاتھ ہوا میں لہرایا اور پھر کمرہ ایک زوردار تھپڑ کی
آواز سے گونج اٹھا ۔ عمران کے چہرے پر پڑنے والا تھپڑ واقعی انتہائی
زوردار تھا ۔

" باس ! ـــــ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ اس کی بوٹی بوٹی
علیحدہ کر دیں ـــــ تب بھی یہ زبان نہ کھولے گا ـــــ یہ معلومات اس کی

موت کے بعد اس کے ساتھیوں سے بھی حاصل کی جا سکتی ہیں ____ اس کی فوری موت بہرحال میری نظر میں انتہائی ضروری ہے" ____ طارق نے ایک بار پھر مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

دراصل طارق، مائیکل کی نسبت عمران کے متعلق زیادہ معلومات رکھتا تھا اس لئے اُسے خدشہ تھا کہ نجانے کسی بھی لمحے حالات پلٹ نہ جائیں اس لئے وہ کم از کم عمران کی فوری موت کے حق میں تھا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے ____ گولی مار دو اسے ____ اور اس وقت ٹریگر پر سے ہاتھ نہ ہٹانا ____ جب تک اس کے جسم کا ریشہ ریشہ گولیاں سے نہ کٹ جائے" ____ مائیکل نے ذرا سائیڈ میں ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی طارق نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور عمران سوائے بے بسی سے اس کی طرف دیکھنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکا۔

وسیع و عریض ہال کے درمیان میں رکھی ہوئی کرسیوں پر آٹھ نقاب پوش بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سرخ رنگ کے نقابوں میں سے ان کی جھانکتی ہوئی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ سامنے دیوار پر ایک کافی بڑی سکرین نصب تھی۔ اور تمام نقاب پوشوں کا رُخ اسی سکرین کی طرف ہی تھا۔ سکرین اس وقت تاریک تھی اور ہال میں مکمل خاموشی طاری تھی۔

اچانک اس خاموشی میں بلی کی میاؤں میاؤں کی تیز آواز ابھری اور تمام نقاب پوش چونک کر سیدھے ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین بھی ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ پہلے چند لمحے تک سکرین پر آڑی ترچھی لکیریں سی کوندتی رہیں، پھر ایک بڑی سی سیاہ بلی کی تصویر اُبھر آئی جس کی آنکھیں انتہائی سُرخ تھیں۔

"تم لوگوں کو جو مشن سونپے گئے تھے ____ کیا وہ پورے ہوئے ____؟ مجھے تفصیلی رپورٹ دو" ____ اچانک ہال میں ایک کرخت نسوانی آواز گونجی۔

"میڈم! ـــــ میں نے ایکریمیا کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق پوری معلومات حاصل کر لی ہیں ـــــ اس کی تفصیلات آپ تک پہنچ چکی ہوں گی" ـــــ نمبرون نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم! ـــــ روسیاہ کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق جزوی معلومات تو ملی ہیں ـــــ مگر مکمل معلومات ابھی میسر نہیں آ سکیں ـــــ میں پوری کوشش کر رہا ہوں ـــــ مجھے یقین ہے کہ مزید ایک ہفتے کے دوران میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گا" ـــــ نمبرون کے بعد نمبر سیون نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم! ـــــ شوگران کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق بے پناہ کوششوں کے باوجود کوئی یقینی اور ٹھوس معلومات میسر نہیں آ سکیں ـــــ میں شرمندہ ہوں" ـــــ نمبر سیون کے بعد نمبر تھری نے کھڑے ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نمبر ٹو! ـــــ تم ایکریمیا کے سونے کی کانوں کے متعلق رپورٹ پیش کرو" ـــــ میڈم نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میڈم! ـــــ ایکریمیا میں سونے کی پانچ کانیں ہیں ـــــ جن کا سونا صاف کرنے کے لئے صرف دو بڑے کارخانے لگائے گئے ہیں۔ میں نے ان کی تباہی کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں ـــــ اب کسی بھی وقت انہیں تباہ کیا جا سکتا ہے" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"نمبر فور! ـــــ تمہاری رپورٹ کیا ہے" ـــــ؟ میڈم کیٹ نے اس بار نمبر فور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میڈم! ـــــ روسیاہ میں سونا صاف کرنے کے بائیس کارخانے ہیں۔

ہم ان میں سے صرف دو کو تباہ کرنے کے انتظامات کر سکے ہیں" ـــــ نمبر فور نے قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ـــــ میں سخت شرمندہ ہوں کہ شوگران کے سونا صاف کرنے کے پانچ کارخانوں کی تباہی کے لئے میرا کوئی پلان کامیاب نہیں ہو سکا" ـــــ نمبر سکس نے نمبر فور کے بعد خود ہی اٹھ کر رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوائے ایکریمیا کے باقی سپر پاورز میں ہمارا مشن قطعی ناکام رہا ہے ـــــ ادھر بین الاقوامی سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹیم نے ہمارے ملک میں پہنچ کر ہمارے خلاف کام شروع کر دیا ہے ـــــ اور نمبر نائن ان کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے ـــــ حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں ـــــ اور ہمارا مشن ابھی تک ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکا ـــــ اگر ہم اسی طرح کام کرتے رہے تو پھر ایک روز ایسا آئے گا کہ ہم معلومات ہی اکٹھی کرتے رہ جائیں گے ـــــ اور بین الاقوامی سیکرٹ ایجنٹ ہمارے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے پوری تنظیم کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیں گے" ـــــ میڈم کیٹ کا لہجہ بے حد زہریلا تھا۔

تمام نقاب پوش سر جھکائے بیٹھے رہے۔ ظاہر ہے وہ جواب بھی کیا دے سکتے تھے۔

"تو ساتھیو! ـــــ میں نے فوری طور پر ایک پلان مرتب کیا ہے۔ ہمیں اپنی طاقت مختلف ممالک میں تقسیم کرنے کی بجائے ایک ہی ملک میں اپنا مشن پورے زور شور سے شروع کر دینا چاہیئے ـــــ اور اس کے لئے میں نے ایکریمیا کا انتخاب کیا ہے ـــــ اس انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ایکریمیا سرمایہ دار ملکوں کا رہنما ہے ـــــ اس کی معیشت تباہ ہونے کا مطلب یہ

ہوگا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے تمام سرمایہ دار ممالک کی معاشی تباہی ـــــ کیونکہ
ان سب ملکوں کی کرنسی ایکریمیا کرنسی سے متعلق ہے ـــــ باقی رہے
روسیاہ اور شوگران ـــــ تو یہ دونوں ممالک علیحدہ معاشی نظریہ رکھتے ہیں۔
اور یہ دونوں ممالک نظریاتی طور پر ایکریمیا کے خلاف بھی ہیں ـــــ اس
لئے ظاہر ہے ـــــ یہ سوائے زبانی ہمدردی کے ایکریمیا کی عملی مدد نہ
کر سکیں گے ـــــ اور اس طرح ہم ایکریمیا کی معیشت تباہ کر کے ایکریمیا پر
قبضہ کرلیں گے ـــــ اور اس کے بعد ہمارے پاس معاشی طاقت کے
ساتھ ساتھ فوجی طاقت بھی آجائے گی ـــــ چنانچہ مؤثر طور پر ہم بعد
میں روسیاہ اور شوگران سے بھی نپٹ لیں گے" ـــــ میڈم کیٹ
کی آواز ہال میں گونجتی رہی۔

"آپ کی پلاننگ درست ہے میڈم" ـــــ میڈم کے خاموش ہوتے
ہی سب نقاب پوشوں نے متفقہ طور پر تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے نمبر نائن کی جگہ اس کے اسسٹنٹ کو نمبر نائن مقرر کر دیا ہے
لیکن چونکہ اس کا اس میٹنگ سے کوئی تعلق نہیں تھا ـــــ اس لئے
اُسے یہاں نہیں بلوایا گیا ـــــ بہرحال وہ ان جاسوسوں سے خود ہی نپٹ
لے گا ـــــ تم سب مل کر ایکریمیا میں کام کرو ـــــ اور وہاں جس قدر
جلد ممکن ہو سکے ـــــ کاغذی قیامت برپا کر دو ـــــ اس سلسلے میں تم نے
کیا کیا کرنا ہے اس کی تفصیلات پہنچ جائیں گی" ـــــ میڈم کیٹ نے
ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام" ـــــ سب نقاب پوشوں نے جواب دیا۔

"او۔کے! ـــــ میٹنگ برخاست ـــــ میرے احکامات کا انتظار کرو۔"

میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہوگئی اور ہال
میں ایک بار پھر میاؤں میاؤں کی آوازیں گونج اٹھیں اور پھر جیسے ہی یہ آوازیں
بند ہوئیں آٹھوں نقاب پوش ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر
اپنے نمبروں کی ترتیب کے مطابق بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

نقاب پوش کے پیچھے ہٹتے ہی دروازے کی دونوں سائیڈوں پر کھڑے
ہوئے مسلح آدمیوں نے سٹین گنوں کو بڑی پھرتی سے کندھوں سے اتارا اور
پلک جھپکنے میں ان کا رُخ چیف شاکل، جوشان اور بلیک کی طرف کرتے ہوئے
فائرنگ کے لئے تیار ہوگئے۔

"سنو! ـــــ آخری بار پوچھ رہا ہوں ـــــ اگر تم ہی وہ غیر ملکی
سیکرٹ ایجنٹ ہو تو بتا دو ـــــ تاکہ میں میڈم کیٹ کو اطلاع کر دوں اور وہ
تم سے براہ راست ہی نپٹ لے ـــــ ورنہ دوسری صورت میں میرے
ایک اشارے پر تمہارے جسم گولیوں سے چھلنی ہو جائیں گے" ـــــ نقاب پوش
نے بڑے سپاٹ لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو کچھ ہم ہیں ـــــ وہ ہم نے پہلے ہی بتا دیا ہے ـــــ اب

www.pdfbooksfree.pk

تم زبردستی ہمیں سیکرٹ ایجنٹس بنانا چاہو ــــ تو تمہاری مرضی" ــــ چیف شاکل نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ وہ نقاب پوش کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس طرح خوفزدہ کر کے وہ ان سے ان کی اصلیت اگلوانا چاہتا ہے اُسے اچھی طرح علم تھا کہ سیکرٹ ایجنٹس کی اصلیت کھلتے ہی وہ ایک لمحے بھی زندہ نہ رہیں گے۔ اور ایسے نفسیاتی ڈاجوں سے نپٹتے ہوئے ان کی عمر گزر چکی تھی۔ اس لئے وہ اتنی آسانی سے اس نقاب پوش کے ڈاج میں کیسے آسکتے تھے۔

"ہوں! ــــ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی ایک عام سے غنڈے ہو" ــــ نقاب پوش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے غور سے ان کی شکلیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایریل کھینچ کر لمبا کیا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس ــــ نمبر نائن سپیکنگ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"نمبر نائن سکس سپیکنگ باس! ــــ اوور" ــــ نقاب پوش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ دو ــــ اوور" ــــ ؟ دوسری طرف سے انتہائی تحکمانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس! ــــ ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کرنے والے غنڈوں کو اغوا کر کے لایا گیا ہے ــــ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے ــــ وہ عام سے غنڈے ہیں۔ سیکرٹ ایجنٹس نہیں ہیں۔ اوور" ــــ نائن سکس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے چیک کیا ــــ ؟ اوور" ــــ نمبر نائن نے پوچھا اور نائن سکس

نے اپنے نفسیاتی حربے کا ذکر کرتے ہوئے تفصیلی رپورٹ دی۔

"ٹھیک ہے ــــ لیکن پھر بھی ایسے حالات میں رسک نہیں لیا جا سکتا تم انہیں ہیڈ کوارٹر چیکنگ روم میں بھجوا دو ــــ وہاں سے فائنل رپورٹ ملنے کے بعد ہی ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ اوور" ــــ نمبر نائن نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔ اوور" ــــ نائن سکس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نائن سکس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ایریل تہہ کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کو جیب میں ڈال لیا۔

"انہیں اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دو" ــــ نقاب پوش نے مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور چاروں مسلح نقاب پوشوں نے اپنی سٹین گنیں کاندھوں سے لٹکائیں اور پھر بڑے مطمئن انداز میں ان تینوں کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ تینوں بندھے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ قطعی مطمئن تھے۔

مگر جیسے ہی وہ قریب پہنچے چیف شاکل ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے حرکت میں آئے اور دو نقاب پوش اوہ کی آواز نکالتے ہوئے اچھل کر فرش پر جا گرے۔ ان دونوں کی کنپٹیوں پر پوری قوت سے مکے پڑے تھے۔

ادھر جوشان اور بلیک بھی حرکت میں آ گئے تھے۔ چنانچہ زیادہ سے زیادہ پانچ

سیکنڈ کے ایکشن میں وہ چاروں مسلح نقاب پوش فرش پر پڑے ہوئے تھے جبکہ وہ تینوں ان کے قریب مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔

"جلدی کرو —— ان کا لباس پہن لو" —— چیف شاکل نے کہا اور پھر اس نے بھی ایک آدمی کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ یہ آدمی اس کے ڈیل ڈول کے مطابق تھا۔ اس نے اس کا لباس اپنے چست لباس کے اوپر ہی پہن لیا اور جب اس نے اس کا نقاب اپنے چہرے پر لگایا تو مکمل طور پر روپ بدل چکا تھا۔

چوشان اور بلیک نے بھی پھرتی دکھائی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں نقاب پوش بنے کھڑے تھے جبکہ ان کے سامنے تین نقاب پوش ننگے پڑے ہوئے تھے۔ البتہ ایک نقاب پوش اپنی اصل حالت میں بیہوش پڑا تھا۔

چیف شاکل تیزی سے اس پر جھکا اور پھر اس نے اس کی ناک اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے بند کیا۔ سانس رکنے کی وجہ سے چند ہی لمحوں میں وہ ہوش میں آگیا۔ چیف شاکل اس کا نقاب پہلے ہی اتار چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی وہ ہوش میں آیا۔ چیف نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کی نال اس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بولو! —— یہاں سے نکلنے کا کوڈ کیا ہے —— ؟ خبردار! اگر غلط کہا تو گولی مار دونگا"۔

"نمبر نائن" —— اس آدمی نے جو شکل سے عام سا غنڈہ لگ رہا تھا۔ گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

چیف شاکل اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اس لئے اس نے دوسرا سوال کیا۔ لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے —— ؟ جلدی بولو" —— شاکل نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دیتے ہوئے پوچھا۔

"مادام روڈ —— رائل برج" —— اس نے جواب دیا۔

"وہاں کا کوڈ بتاؤ" —— ؟ چیف شاکل نے پوچھا۔

"میڈم کیٹ —— نمبر نائن گروپ" —— اس شخص نے جواب دیا۔ اور چیف شاکل نے سٹین گن ہٹا لی۔ اس آدمی نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ مگر چیف شاکل کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے اس شخص کی کنپٹی پر پڑی۔ ضرب اتنی جچی تلی اور بھرپور تھی کہ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی اور وہ فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

"آؤ نکل چلیں" —— چیف شاکل نے چوشان اور بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر کہیں باہر ہمیں لوگ خالی ہاتھ دیکھ کر مشکوک نہ ہو جائیں —— ایسا نہ کریں کہ ان تینوں کو اپنا لباس پہنا کر کاندھے پر اٹھا لیں" —— بلیک نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں! —— اس کام میں کافی دیر لگے گی —— اور ہو سکتا ہے کہ ان کا باس دوبارہ آجائے —— اور پھر انہیں اٹھا کر یہاں سے نکلنے کی نسبت ہم خود زیادہ آسانی سے نکل جائیں گے —— آؤ" —— چیف شاکل نے بلیک کی تجویز رد کرتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ کھول کر اس نے پہلے سر باہر نکال کر جھانکا۔ یہ ایک راہداری تھی

جو خالی پڑی تھی۔ وہ اچھل کر باہر آگیا۔ اور اس کے پیچھے چوشان اور بلیک بھی باہر آگئے۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ بڑے اطمینان سے سٹین گنیں کاندھوں سے لٹکائے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک کمرے میں ہوا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

دروازہ پار کرتے ہی جیسے ہی وہ ایک اور راہداری میں پہنچے سٹین گنوں کی نالیں ان کے سینوں سے ٹک گئیں۔ اس راہداری میں چار سٹین گن بردار نقاب پوش موجود تھے۔

"نمبر نائن" ــــــ چیف شاکل نے تیز لہجے میں کہا اور سٹین گنیں ان کے سینوں سے ہٹ گئیں۔

"باس کہاں ہے" ــــــ؟ چیف شاکل نے بڑے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر گیا ہے ــــــ مگر وہ تو کہہ رہا تھا کہ تم شکاروں کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ گے" ــــــ راہداری میں موجود نقاب پوش نے پوچھا۔

"ہاں! ــــ کہا تو ایسا ہی تھا ــــــ مگر اس کے جاتے ہی شکاروں نے خودکشی کر لی ــــــ انہوں نے اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپائے ہوئے تھے" ــــــ چیف شاکل نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ یہ تو بُرا ہوا ــــ اُسے فوراً اطلاع دینی ہو گی" ــــ نقاب پوش نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تم اُسے اطلاع دو ــــ ہم ایک چیکنگ کر لیں ــــ مرنے سے پہلے ایک آدمی نے اپنے ساتھیوں کی نشاندہی کی ہے" ــــــ چیف شاکل نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"اوہ ضرور! ــــ کار لے جاؤ گے" ــــــ اس نقاب پوش نے کہا۔

"ظاہر ہے" ــــــ چیف نے کہا اور پھر تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ چوشان اور بلیک جو اس کے قریب خاموش کھڑے تھے چیف شاکل کے آگے بڑھتے ہی اسی طرح خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے جبکہ وہ نقاب پوش تیزی سے مخالف سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راہداری سے گزر کر وہ تینوں کوٹھی کے پورچ میں پہنچے جہاں ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی اور چابی اگنیشن میں لگی ہوئی تھی۔ چیف شاکل کو چابی باہر سے ہی نظر آگئی تھی۔ اس لئے اس نے پھرتی سے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پچھلی نشستوں پر چوشان اور بلیک کے بیٹھتے ہی شاکل نے کار تیزی سے موڑی اور پھر خاصی تیز رفتاری سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے کار کا سہارا بھی اس لئے لیا تھا کہ کار کی وجہ سے پھاٹک پر روک ٹوک نہ ہو گی۔ اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق کار کو پھاٹک کی طرف بڑھتے دیکھ کر پھاٹک کے قریب موجود مسلح چوکیداروں نے تیزی سے پھاٹک کھول دیا اور شاکل اطمینان سے کار باہر سڑک پر لے آیا۔

"میرا خیال ہے کہ جس قدر جلد اس کار سے چھٹکارا پا لیں ــــ اچھا ہے"۔ پچھلی نشست پر سے چوشان نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ــــــ چیف شاکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کار ایک گلی کی طرف موڑ دی۔ یہ گلی تنگ ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی اندھیری بھی تھی اور چونکہ اس طرف عمارتوں کی پشت تھی اس لئے وہاں ایمرجنسی دروازوں اور کھڑکیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ شاکل نے کار گلی کے درمیان

میں رکی اور پھر تیزی سے نقاب اور لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چوشان اور بلیک پہلے ہی اس سے چھٹکارا حاصل کر چکے تھے۔ پھر لباس اور نقاب اسی کار میں پھینک کر وہ باہر نکل آئے۔ اور بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتے گلی کراس کر کے واپس سڑک پر آ گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے"۔۔۔۔ ؟ چوشان نے پوچھا۔

"اس کوٹھی کے سامنے ایک کیفے میں نے دیکھا ہے ۔۔۔ وہاں بیٹھ کر اس کوٹھی کی نگرانی کرتے ہیں"۔۔۔۔ شاکل نے کہا۔

"مگر اس نگرانی کا فائدہ۔۔۔۔ ؟ کیوں نہ ہم ہیڈ کوارٹر میں گھسنے کی کوشش کریں"۔۔۔۔ چوشان نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر میں گھسنا آسان نہیں ہوگا ۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ جیسے ہی انہیں ہمارے نکلنے کا احساس ہوگا۔۔۔ وہ یہ کوٹھی چھوڑ دیں گے اور کسی اور پوائنٹ پر شفٹ ہو جائیں گے۔ میں وہ پوائنٹ دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔ شاکل نے کہا۔

"اس کی وجہ"۔۔۔۔ ؟ بلیک نے الجھے ہوئے لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"وہ اس لئے کہ پہلے ہم وہاں گھسیں۔۔۔۔ اور باس اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں نکل کر ہیڈ کوارٹر جائیں۔۔۔ اس طرح ہم آسانی سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے"۔۔۔۔ شاکل نے اپنی تجویز کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں شاکل! ۔۔۔ یہ سلسلہ خاصا طویل ثابت ہوگا ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کاروں میں شفٹ ہوں ۔۔۔ اور ہمیں ان کے تعاقب کے

لئے سواری ہی میسر نہ آئے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کریں ۔۔۔ اور وہیں بیٹھ کر اس میں خفیہ داخلے کی کوئی تجویز سوچیں"۔ بلیک نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ بلیک ٹھیک کہہ رہا ہے ۔۔۔ اب وہ بہت محتاط اور ہوشیار ہو جائیں گے ۔۔۔ اس لئے آسانی سے ٹریپ نہ ہو سکیں گے"۔ چوشان نے بھی بلیک کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ آؤ پھر چلیں" ۔۔۔ شاکل نے بھی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چوک کی طرف چل پڑے جہاں سے انہیں آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔

عمران ناف تک زمین میں دھنسا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی زمین کے اندر تھے اور سامنے کھڑے ہوئے طارق کے ہاتھوں میں موجود سٹین گن کا رُخ عمران کی طرف ہی تھا جبکہ مائیکل اس سے ذرا سا سائیڈ میں ہٹ کر کھڑا ہوا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل ایک طرف فرش پہ بیہوش پڑے ہوئے تھے طارق کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ عمران کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی حاصل کر رہا ہو۔

عمران کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی اس خوفناک سچویشن میں تقریباً جواب دے گئی تھی اور عمران کو معلوم تھا کہ پلک جھپکنے میں طارق کی سٹین گن سے نکلی ہوئی گولیاں اس کے جسم کو شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیں گی۔

اور پھر جیسے ہی طارق کی انگلی نے ٹریگر پہ حرکت کی۔ عمران کے ذہن میں

ایک جھماکا سا ہوا۔

طارق کے ٹریگر دباتے ہی گولیوں کی بوچھاڑ سی نکل کر سیدھی عمران کی طرف بڑھی۔ مائیکل سائیڈ میں کھڑا بڑے مطمئن انداز میں عمران کی موت کا تماشہ دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کے ذہن کے بعید ترین گوشے میں بھی شاید یہ تصور نہ تھا کہ اس بے بسی کے عالم میں بھی عمران کوئی حرکت کر سکے گا۔

جیسے ہی طارق نے ٹریگر دبایا۔ عمران کا آدھا جسم انتہائی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے آدھے جسم نے جو زمین سے اوپر تھا جھکولا کھایا اور اس کے سر کی ٹکر پوری قوت سے قریب کھڑے مائیکل کی دونوں ٹانگوں کے درمیان پڑی اور مائیکل اچانک ضرب کھا کر اچھلا اور اس کا جسم عمران اور طارق کے درمیان آگیا۔ نتیجہ یہ کہ سٹین گن کے دھانے سے نکلنے والے قہقہے کے ساتھ مائیکل کی خوفناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ سٹین گن کی گولیاں چونکہ ایک تسلسل سے چل رہی تھیں۔ اس لئے طارق ان گولیوں کو نہ روک سکا اور پہلے نکلنے والی گولیاں عمران کے جھکولے کی وجہ سے اس کے جسم سے قریب ہوتی گزر گئیں جب کہ باقی گولیوں نے درمیان میں آجانے والے مائیکل کے جسم کو چھلنی کر دیا۔

مائیکل کے منہ سے چیخ نکلتے ہی طارق نے بوکھلا کر ٹریگر پہ سے انگلی ہٹالی مگر وہ مائیکل کو نہ بچا سکا۔ مائیکل کا جسم گولیوں کے زور سے اچھل کر عمران کے اوپر آگرا۔ وہ بُری طرح پھڑک رہا تھا۔ اس کے جسم سے خون کے فوارے نکل رہے تھے۔

طارق نے مائیکل کی یہ حالت دیکھ کر سٹین گن ایک طرف پھینکی اور تیزی سے مائیکل کی طرف بڑھا۔ اس کا چہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑ سا گیا تھا۔ اس نے انتہائی

پھرتی سے تڑپتے ہوئے مائیکل کو گھسیٹ کر کاندھے پر لادا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ وہ شاید مائیکل کو جلد از جلد طبی امداد پہنچا کر اس کی جان بچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا وہ دروازے کے قریب پہنچا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اتنی گولیاں کھانے کے بعد اب مائیکل کا بچ جانا تقریباً ناممکن ہے۔ بہرحال قدرت نے اُسے موت سے فی الحال بال بال بچالیا تھا لیکن اُسے معلوم تھا کہ جیسے ہی مائیکل کی رُوح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑے گی۔ طارق انتہائی غصے کے عالم میں عمران سے انتقام لینے کے لئے پلٹے گا اور پھر اس کے ہاتھوں سے بچ نکلنا ناممکن ہوگا

صفدر اور کیپٹن شکیل اس سے ذرا فاصلے پر ابھی تک بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران کی خواہش تھی کہ کسی طرح طارق کے آنے سے پہلے ان میں سے کم از کم ایک ہوش میں آجائے۔ مگر سوائے انہیں دیکھنے کے وہ اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

" صفدر! ۔۔ شکیل! ۔۔ ہوش میں آؤ" ۔۔۔ اچانک عمران نے ان دونوں کو زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں۔ وہ انتہائی تیز لہجے میں انہیں پکار رہا تھا۔

اور پھر اس وقت عمران کی آواز میں اور زیادہ تیزی آگئی جب اس نے صفدر کی پلکیں جھپکتی ہوئی دیکھیں اور چند لمحوں بعد صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔

" صفدر! ۔۔ ہوش میں آؤ" ۔۔۔ عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا

اور صفدر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

" جلدی کرو ۔۔۔ اس میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دباؤ ۔۔ جلدی کرو" ۔ عمران نے چیخ کر کہا۔

اور شاید عمران کی تیز آواز نے صفدر کو شعور کی سرحدوں پر لا کھڑا کیا تھا کیونکہ وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔

" اس کے دوسرے کنارے پر بٹن لگا ہوا ہے ۔۔۔ اسے دباؤ ۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور صفدر تیزی سے میز کی دوسری طرف گھوم گیا۔ اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے بٹن پر پڑیں اس نے تیزی سے وہ بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے عمران کا جسم ایک جھٹکے سے اونچا ہو گیا۔ اور اب وہ فرش پر کھڑا ہوا تھا۔

فرش کی قید سے آزاد ہوتے ہی عمران نے اس طرف چھلانگ لگائی جس طرف طارق کی سٹین گن پڑی تھی۔ اور سٹین گن اٹھا کر وہ مڑا تو صفدر تیزی سے کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ادھر صفدر نے چند ہی لمحوں میں کیپٹن شکیل کو بیہوشی سے ہوش کی سرحدوں میں کھینچ لیا۔ اور اب کیپٹن شکیل حیرت بھرے انداز میں پلکیں جھپکا جھپکا کر کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

اسی لمحے عمران کو باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے اعصاب تن سے گئے۔ آنے والا آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا

آ رہا تھا۔ چونکہ قدموں کی آواز ایک ہی آدمی کی تھی اس لئے عمران سمجھ گیا کہ اس کی توقع کے مطابق مائیکل کی موت کے بعد طارق، عمران سے انتقام لینے کے لئے دوڑا چلا آ رہا تھا۔

اور پھر کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور طارق اچھل کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ مگر کمرے کی سچوئشن دیکھتے ہی وہ یکدم ٹھٹھک گیا۔ اس سچوئشن کے متعلق تو شاید اس نے سوچا تک نہ تھا۔

"اپنے ہاتھ اٹھا لو طارق" ___ اچانک عمران کی کرخت آواز کمرے میں گونجی اور اس نے سٹین گن کی نال طارق کی کمر سے لگا دی۔

طارق تیزی سے مڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح مڑتا، عمران کی لات پوری تیزی سے حرکت میں آئی اور طارق اچھل کر سامنے پڑی ہوئی میز سے جا ٹکرایا۔

"اسے سنبھالو صفدر" ___ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ طارق میز سے ٹکرا کر سیدھا کھڑا ہوتا، صفدر کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اور اس نے طارق کو دونوں بازوؤں میں جکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ صفدر کا ایک بازو طارق کی گردن میں اور دوسرا اس کی کمر میں حمائل تھا طارق نے اپنی دونوں کہنیاں صفدر کے پہلوؤں میں مارنے کی کوشش کی مگر صفدر نے اس کی گردن میں لپٹے ہوئے بازو کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور طارق کا جسم مفلوج ہوتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز نکلی اور آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

"اس کی تلاشی لو شکیل" ___ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر اس کی جیبوں کی بڑی پھرتی سے تلاشی لی اور پھر اس کی سائیڈ پاکٹ

سے ایک مشینی پستول برآمد کر لیا۔

"صفدر! ___ اسے گھسیٹ کر اس جگہ لا کر کھڑا کرو ___ اور خود اپنے قدم پیچھے کر لو" ___ عمران نے اسی جگہ سٹین گن کی نال رکھتے ہوئے صفدر سے کہا جہاں وہ خود زمین میں دھنسا ہوا تھا۔

صفدر طارق کو گھسیٹتا ہوا اس جگہ لے آیا جب کہ عمران تیزی سے میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب صفدر نے بے بس طارق کو اس مخصوص جگہ پر کھڑا کیا تو عمران نے پھرتی سے بٹن دبا دیا اور طارق بھی عمران کی طرح 'ناف' تک زمین میں دھنستا چلا گیا۔ صفدر نے چونکہ اسے جکڑا ہوا تھا اس لئے طارق کے نیچے جھکتے ہی صفدر بھی بے اختیار اس پر جھکتا چلا گیا۔

"چھوڑ دو اسے" ___ عمران نے کہا اور صفدر دونوں ہاتھ چھوڑ کر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔

اب طارق اسی انداز میں کھڑا تھا جس انداز میں تھوڑی دیر پہلے عمران کھڑا تھا۔ اُس وقت سٹین گن طارق کے ہاتھوں میں تھی جبکہ اب سٹین گن عمران کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھی۔

"ہاں تو جناب طارق صاحب! ___ تمہارے باس کا کیا حال ہے؟ اُسے میڈم کیٹ تک پہنچا آئے ہو" ___؟ عمران نے مسکراتے ہوئے طارق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم انسان نہیں ___ شیطان ہو شیطان" ___ طارق نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تو آسان طریقہ ہے ___ لاحول پڑھو ___ میں بھاگ جاؤں گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور طارق بھلا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا۔

"تم گھبراؤ نہیں ـــــ میں تم سے کچھ نہیں پوچھونگا" ـــــ عمران نے اُسے خاموش دیکھ کر کہا اور پھر اس نے سٹین گن صفدر کی طرف بڑھا دی اور صفدر نے اُسے جھپٹ لیا۔

"تم خود ہی سب کچھ بتادوگے مسٹر طارق" ـــــ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور پھر طارق کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

طارق دانت بھینچے عمران کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ عمران نے طارق کے قریب پہنچ کر اپنا بازو اوپر کیا اور کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتار کر اس کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں موڑ کر ایک جھٹکے سے باہر کھینچا۔ ونڈ بٹن سرر کی آواز سے باہر نکلتا چلا آیا۔ اس کے ساتھ ایک باریک سی تار بھی باہر نکلتی چلی آئی۔ تار خاصی لمبی تھی۔ اس کا دوسرا سرا ابھی تک گھڑی کے اندر تھا۔ عمران نے گھڑی کی پشت کو انگوٹھے کے ناخن سے کریدا اور پھر ایک باریک سی ٹیپ نما جھلی گھڑی کی پشت سے اکھڑتی چلی آئی۔

عمران نے گھڑی کی پشت طارق کے ایک کان پر رکھ کر اُسے ہلکے سے دبایا اور جب اس نے ہاتھ چھوڑا تو گھڑی اس طرح طارق کے کان سے چپک گئی تھی جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی جھلی کو تار سے منسلک ونڈ بٹن کے موٹے سرے سے چپکایا اور تار کو طارق کے سر کی پشت سے گھما کر ونڈ بٹن کو طارق کے دوسرے کان میں ڈال کر اس نے جھلی کو اس کی کان کی لو سے چپکا دیا۔ اب طارق کے ایک کان سے گھڑی چپکی ہوئی تھی جب کہ دوسرے کان میں ونڈ بٹن اس جھلی کی مدد سے چپک چکا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل حیرت سے عمران کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے جبکہ طارق کی نظروں میں بھی حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

گھڑی کو اس انداز میں چپکا کر عمران ایک قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے انگلی سے گھڑی کے ایک کنارے پر لگے ہوئے چھوٹے سے بٹن کو دبا دیا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا طارق کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی پیشہ ور مداری بچوں کے سامنے کوئی دلچسپ شعبدہ دکھانے والا ہو۔

" ابھی چند لمحوں بعد تم چابی بھرے کھلونے کی طرح بولنا شروع کر دوگے۔ اور یہاں کی تمام تفصیلات بتاؤ گے" ـــــ عمران نے میز سے پشت لگاتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

طارق چند لمحے تو اطمینان سے کھڑا رہا۔ مگر پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ اس نے تیزی سے سر کو اِدھر اُدھر جھٹکنا شروع کر دیا جیسے وہ اس گھڑی سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔ مگر گھڑی اس طرح چپکی ہوئی تھی کہ تیز جھٹکوں کے باوجود وہ اس کے کان سے علیحدہ نہ ہوئی۔

" اسے اتارو ـــــ خدا کے لیے اتارو ـــــ میرا دماغ پھٹ جائے گا ـــــ اتارو اسے" ـــــ اچانک طارق نے بُری طرح چیخنا شروع کر دیا۔

" ابھی سے! ـــــ ابھی تو ابتدا ہے مسٹر طارق" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے معلوم تھا کہ چند لمحوں بعد طارق کی قوت ارادی جواب دے جائے گی اور پھر وہ سب کچھ خود ہی بتا دے گا۔

" میں کہتا ہوں اتارو اسے ـــــ میں سب کچھ بتاؤنگا ـــــ اسے اتارو ـــــ یہ اب ناقابل برداشت ہے ـــــ مجھے مار ڈالو ـــــ گولی مار دو مگر اسے اتارو" ـــــ طارق نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آ گئی تھیں اور چہرہ بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

عمران نے جو حربہ استعمال کیا تھا وہ بظاہر بچگانہ نظر آرہا تھا مگر اس کے خوفناک نتائج سے عمران پوری طرح واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ گھڑی کی ٹک ٹک طارق کے دماغ میں کسی گرُز کی طرح پڑ رہی ہو گی اور مسلسل ضربات اس کے دماغ کو اس حد تک مفلوج کر دیں گی کہ وہ اس سے بچنے کے لئے جان دینے پر بھی تیار ہو جائے گا۔

"روکو اسے ____ روکو ____ خدا کے لئے روکو ____ تم جو پوچھو گے میں بتاؤں گا ____ مگر اسے روکو ____ میرا دماغ پھٹ جائے گا"۔ طارق نے اب ناقابل برداشت انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تم بولتے جاؤ طارق! ____ سب کچھ بتاتے جاؤ ____ بولنے سے اس کی ضربات شدید محسوس نہیں ہوں گی" ____ عمران نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مائیکل ہمارا باس تھا ____ ہماری تنظیم میڈم کیٹ کی اس ملک میں نمائندہ ہے ____ مائیکل کو ہیڈ کوارٹر سے بھیجا گیا تھا ____ وہ نمبر ون تھا ____ میں نمبر ٹو ____ مائیکل کے آنے سے پہلے میں نمبر ون تھا ____ مائیکل کو ایک خصوصی مشن پر بھیجا گیا تھا ____ ہم نے اس ملک میں جعلی کرنسی پھیلانی تھی ____ ہم نے سٹیٹ بنک اور تمام شیڈولڈ بنکوں کے سٹاک انچارجز کو خرید لیا تھا ____ ہم نے سٹاک میں موجود تمام نوٹوں کے سیریل نمبر حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیئے ہیں ____ وہاں سے انہی نمبروں پر مشتمل جعلی کرنسی آنی ہے ____ یہ کرنسی عام نظروں میں اصل لگے گی مگر غور سے دیکھنے پر جعلی معلوم ہو گی ____ ہم نے ایڈورڈ کی معرفت سپلائی آنے پر ہر بنک کے سٹاک روم میں نقب لگا کر نوٹ تبدیل کرنے تھے۔ ایڈورڈ

نے ماہر نقب زن شیر خان کی خدمات حاصل کی تھیں ____ شیر خان نے تمام بنکوں کے سٹاک رومز کے نقشے حاصل کر لئے تھے اور یقینی کامیابی کے لئے سپلائی کے ساتھ ساتھ نقب کے لئے جدید ترین مشینری بھی آنی تھی۔ جعلی کرنسی کی تبدیلی کے بعد ہم نے شہر بھر میں یہ افواہ پھیلانی تھی کہ ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آچکا ہے ____ ہم نے آپریشن کی کامیابی کیلئے پولیس اور انٹیلی جنس کے سرکردہ افسران کو بھی خرید لیا تھا۔ اور شہر کے تمام جرائم پیشہ افراد کو کور کر لیا تھا تاکہ جعلی کرنسی کے ساتھ ساتھ وہ شہر میں حکومت کے خلاف ہنگامے برپا کر دیں ____ یہ سب کچھ مکمل تھا ____ صرف سپلائی کا انتظار تھا جو کسی بھی وقت پہنچنے والی تھی کہ یکدم تم ٹپک پڑے اور اب سب کچھ ختم ہو گیا ____ مائیکل مارا جا چکا ہے" ____ طارق نے مسلسل چیخ کر تمام تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی میں کتنے افراد ہیں" ____ ؟ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

دس افراد ہیں ____ مگر میں نے مائیکل کے ختم ہونے پر اس کی لاش سمیت ان سب کو ہیڈ کوارٹر بھیج دیا ہے ____ میرا پروگرام یہ تھا کہ کمرے میں داخل ہوتے ہی تم تینوں کو ہلاک کر کے اس کوٹھی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا ____ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ تمہارے اور ان لوگوں کے آنے کی وجہ سے یہ اڈہ سیکرٹ سروس کی نگاہوں میں آچکا ہے ____ مگر کاش! ____ میں انہیں روک لیتا" ____ طارق نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ____ ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ! ____ میں نے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بھی بتا دیا ____ اوہ! یہ میں

نے کیا کیا" —— طارق نے بُری طرح سر پٹختے ہوئے کہا۔ شاید وہ لاشعوری طور پر ہیڈ کوارٹر کے متعلق نہ بتانا چاہتا تھا مگر دماغ پر لگنے والی مسلسل ضربات سے بچنے کے لئے اس نے اس کا ذکر بھی روانی میں کر دیا تھا۔

"نہ بتاؤ —— خاموش ہو جاؤ —— میں نے تم پر جبر تو نہیں کیا" —— عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"روکو! —— اسے روکو —— میں بتاؤں گا —— میں سب کچھ بتاؤں گا" —— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر طارق پھٹ پڑا۔

"نہیں نہیں —— بالکل نہ بتاؤ —— کیا ضرورت ہے بتانے کی۔ چلنے دو اس گھڑی کو" —— عمران نے اُسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر نیو کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲ میں ہے —— کوڈ پیپر ماسٹرز ہے —— وہاں ان دس کے علاوہ دس افراد اور ہیں —— وہاں برآمدے کے کونے میں چیکنگ روم ہے —— جدید ترین مشینری سے میک اپ چیک کیا جاتا ہے —— کمرے کے جنوبی کونے میں دیوار کے قریباً وسط میں ایک اینٹ ابھری ہوئی ہے —— اسے دباؤ تو دیوار درمیان سے پھٹ جاتی ہے —— دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اترتی ہیں —— آخری سیڑھی پر پیر رکھتے ہی اختتامی دروازہ کھل جاتا ہے —— آگے طویل راہداری ہے —— جس میں مختلف کمروں کے دروازے ہیں —— ان کمروں میں سپلائی رکھی جاتی ہے —— راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ ہے —— اس دروازے کے وسط میں ایک ہاتھ کا نشان موجود ہے —— اس ہاتھ کے نشان پر مائیکل جب اپنا ہاتھ رکھ کر دباتا ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے —— کمرے کے درمیان میں

ایک بڑی سی میز ہے —— میز کے دائیں کنارے کو دبایا جائے تو میز کی سطح درمیان سے کھل جاتی ہے —— اس میں وہ ٹرانسمیٹر موجود ہے جس سے ہیڈ کوارٹر رابطہ قائم ہوتا ہے" —— طارق نے ایک بار پھر تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"اب اگر تم وہاں جاؤ —— تو وہ دروازہ کیسے کھولو گے" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"مائیکل کی عدم موجودگی کے دوران میں بھی اپنا بایاں ہاتھ اس نشان پر رکھ کر دروازہ کھول سکتا ہوں —— مائیکل کا دایاں ہاتھ اور میرا بایاں ہاتھ چلتا ہے" —— طارق نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر سے رابطے کے لئے کیا فریکونسی ہے" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"فریکونسی زیرو —— چار —— نارتھ تھری ون ہے —— پہلے شناخت مانگی جاتی ہے —— تو پاکیشیا پوائنٹ اور اپنا نمبر بتانا پڑتا ہے —— پھر کوڈ پوچھا جاتا ہے تو کوڈ پیپر ماسٹرز بتایا جاتا ہے" —— طارق نے بتایا شاید اب اس کی قوت ارادی مکمل طور پر مفلوج ہو چکی تھی۔

"اور ان بیس افراد کو کنٹرول کس طرح کیا جاتا ہے" —— عمران نے پوچھا۔

"ان کو جو حکم دیا جاتا ہے —— وہ بجا لاتے ہیں —— اگر ٹیلیفون پر آرڈر دیا جائے تو نمبر اور کوڈ بتایا جاتا ہے —— اگر براہ راست بات کی جائے تو صرف حکم دیدیا جاتا ہے" —— طارق نے جواب دیا۔

"اور کوئی بات —— جو بتانی رہ گئی ہو" ——؟ عمران نے طویل

سانس لیتے ہوئے کہا۔

" روکو اسے ___ روکو ___ اب روک دو ___ میں نے سب کچھ بتا دیا ہے ___ اب کچھ بتانے کو نہیں رہا " ___ طارق نے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے آگے بڑھ کر گھڑی کا وہ چھوٹا ونڈ بٹن دبا کر آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی طارق کا سر پیچھے کی طرف ڈھلک گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ مسلسل دماغ پر پڑنے والی ضربوں کے بعد یکدم خاموشی ہو جانے سے اس کا شعور اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ اور وہ بیہوش ہو گیا تھا۔

عمران نے گھڑی کو جھٹکا دے کر اس کے کان سے اکھاڑا اور پھر دوسرے کان میں لگی ہوئی ٹیپ اکھاڑ کر ونڈ بٹن بھی باہر کھینچ لیا۔ اور جب اس نے ونڈ بٹن کو ہلکی سی سروڑی دے کر چھوڑا تو تار سرر کی آواز نکالتی ہوئی واپس گھڑی میں غائب ہوگئی اور ونڈ بٹن واپس اپنی جگہ پر فٹ ہوگیا اور عمران بڑے اطمینان سے گھڑی کو دوبارہ کلائی پر باندھنے میں مصروف ہوگیا۔

" کمال کی گھڑی ہے عمران صاحب " ___ صفدر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" ایسے مجرموں سے راز اگلوانے کے لئے بچگانہ سا شعبدہ ہے ریڈی میڈ " ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب کیا کرنا ہے " ___ ؟ صفدر نے پوچھا۔

" اسے اٹھا کر دانش منزل پہنچا دو ___ اور وہاں اپنے چوہے باس کو اس بات کی رپورٹ بھی دے دینا کہ تم نگرانی کرنے کے ساتھ ساتھ اب بیہوش ہوجانے کی ریہرسل بھی کرتے رہتے ہو " ___ عمران نے میز کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ عمران صاحب ! ___ دراصل اچانک ہم پر حملہ کیا گیا ___ یہ لوگ پہلے سے ہی باہر چھپے ہوئے تھے " ___ صفدر نے ندامت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے بٹن دبا دیا اور طارق اچھل کر فرش پر آگرا۔ عمران کو معلوم تھا کہ ابھی ایک گھنٹے تک اس کے ہوش میں آنے کی امید نہیں ہے۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔

" آپ کا کیا پروگرام ہے " ___ ؟ کیپٹن شکیل نے جھک کر بیہوش پڑے طارق کو اٹھا کر کندھے پر لادتے ہوئے پوچھا۔

" میں اس عمارت کی مکمل تلاشی لینے کے بعد تمہارے باس کو رپورٹ کروں گا ___ پھر تھانڈر ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارا جائے ___ اب تم نکلنے کی کرو " ___ عمران نے جواب دیا۔

اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے بیہوش طارق کو کاندھے پر اٹھائے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران سٹین گن اٹھائے ان دونوں کے پیچھے پیچھے تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں طارق نے جھوٹ نہ بولا ہو۔ اور اس کے ساتھی کوٹھی میں ہی موجود ہوں۔ مگر واقعی پوری کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔

عمران کی کار پورچ میں کھڑی تھی۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی گاڑی نہ تھی۔

" تم لوگ کس چیز پر آئے ہو " ___ ؟ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

" باہر ہماری کار موجود ہے " ___ صفدر نے جواب دیا۔

" او کے! ــــ پھر نکل جاؤ ــــ میں جلد ہی پہنچ جاؤں گا" ــــ عمران نے کہا اور پھر اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک وہ دونوں طارق کو اٹھائے پھاٹک سے باہر نہ نکل گئے ۔

ان دونوں کے جانے کے بعد عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر واپس مڑ گیا ۔ ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارنے سے قبل وہ کوٹھی کو اچھی طرح کھنگالنا چاہتا تھا ۔

ٹرک جس انداز میں دھچکا کھا کر رکا تھا اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں اس سے وہ تینوں لیڈیز سیکرٹ ایجنٹس یکدم چوکنا ہو گئیں ۔

" یہ کیا ہو رہا ہے" ــــ مس بوچر نے دبے لہجے میں کہا ۔

" خاموش رہو ــــ شاید چیکنگ ہو رہی ہے" ــــ کاشاکی نے کہا اور پھر اس نے آہستہ سے سر اٹھا کر ٹرک کی باڈی کے کنارے سے باہر کو جھانکا تو اسے دس کے قریب سرخ رنگ کے نقاب لگائے سٹین گنوں سے مسلح آدمی نظر آئے جو تیزی سے ٹرک کے گرد پھیلتے چلے جا رہے تھے ۔

" اچھی طرح چیک کرو" ــــ ایک تیز آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی ۔

اور کاشاکی نے تیزی سے کپڑوں کے گٹھڑ ہٹانے شروع کر دیئے اور پھر وہ پھرتی سے مختلف گٹھڑوں کے درمیان پیدا ہونے والے خلا میں گھستی چلی گئی ۔

مس بوچر اور مارگریٹ نے بھی ایسا ہی کیا اور اس سے پہلے کہ چیکنگ کرنے والے افراد ٹرک کے اندر آئیں وہ تینوں گٹھڑوں کے درمیان ٹرک کے نچلے حصے میں پہنچ چکی تھیں ۔ ان کے سروں اور دائیں بائیں کپڑوں کے بڑے بڑے گٹھڑ پڑے ہوئے تھے ۔

ٹرک کے اندر تین چار افراد اتر آئے اور پھر انہوں نے مختلف گٹھڑوں کو اوپر نیچے کر کے دیکھا مگر وہ تینوں چونکہ بالکل نچلی سطح میں چھپی ہوئی تھیں اس لئے ان کے گٹھڑوں کے ہٹانے سے وہ نظر نہ آ سکیں ۔

" ٹھیک ہے ــــ کچھ نہیں ہے" ــــ ایک آواز سنائی دی اور افراد باری باری باڈی پر چڑھ کر نیچے اتر گئے ۔

" کوئی مشکوک چیز ہے" ــــ نیچے سے ایک تحکمانہ آواز سنائی دی ۔

" نہیں جناب! ــــ سب ٹھیک ہے ــــ ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے" ــــ دوسری آواز سنائی دی ۔

" او کے! ــــ کلیئر کر دو" ــــ وہی تحکمانہ آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی آواز تیزی سے دور ہوتی چلی گئی اور ٹرک ایک دھچکا کھا کر آگے بڑھا ۔ اس بار اس کی رفتار آہستہ تھی ۔ پھر مختلف موڑ سے آتے ہوئے محسوس ہوئے اور اس کے بعد ٹرک ایک بار پھر رک گیا ۔

" اب نکل چلو" ــــ مارگریٹ نے دبے لہجے میں کہا اور وہ تینوں گٹھڑ

ہٹا کر اوپر نکلنے کی کوشش میں مصروف ہو گئیں۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح باہر نکلتیں، اچانک سرر کی آواز سنائی دی اور پھر انہیں محسوس ہوا کہ ٹرک کے انجن کی طرف سے ٹرک اوپر کو اٹھتا چلا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی گٹھڑ تیزی سے نیچے کو گھسٹنے لگے گٹھڑوں کے ساتھ ساتھ ان کے جسم بھی تیزی سے نیچے کی طرف پھسلنے لگے۔

انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ مگر اب ٹرک کا پچھلا حصہ بہت نیچا ہو گیا تھا اور گٹھڑوں کے نیچے گرنے کی رفتار بہت تیز ہو گئی تھی چنانچہ وہ تینوں بھی گٹھڑوں کے ساتھ ہی لپٹی ہوئیں نیچے گرتی چلی گئیں اور پھر ایک دھچکے سے ان کے جسم پہلے سے نیچے گرے ہوئے کپڑوں کے گٹھڑوں پر جا گرے اور ان کے جسموں پر اوپر سے اور گٹھڑ آ گرے اور انہوں یوں لگا جیسے وہ ان گٹھڑوں میں ہی دفن ہو جائیں گی۔ گٹھڑ مسلسل ان کے اوپر گر رہے تھے۔ مگر چند لمحوں بعد گٹھڑ گرنے بند ہو گئے اور پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی بہت بڑے ڈرم کا ڈھکن بند کر دیا گیا ہو۔

اب ہر چیز ساکت ہو چکی تھی اس لئے وہ ان گٹھڑوں کے درمیان سے نکلتی چلی آئیں۔ مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑیں کہ وہ ایک بہت بڑے ڈرم میں بند ہیں جو چاروں طرف سے بند تھا اور اس کے اندر کپڑے ہی کپڑے تھے۔

ابھی وہ تینوں ماحول کا جائزہ ہی لے رہی تھیں کہ یکدم چیخ کر اچھل پڑیں انہوں نے لاشعوری طور پر اپنے آپ کو اس بڑے ڈرم کی دیوار کے ساتھ چپکا کر چھت سے آنے والی عجیب سی بُو والے پانی کی بوچھاڑ سے

بچانا چاہا۔ مگر ظاہر ہے کہ ان کا یہ لاشعوری اقدام انہیں اس پانی سے بھیگنے سے نہ بچا سکا۔

پانی ڈرم کی چھت سے بوچھاڑوں کی صورت میں مسلسل گر رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ڈرم کی پوری چھت میں سوراخ ہو گئے ہوں اور یہ پانی ان میں سے امڈا چلا آ رہا ہو۔

پانی کی رفتار اتنی تیز تھی کہ چند ہی لمحوں میں آدھے سے زیادہ ڈرم بھر گیا اور تقریباً تمام کپڑے اس پانی میں ڈوب گئے۔ چونکہ ڈرم بہت بڑا تھا اس لئے کپڑوں کے یہ گٹھڑ آدھے ڈرم کو ہی بھر سکے تھے۔ وہ تینوں چونکہ ان کپڑوں کے اوپر کھڑی تھیں اس لئے پانی ان کے گھٹنوں تک ہی آیا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ------ ؟ سب سے پہلے مارگریٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"ڈرائی کلیننگ ہو رہی ہے ------ ہم اس وقت لانڈری ڈرم میں ہیں" ------ مس بوچر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ! ---- تو یہ چکر ہے ---- مگر اس ڈرم میں موجود ہوا تو جلد ہی ختم ہو جائے گی" ------ کاشا کی نے کہا۔

"ہاں! ---- لگتا تو ایسا ہی ہے" ------ مس بوچر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے وہ تینوں بُری طرح لڑکھڑائیں اور پھر ایک دوسرے سے ٹکرا کر اس پانی میں ہی گر پڑیں۔ ڈرم انتہائی تیزی سے الٹ پلٹ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ سالم ڈرم انتہائی تیزی سے اوپر نیچے گھومنے لگا تھا۔ اور وہ کپڑوں

سمیت اس ڈرم میں الٹ پلٹ ہو رہی تھیں۔ کبھی وہ کپڑوں کے اوپر آجاتیں
اور کبھی کپڑے ان کے اوپر آجاتے۔

لانڈری پوڈر ملے ہوئے پانی میں سے تیز بُو نکلنے لگی اور انہیں یُوں
محسوس ہوا جیسے ان کا دم گھٹتا چلا جا رہا ہو۔ ان تینوں نے اپنے آپکو سنبھالنے
کی بے حد کوشش کی مگر کب تک ــــ چند ہی لمحوں بعد ہوش و حواس
ان کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے اور وہ تینوں بھی بے جان کپڑوں کی طرح
الٹ پلٹ ہونے لگیں۔

پھر جب ان تینوں کی آنکھیں کھلیں تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک
بڑے سے کمرے میں پڑا ہوا دیکھا جس میں ہر طرف دھواں ہی دھواں
پھیلا ہوا تھا۔ اس دھوئیں کی وجہ سے کمرے میں تیز گرمی پھیلی ہوئی تھی
اور شاید اس گرمی کی وجہ سے ہی ان کی آنکھیں کھل گئی تھیں ان کے جسموں
کے اوپر کپڑوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

ہوش میں آتے ہی ان تینوں نے تیزی سے کپڑے ہٹائے اور اٹھ کر
بیٹھ گئیں۔ اب انہیں سمجھ آگئی تھی کہ وہ اس کمرے میں موجود ہیں جہاں دُھلے
ہوئے کپڑوں کو بھاپ کے ذریعے سُکھایا جاتا ہے۔ چونکہ ان کے جسم اور کپڑے
بھی دُھل گئے تھے اس لئے ان کے جسموں کو گرم بھاپ اچھی محسوس ہو
رہی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک گرم بھاپ کا یہ غسل جاری رہا اور پھر یکدم بھاپ
ختم ہوگئی۔ اب کمرہ صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس کمرے کی دیواریں سپاٹ
تھیں۔ ایک طرف اندھے شیشے کا دروازہ بنا ہوا تھا۔

"میرے خیال میں ابھی کپڑے اٹھانے لوگ آئیں گے ــــ اس لئے

ہمیں تیار ہو جانا چاہیئے" ــــ مارگریٹ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے
ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ اس چکر میں ڈرائی کلیننگ بھی مفت ہوگئی ــــ لیکن
اب ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیئے" ــــ مس بوچہ نے ہنستے ہوئے
جواب دیا۔

"ابھی شکر ہے کہ پانی سے کلیننگ ہوئی ہے ــــ کہیں پٹرول سے
ہوتی تو رُوح تک صاف ہو چکی ہوتی" ــــ کاشاکی نے بھی مسکراتے
ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں آہستہ آہستہ دروازے کے قریب ہوتی چلی گئیں۔
کاشاکی اور مارگریٹ دروازے کے ایک طرف اور مس بوچہ دوسری طرف
دیوار سے پشت لگا کر کھڑی ہوگئیں۔

تھوڑی دیر بعد دُور سے قدموں کی آوازیں نزدیک آتی سنائی دینے لگیں
اور وہ تینوں چوکنی ہو کر کھڑی ہوگئیں۔ آنے والوں کی تعداد ان کے قدموں
کے لحاظ سے تین ہی لگ رہی تھی اور پھر دروازہ کھلتا چلا گیا اور تین عورتیں
ایپرن پہنے منہ پر نقاب لگائے اندر داخل ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے
بڑے تھیلے تھے۔ انہوں نے شاید کپڑے ان تھیلوں میں ڈال کر لے جانے
تھے۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئیں مس بوچہ نے ہاتھ مار کر ادھ کھلے دروازے
کو بند کر دیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز سنتے ہی وہ تینوں چونک کر پیچھے کی
طرف مڑیں اور پھر ان کی آنکھیں ان تینوں کو دیکھ کر حیرت سے پھیلتی
چلی گئیں۔

"یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہی ہو ــــ؟ ہم بھی تمہاری

طرح انسان ہیں" ______ مس بوچر نے مسکراتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ___ مگر تم یہاں کیسے آئیں" ______ ؟ ان میں سے ایک عورت نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں ___ ؛ یہاں آنا جرم ہے ______ ؛ تم بھی تو آئی ہوئی ہو ___ ؟ کاشاکی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ______ یہ ناممکن ہے ______ تم اس دروازے سے اندر داخل نہیں ہو سکتیں ______ مگر اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے" ______ ایک اور عورت نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں! ______ ہم کپڑوں کے ساتھ ساتھ ڈرائی کلین ہوتی ہوئیں یہاں تک پہنچی ہیں" ______ مارگریٹ نے ان کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا۔

"کیا کہا ______ ؟ تم ڈرم اور پانی کی سرنگ سے ہو کر یہاں پہنچی ہو ___ ؟ نہیں نہیں! ______ اس راستے سے آدمی زندہ یہاں تک کیسے پہنچ سکتا ہے" ______ ؟ تینوں عورتوں نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو ناممکن نظر آتا ہے ______ مگر دیکھو! ______ ہم تینوں تمہارے سامنے زندہ موجود ہیں" ______ کاشاکی نے کہا۔

"اوہ! ______ تم کہیں وہ جاسوس عورتیں تو نہیں ______ جنہوں نے چوتھی منزل سے سڑک پر چھلانگیں لگا دی تھیں ______ اور پھر غائب ہو گئیں" ______ ان میں سے ایک نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا اور اس کی یہ بات سن کر اس بار چونکنے کی باری ان تینوں کی تھی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا" ______ ؟ مس بوچر نے چونک کر پوچھا۔

"اگر تم وہی ہو ______ تو ہم تمہاری بہادری اور جرأت کی داد دیتی ہیں۔ تمہارے تو یہاں بڑے چرچے ہیں ______ مادام نے ہیڈ پوائنٹ کے تمام پہرے داروں کو اس غفلت کی بنا پر سزا دے دی ہے" ______ ان میں سے ایک نے کہا۔

"دیکھو! ______ اب تعارف تو ہو چکا ______ تم ہمیں یہاں کے متعلق بتاؤ ______ تمہارے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ کوئی عام کلیننگ پلانٹ نہیں ہے" ______ مس بوچر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

"تمہارا خیال درست ہے ______ تم جہاں سے بھاگی ہو ___ وہیں دوبارہ آ پھنسی ہو ______ یہ مادام کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے ______ یہ ڈرائی کلیننگ پلانٹ تو ایک آڑ ہے" ______ ان میں سے ایک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ تو یہ بات ہے ______ مگر اس پلانٹ کی آڑ لینے کی کیا ضرورت ہے" ______ ؟ کاشاکی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

"یہاں خفیہ طور پر مختلف ممالک کی جعلی کرنسی چھاپی جاتی ہے ___ اسے چھپانے کے لئے یہ پلانٹ لگایا گیا ہے ______ تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے" ______ اسی عورت نے جواب دیا۔

"اوہ! ___ تو پھر تم ہمیں یہ سب کچھ کیوں بتا رہی ہو" ______ ؟ مارگریٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ ہم سب یہ چاہتی ہیں ______ کہ کسی طرح ہمیں اس جبری قید سے چھٹکارا مل سکے ______ یہاں جتنے بھی افراد ہیں ______ انہیں جبراً

اغوا کر کے لایا گیا ہے ـــــ اور یہاں سے موت ہی انہیں باہر نکال سکتی ہے ـــــ اس لئے ہمیں ان لوگوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے"۔ اس عورت نے جواب دیا۔

" اوہ! ـــــ ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھ گئی ـــــ اچھا یہ بتاؤ کہ مادام خود بھی یہاں آتی ہے" ـــــ؟ کاشاکی نے پوچھا۔

" ہاں! ـــــ کبھی کبھی آتی ہے ـــــ مگر اس کے گرد مسلح افراد کا سخت پہرہ ہوتا ہے ـــــ ہمیں تو صرف اس کی جھلک ہی نظر آتی ہے" ـــــ دوسری عورت نے جواب دیا۔

" یہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ" ـــــ؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

" اس عمارت کے گرد سخت ترین پہرہ ہے ـــــ یہاں سے زندہ نکل جانا ناممکن ہے ـــــ ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہیں کہ تمہیں اپنے کوارٹروں تک پہنچا دیں ـــــ اس کے بعد تم یہاں سے کیسے نکل سکتی ہو ـــــ یہ سوچنا تمہارا اپنا کام ہے ـــــ اگر ہو سکے تو ہمیں بھی یہاں سے نکال لے جاؤ ـــــ ہم آزاد زندگی کے لئے ترس گئی ہیں" ـــــ اس عورت نے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ تم ہمیں اپنے کوارٹروں تک پہنچا دو ـــــ تاکہ وہاں بیٹھ کر ہم اطمینان سے کوئی پروگرام بنا سکیں ـــــ یہاں تو ہر لمحے خطرہ ہی رہنا ہے" ـــــ مارگریٹ نے جواب دیا۔

" پھر ایسا ہے کہ تم یہیں رہو ـــــ ہم کپڑے لے جاتی ہیں ـــــ چھٹی کے وقت سے ذرا پہلے ہم تمہیں ایپرن اور نقاب مہیا کر دیں گی ـــــ تم وہ پہن کر بھیڑ میں شامل ہو کر کوارٹروں تک پہنچ جانا" ـــــ اس عورت نے

تجویز پیش کی اور ان تینوں نے اس تجویز کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

چنانچہ ان تینوں عورتوں نے تیزی سے کپڑے اٹھا کر تھیلوں میں بھرنے شروع کر دیئے اور پھر جب کپڑے ان بڑے تھیلوں میں غائب ہو گئے۔ تو وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئیں۔

" یہ تو عجیب بات ہے کہ ہم اتفاق سے مادام کے خفیہ ترین ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئی ہیں" ـــــ کاشاکی نے دیوار کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔

" میں سوچ رہی ہوں کہ اب قسمت سے یہاں پہنچ ہی گئی ہیں تو پھر خالی ہاتھ باہر کیوں جائیں ـــــ اگر ہو سکے تو اس ہیڈ کوارٹر کو ہی تباہ کر دیں ـــــ اس طرح مادام پر انتہائی کاری ضرب لگے گی" ـــــ مس بوچہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" ہاں! ـــــ میرا بھی یہی خیال ہے ـــــ مگر پہلے ہم کسی محفوظ جگہ تو پہنچ جائیں" ـــــ کاشاکی نے جواب دیا۔

" یہ عورتیں یہاں جبراً قید ہیں تو پھر یقیناً انہوں نے یہاں کے مردوں سے دوستی لگا رکھی ہو گی ـــــ کیونکہ بغیر مرد کے عورت اتنے طویل عرصے تک نہیں رہ سکتی ـــــ ہو سکتا ہے کہ ان مردوں میں سے کوئی اہم پوزیشن کا مالک ہو ـــــ اور ہم اسے استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکیں" ـــــ مارگریٹ نے سوچتے ہوئے کہا۔

" اچھا آئیڈیا ہے ـــــ ویسے بھی ایک اور خیال مجھے آ رہا ہے کہ طباعت کے کام میں بھی عورتوں کو ضرور شامل کیا گیا ہو گا ـــــ کیونکہ نفیس کام عورت ہی اچھا کر سکتی ہے ـــــ اگر ان عورتوں تک ہم پہنچ جائیں تو پھر ان کے میک اپ میں ہم اصل مشینوں تک پہنچ کر انہیں تباہ کر سکتی

ہیں" ——— مس بوچر نے کہا۔

" اوہ گڈ ——— یقیناً ایسا ہی ہوگا ——— بہرحال ہماری ڈرائی کلیننگ ہمارے لئے فائدہ مند ہی ثابت ہوئی ——— اور مادام کے اصل ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئیں ——— اگر یہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جائے تو پھر مادام اتنی آسانی سے پوری دنیا میں کاغذی قیامت برپا نہ کر سکے گی اور نئی مشینوں کا حصول ——— اور پھر ان کی سیٹنگ کے لئے طویل عرصہ چاہیئے اس عرصے میں پورے گروہ کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے" ——— کاشاکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی دونوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

وہ تینوں بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہاں سے نجات رات کو ہی ہو سکتی تھی۔ فی الحال تو انتظار ہی کرنا تھا۔

ایکریمیا کے صدر کی سرکاری رہائش گاہ "بلیک ہاؤس" میں افراتفری کا عالم برپا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پورے ایکریمیا پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ اعلیٰ سرکاری آفیسران تیزی سے ادھر ادھر بھاگتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ہر کمرے میں ٹیلیفون کھڑک رہے تھے۔ چیخ و پکار مچی ہوئی تھی۔

صدر کا پرسنل سیکرٹری انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا ایک کمرے سے نکلا اور راہداری کراس کر کے ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ جس میں ایک میز پر تقریباً دس کے قریب مختلف رنگوں کے ٹیلیفون سیٹ پڑے ہوئے تھے اور ان کے پیچھے بلیک ہاؤس کی رابطہ آفیسر مسز جموگا بیٹھی ٹیلیفون اٹنڈ کر رہی تھی۔

" مسز جموگا! ——— فوری طور پر ایمرجنسی میٹنگ کال کرو ——— پندرہ منٹ بعد صدر میٹنگ اٹنڈ کرنا چاہتے ہیں" ——— پرسنل سیکرٹری نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے مسز جموگا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر میٹنگ کا ایجنڈا" ____ مسٹر جمو گا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی ایجنڈا نہیں ____ جعلی کرنسی کے پھیلاؤ کی روک تھام اور سرکاری کرنسی پر ڈوبتے ہوئے اعتماد کے لئے اقدامات سوچے جائیں گے" ____ پرسنل سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اسی طرح مڑ کر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

راہداری کراس کر کے وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا اور کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازے کے قریب لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرہ تیزی سے نیچے اترنا شروع ہو گیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کی حرکت رکی اور دروازہ کھلتے ہی پرسنل سیکرٹری نے تیزی سے دروازہ کراس کیا۔ اب وہ ایک بہت بڑے کمرے میں داخل ہوا۔ جو انتہائی سادہ مگر باوقار طریقے سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک وسیع وعریض میز کے پیچھے اونچی پشت کی کرسی پر ایکریمیا کے صدر بیٹھے ہوئے تھے۔ میز پر ایک انٹرکام اور ایک سبز اور دوسرا سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ پڑا ہوا تھا۔ صدر براؤن رنگ کا سوٹ پہنے کرسی کی پشت سے سر ٹیکے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

پرسنل سیکرٹری کے داخل ہونے پر صدر نے چونک کر سر اٹھایا اور آنکھیں کھول دیں۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"سر! ____ میں نے میٹنگ کال کرنے کے لئے کہہ دیا ہے" ____ پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹی۔ وی آن کرو" ____ صدر نے گمبھیر لہجے میں کہا اور پرسنل سیکرٹری

تیزی سے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے دیوار پر نصب ایک بڑی سی سکرین کے کونے میں لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ اور پھر تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹ گیا۔

صدر نے میز کی دراز کھولی اور ایک فلش گن قسم کا آلہ نکال کر میز پر رکھا اور پھر دراز بند کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سکرین پر رنگ برنگی لہریں سی کودنے لگیں اور پھر ایک نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔

"یس سر" ____ نوجوان کے لب ہلے اور اس کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"کیا رپورٹس ہیں" ____ صدر نے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"حالات لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتے جا رہے ہیں ____ تمام بینکوں میں کاروبار بند ہو چکا ہے ____ دارالحکومت میں کاروبار ٹھپ ہو چکے ہیں کھانے پینے کے سامان کی قیمتیں لمحہ بہ لمحہ چڑھتی جا رہی ہیں ____ لوگوں نے اپنے پاس موجود اصل کرنسی روک لی ہے ____ مگر اب اصل کرنسی بھی قبول نہیں کی جا رہی" ____ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عام لوگوں کا کیا تاثر ہے" ____ صدر نے سوال کیا۔

"عام لوگ شدید پریشان ہیں ____ انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ اب کیا ہو گا ____ ادھر پرائیویٹ ٹیلی ویژن سٹیشن اور ریڈیو سٹیشن ایسی رپورٹیں پیش کر رہے ہیں ____ جس سے حالات مزید خراب ہوتے جا رہے ہیں" نوجوان نے جواب دیا۔

"اوکے" ____ صدر نے کہا اور پھر انہوں نے بٹن آف کر دیا اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہوتی چلی گئی۔

"سر! ۔۔۔ اب کیا ہوگا ۔۔۔۔۔۔ ؟" پرسنل سیکرٹری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا ۔۔۔۔ ورنہ تو ہم مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گے" ۔۔۔۔ صدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

ابھی صدر نے فقرہ مکمل نہ کیا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے چونک کر ٹیلیفون سیٹ کو دیکھا اور پھر تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس پریذیڈنٹ سپیکنگ" ۔۔۔۔ صدر نے رسیور کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"پرائم منسٹر شوگران سپیکنگ ۔۔۔۔ صدر صاحب! ۔۔۔ یہ کیا معاملہ ہے ۔۔۔ ؟ مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ آپ کے ملک میں بڑے خوفناک انداز میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یاد آوری کا شکریہ! ۔۔۔ مجرموں نے انتہائی خوفناک وار کیا ہے تمام شیڈولڈ بنکوں میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے ۔۔۔۔ اور پھر کسی نامعلوم ذریعے سے ریڈیو اور ٹیلیویژن کی نشریات روک کر اس بات کا اعلان کر دیا گیا ہے کہ پورے ملک سے اصل کرنسی ہٹا کر جعلی کرنسی رکھ دی گئی ہے۔ حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں ۔۔۔ ملک تیزی سے مکمل تباہی کی طرف ڈوبتا جا رہا ہے" ۔۔۔ صدر نے گمبھیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ بہت افسوس ہوا ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ بین الاقوامی جاسوسوں کی ٹیم مجرموں پر قابو نہیں پا سکی" ۔۔۔ شوگران کے وزیر اعظم

نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی" ۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ۔۔۔۔ ؟ وزیر اعظم شوگران نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"فی الحال تو حالات کا جائزہ لیا جا رہا ہے ۔۔۔۔ بہرحال کوئی اہم اقدامات کرنے پڑیں گے" ۔۔۔۔ صدر نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! ۔۔۔ کسی بھی مرحلہ پر حکومت شوگران کے کسی بھی قسم کے تعاون کی ضرورت اگر آپ محسوس کریں تو ہمارے مکمل وسائل حاضر ہیں" ۔۔۔ وزیر اعظم نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی ہمدردی کا شکریہ! ۔۔۔ کوئی ایسی بات ہوئی تو میں آپ کو مطلع کر دوں گا" ۔۔۔۔ صدر نے پُرخلوص لہجے میں جواب دیا۔

"بلا تکلف یاد کر لیجئے گا ۔۔۔۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں" ۔۔۔۔ شوگران وزیر اعظم نے کہا اور صدر نے تھینک یو کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سبز رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"ملٹری سیکرٹری سپیکنگ سر! ۔۔۔ ایک انتہائی بُری خبر ہے۔ سونا صاف کرنے والے دونوں کارخانے پُراسرار انداز میں تباہ کر دیئے گئے ہیں ۔۔۔۔ دو سو کارکن بھی ہلاک ہو گئے ہیں ۔۔۔۔ اور تمام مشینری مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے گلوگیر لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ! ــــ ویری بیڈ ــــ ویری ویری بیڈ" ــــ صدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔ ان کا چہرہ جذبات کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی بھی لمحے ان کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔

"سر! ــــ آپ کی طبیعت" ــــ قریب موجود چھوٹی سی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے پرسنل سیکرٹری نے صدر کی حالت دیکھ کر ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں ــــ مجھے کچھ نہیں ہو رہا" ــــ صدر نے سر کو جھٹکے دیکر اپنے آپ کو پرسکون بتاتے ہوئے کہا۔

"سر! ــــ ڈاکٹر کو کال کروں" ــــ پرسنل سیکرٹری نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں! ــــ کسی کو مت کال کرو ــــ سب کچھ تباہ ہو رہا ہے۔ کاش! ــــ میں اس بھیانک دور میں صدر نہ بنا ہوتا" ــــ صدر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

اور سبز رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ صدر چند لمحے بغور ٹیلیفون دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــ صدر کے لہجے میں وقار کی بجائے پریشانی کا عنصر زیادہ نمایاں تھا۔

"فنانس سیکرٹری سپیکنگ سر! ــــ ایک انتہائی خوفناک خبر آئی ہے ــــ سونے کے محفوظ ذخائر چوری کر لئے گئے ہیں"۔ فنانس سیکرٹری نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"کیا کہا ــــ ذخائر چوری کر لئے گئے ہیں" ــــ؟ صدر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ان کا سر سینے پر ڈھلکتا چلا گیا اور رسیور ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر میز پر جا گرا۔

حصہ اول ختم شد